e-paper www.avadhnama.com

Postal Registration No. GPOLW/MP-50/2012-14 • RNI No. UPURD/2001/6110

LUCKNOW روزنامہ

اودھ نامہ

avadhnama

Rs.3/- Vol- 25 , Issue, 81 Friday , December 19 2025 Pages -8

قیمت ۳/روپیہ جلد نمبر(۲۵) شمارہ نمبر(۸۱) لکھنؤ، بروز جمعہ ۱۹-دسمبر ۲۰۲۵ء، مطابق ۲۷-جمادی الآخر ۱۴۴۷ھ صفحات-۸

معروف مجسمہ ساز رام سوتار کا انتقال

نوئیڈا، 18 دسمبر (یواین آئی) معروف مجسمہ ساز رام سوتار کا بدھ کی دیر رات انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر 100 سال تھی۔ مسٹر سوتار کے بیٹے انل سوتار نے اپنے والد کے انتقال کے بارے میں بتایا۔ مسٹر سوتار نے کل دیر رات نوئیڈا میں اپنی رہائش گاہ پر آخری سانس لی۔ وہ کچھ عرصے سے بیمار تھے۔ ان کی آخری رسومات جمعرات کی دوپہر نوئیڈا کے سیکٹر 94 شمشان میں ادا کی گئیں۔ مسٹر سوتار کے بیٹے نے انہیں مکھا گنی دی۔ اس دوران متعدد فنکار اور ان کے مداحوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ ان کے انتقال کی خبر ملتے ہی معززین، سیاسی رہنما اور شہر کے مکینوں کی بڑی تعداد صبح سویرے ہی ان کے سیکٹر 19 کی رہائش گاہ پر اظہار غم اور تعزیت کے لیے پہنچنا شروع ہوگئی۔ معروف مجسمہ ساز سوتار کا انتقال فن کی دنیا کے لیے ایک بڑا خسارہ ہے۔ مسٹر سوتار کو نہ صرف ایک فنکار کے طور پر جانا جاتا تھا بلکہ ایک کاریگر کے طور پر بھی پہچانا جاتا تھا جس نے قوم کی یادوں کو شکل دی۔

لاوارث کتوں کے معاملے پر سپریم کورٹ کی سماعت ملتوی

نئی دہلی: لاوارث کتوں کی دیکھ بھال اور ان سے جڑی عوامی سلامتی کے اہم معاملے پر سپریم کورٹ میں جاری سماعت فی الحال ملتوی کردی گئی ہے۔ عدالت نے واضح کیا ہے کہ اس معاملے میں تمام اعتراضات، دلائل اور خدشات پر 7 جنوری 2026 کو تفصیلی سماعت کی جائے گی اور اسی دن آئندہ لائحہ عمل پر غور ہوگا۔ یہ معاملہ جمعرات کو جسٹس وکرم ناتھ اور جسٹس سندیپ مہتا پر مشتمل بنچ کے روبرو پیش ہوا۔ سماعت کے دوران درخواست گزاروں کی جانب سے سینئر ایڈووکیٹ کپل سبل نے عدالت کو بتایا کہ جس تین رکنی خصوصی بنچ کے ذریعے اس کیس کی سماعت ہونا طے تھی، وہ اب تشکیل میں نہیں ہے، اسی وجہ سے معاملے کو آئندہ تاریخ کے لیے درج کیا گیا ہے۔ کپل سبل نے عدالت کے سامنے یہ موقف رکھا کہ دہلی میونسپل کارپوریشن نے لاوارث کتوں کے نظم ونسق سے متعلق ایسے ضابطے بنادیے ہیں جو موجودہ قوانین اور آئینی دفعات کے منافی ہیں۔

ہنگامہ آرائی کے درمیان لوک سبھا میں 'وی بی جی رام جی' بل منظور

منریگا ترمیمی بل کے خلاف اپوزیشن کا احتجاج، کھڑگے اور پرینکا گاندھی کا پارلیمنٹ سے سڑک تک جدوجہد کا اعلان

نئی دہلی: شدید ہنگامہ آرائی اور اپوزیشن کے احتجاج کے درمیان لوک سبھا میں منریگا اسکیم کا نام بدلنے والا 'وی بی جی رام جی' (وکست بھارت-گارنٹی فار روزگار اینڈ آجیویکا مشن - گرامین) بل منظور کرلیا گیا۔ بل پر طویل بحث کے بعد ووٹنگ ہوئی، تاہم اس دوران ایوان میں غیر معمولی شور شرابہ دیکھنے کو ملا۔ اپوزیشن ارکان نے حکومت پر مہاتما گاندھی کے نام کو جان بوجھ کر ہٹانے کا الزام لگایا اور احتجاجاً بل کی کاپیاں پھاڑ کر ایوان میں اچھال دیں، جس کے بعد لوک سبھا کی کارروائی کل تک کے لیے ملتوی کردی گئی۔ ایوان میں جب مرکزی دیہی ترقیات کے وزیر شیوراج سنگھ چوہان بل پر اٹھائے گئے سوالات کے جواب کے لیے کھڑے ہوئے تو اپوزیشن کے ارکان ویل میں آگئے اور نعرے بازی شروع کردی۔ ہنگامہ بڑھنے پر اسپیکر نے نظم وضبط قائم رکھنے کی اپیل کی مگر صورتِ حال قابو میں نہ آسکی اور آخر کار کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔ حکومت کا کہنا ہے کہ 'وی بی جی رام جی' بل کے ذریعے دیہی روزگار کے نظام کو زیادہ موثر، شفاف اور نتائج پر مبنی بنایا جائے گا، جبکہ اپوزیشن کا الزام ہے کہ نام کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اسکیم کی روح اور حقوقی نوعیت کو کمزور کیا جارہا ہے۔ اپوزیشن کے مطابق منریگا ایک مانگ پر مبنی حق ہے اور مجوزہ تبدیلیاں غریبوں، پسماندہ طبقات اور دلتوں کے مفادات کے خلاف ہیں۔

اس سے قبل بل کے خلاف اپوزیشن جماعتوں نے پارلیمنٹ ہاؤس میں مارچ بھی نکالا تھا۔ اس احتجاج میں شامل رہنماؤں نے سوال اٹھایا کہ آخر حکومت کو مہاتما گاندھی کے نام سے کیا اعتراض ہے۔ کانگریس کے قومی صدر ملکارجن کھڑگے نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ یہ محض نام بدلنے کا معاملہ نہیں بلکہ کام کے حق کو محدود کرنے کی کوشش ہے۔ ان کے مطابق اگر اسکیم کی مانگ پر مبنی نوعیت ختم کی گئی تو حکومت کام دینے سے انکار کر کے یہ دعویٰ کر سکے گی کہ کوئی مانگ موجود نہیں۔ کانگریس کے رکنِ پارلیمنٹ عمران مسعود نے کہا کہ منریگا نے غریبوں کو براہِ راست فائدہ پہنچایا ہے مگر حکومت اس کی جگہ محض نام بدلنے پر توجہ دے رہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اصل مسائل کو نظرانداز کر کے نمائشی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ کانگریس کے سینئر رہنما دگ وجے سنگھ نے کہا کہ بی جے پی تاریخی طور پر گاندھی کے نظریات کی مخالف رہی ہے، اسی لیے نام بدلنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔

دیگر اپوزیشن ارکان نے بھی مرکز پر سخت تنقید کی۔ ان کا کہنا تھا کہ مرکز کی مالی شراکت میں کمی سے ریاستوں پر بوجھ بڑھے گا اور مجوزہ ترامیم سے مزدوروں کو نقصان پہنچے گا۔ اپوزیشن نے یہ بھی الزام لگایا کہ حکومت توجہ ہٹانے کے لیے متنازع تبدیلیاں لا رہی ہے، جبکہ زمینی مسائل جوں کے توں ہیں۔ ہنگامے کے بعد ایوان کی کارروائی ملتوی ہونے سے قانون سازی کا عمل رک گیا، تاہم حکومت نے واضح کیا ہے کہ وہ آئندہ دنوں میں بھی بل کے حق میں اپنا موقف مضبوطی سے پیش کرے گی، جبکہ اپوزیشن نے سڑک سے پارلیمنٹ تک احتجاج جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔

نئی دہلی: منریگا کی جگہ وکست بھارت گارنٹی فار روزگار اینڈ آجیویکا مشن (گرامین) بل لائے جانے کے خلاف جمعرات کو پارلیمنٹ ہاؤس کمپلیکس میں اپوزیشن جماعتوں نے زبردست احتجاج کیا۔ کانگریس صدر اور راجیہ سبھا میں قائدِ حزبِ اختلاف ملکارجن کھڑگے نے واضح الفاظ میں کہا کہ یہ صرف منریگا کا نام بدلنے کا معاملہ نہیں، بلکہ ملک کی سب سے بڑی روزگار اسکیم اور حقِ محنت کا منصوبہ بند قتل ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اس فیصلے کے خلاف جدوجہد پارلیمنٹ سے سڑک تک جاری رہے گی۔ اپوزیشن اراکین نے 'مہاتما گاندھی نریگا' کی تختی اٹھائے پریرنا استھل میں گاندھی مجسمہ سے مکر دوار تک مارچ کیا اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ اس احتجاج میں کانگریس کی سینئر رہنما سونیا گاندھی، پرینکا گاندھی، کے سی وینوگوپال، ڈی ایم کے کی کنی موزی، ٹی آر بالو، اے راجہ، آئی یو ایم ایل کے ای ٹی محمد بشیر، شیوسینا (یو بی ٹی) کے اروند ساونت سمیت متعدد اپوزیشن رہنما شریک ہوئے۔ کانگریس جنرل سکریٹری و رکنِ پارلیمنٹ پرینکا گاندھی نے کہا کہ منریگا کے خلاف بل لاکر مودی حکومت کروڑوں مزدوروں سے روزگار کا قانونی حق چھیننا چاہتی ہے۔ ان کے مطابق 100 دن کے بجائے 125 دن مزدوری کی بات محض چالاکی ہے، کیونکہ جیسے ہی مالی بوجھ ریاستی حکومتوں پر منتقل ہوگا، منریگا بتدریج بند ہو جائے گی۔ انہوں نے یاد دلایا کہ کورونا جیسے مشکل حالات میں منریگا غریب ترین لوگوں کا سہارا بنی رہی، اس لیے یہ بل براہِ راست غریب مزدوروں کے خلاف ہے۔ ملکارجن کھڑگے نے احتجاج کے بعد کہا کہ حکومت نے نہ صرف قوم کے رہنما مہاتما گاندھی کی توہین کی ہے بلکہ دیہی ہندوستان میں سماجی و معاشی تبدیلی لانے والے حقِ محنت کو بھی کچل دیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ نئے قانون میں حکومت جب چاہے گی کام دے گی اور بعد میں 'ڈیمانڈ نہیں' کا بہانہ بنا کر انکار کرسکے گی، جو حقِ روزگار کی روح کے منافی ہے۔ انہوں نے اسے پسماندہ طبقات، دلتوں اور غریبوں کے حقوق پر حملہ قرار دیا۔

ہندوستان اور عمان کے درمیان مفت تجارتی معاہدہ پر دستخط

عمان حکومت نے دو فریقی تعلقات کو مضبوط کرنے میں تعاون کے لیے وزیر اعظم نریندر مودی کو 'آرڈر آف عمان' سے نوازا

مسقط (ایجنسی) ہندوستانی وزیر اعظم نریندر مودی نے 18 دسمبر کو عمان کے سلطان ہاشم بن طارق السعید سے ملاقات کی اور دو فریقی معاملوں پر تبادلہ خیال کیا۔ اس دوران ہندوستان اور عمان نے 'مفت تجارتی معاہدہ' (ایف ٹی اے) پر دستخط کیے جس کے دوررس اثرات مرتب ہونے کی امید ہے۔ اس موقع پر عمان حکومت نے دو فریقی تعلقات کو مضبوط کرنے میں تعاون کے لیے وزیر اعظم نریندر مودی کو 'آرڈر آف عمان' سے نوازا۔ ہندوستان اور عمان کے درمیان مفت تجارتی معاہدہ پر دستخط سے ہندوستان کو اہم شعبوں مثلاً کپڑا، چمڑا، جوتے، زیورات، انجینئرنگ مصنوعات، پلاسٹک، فرنیچر، زرعی مصنوعات، دوائیاں، میڈیکل ڈیوائس اور آٹوموبائل کی برآمدات کو فروغ ملے گا۔ اس سے روزگار پیدا ہوگا اور کاریگروں، خواتین کی قیادت والی صنعتوں کے ساتھ ساتھ ایم ایس ایم ای کو مضبوطی ملے گی۔ ہندوستان اور عمان نے سمندری ورثے اور عجائب گھروں کے میدان میں ایک مفاہمت نامے پر دستخط کیے۔ اس معاہدے کا مقصد لوتھل میں نیشنل میری ٹائم ہیریٹیج کمپلیکس سمیت بحری عجائب گھروں کی مدد کے لیے ایک باہمی شراکت داری قائم کرنا ہے۔ اس کا مقصد مشترکہ سمندری ورثے کو فروغ دینے، سیاحت کو فروغ دینے اور دوطرفہ ثقافتی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے نوادرات اور مہارت کے تبادلے، مشترکہ نمائشوں، تحقیق اور صلاحیت کی تعمیر میں سہولت فراہم کرنا ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان زراعت اور اس سے منسلک شعبوں کے بارے میں مفاہمت نامے کا مقصد زراعت کے ساتھ ساتھ مویشی پروری اور ماہی پروری کے متعلقہ شعبوں میں تعاون کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرنا ہے اور زرعی سائنس اور ٹیکنالوجی کو آگے بڑھانا، باغبانی، مربوط کاشتکاری کے نظام اور مائیکرو اریگیشن کو فروغ دینا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے شعبے میں مفاہمت نامے کا مقصد فیکلٹی، محققین اور اسکالرز کے تبادلے کی سہولت فراہم کرنا ہے، جبکہ مشترکہ تحقیق، خاص طور پر اطلاق شدہ تحقیق، باہمی دلچسپی کے شعبوں میں نئے علم اور اختراعی طریقوں کو جنم دینے کے لیے جو انسانی اور سماجی و اقتصادی ترقی کے اہداف کو آگے بڑھانے کے لیے درکار ہے۔ انہوں نے باجرے کی کاشت اور زرعی خوراک کی اختراع میں تعاون کے لیے ایک ایگزیکٹو پروگرام پر بھی دستخط کیے جس کا مقصد باجرے کی پیداوار، تحقیق اور فروغ، ہندوستان کی سائنسی مہارت اور عمان کے موافق زرعی موسمی حالات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ایک فریم ورک تعاون قائم کرنا ہے۔ دونوں ممالک نے میری ٹائم تعاون پر ایک مشترکہ وژن دستاویز کو اپنایا ہے جس کا مقصد علاقائی میری ٹائم سیکورٹی، سمندری معیشت اور سمندری وسائل کے پائیدار استعمال کے شعبوں میں تعاون کو مضبوط بنانا ہے۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ گزشتہ 6 مہینوں میں ہندوستان کا یہ دوسرا مفت تجارتی معاہدہ ہے۔ ہندوستان نے گزشتہ کچھ سالوں میں کئی مفت تجارتی معاہدے پر دستخط کیے ہیں، جن سے ملک کے کسانوں، کاروباریوں اور ایکسپورٹرس کو فائدہ مل رہا ہے۔ یہ بھی توجہ طلب ہے کہ ہندوستان کا پہلے سے ہی خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے ایک رکن ملک یو اے ای کے ساتھ اسی طرح کا معاہدہ ہے، جو مئی 2022 میں نافذ ہوا تھا۔ جی سی سی کے دیگر رکن ممالک بحرین، کویت، سعودی عرب اور قطر ہیں۔ ہندوستان اور قطر بھی جلد ہی تجارتی معاہدے کے لیے گفت وشنید شروع کریں گے۔ مرکزی وزیر پیوش گویل نے ہندوستان اور عمان کے درمیان مفت تجارتی معاہدہ پر دستخط کو ایک خوشگوار لمحہ قرار دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہندوستان-عمان فری ٹریڈ ایگریمنٹ سے ٹیکسٹائل، فوڈ پروسیسنگ، آٹوموبائل، جویلری، ایگروکیمیکل، رینیوایبل انرجی اور آٹو کمپونینٹس میں نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ ہندوستان-عمان بزنس فورم کو خطاب کرتے ہوئے پیوش گویل نے خلیج تعاون کونسل، مشرقی یوروپ، وسط ایشیا اور افریقہ کے داخلی دروازہ کی شکل میں عمان کو اسٹریٹجک طور پر اہم بتایا، جو ہندوستانی کاروباروں کو بازار تک بہتر رسائی فراہم کرتا ہے۔

مولانا کلب جواد نے قوم کو عزت بخشی ہے

پہلا امام خمینی ایوارڈ حاصل کیا

لکھنؤ: مولانا کلب جواد کو پہلا امام خمینی انٹرنیشنل ایوارڈ ملا ہے جس سے پوری قوم بالخصوص مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ انہوں نے یہ ایوارڈ ایران میں صدر مسعود پیزشکیان سے حاصل کیا جو امام خمینی کے پوتے حسن خمینی تھے۔ وہ اس ایوارڈ کے لیے منتخب ہونے والے پہلے شخص ہیں، جو اس سال قائم کیا گیا تھا۔ اس خصوصی موقع پر ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کے مشیر آیت اللہ محسن قمی سمیت مختلف سرکردہ شخصیات موجود تھیں۔ مولانا کلب جوادنقوی کو یہ ایوارڈ ایک شاندار تقریب کے دوران پیش کیا گیا جس میں کئی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ مولانا کلب جوادنقوی نے ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای، ایرانی حکومت اور تمام متعلقہ افراد کا 'اول امام خمینی (رح)' ایوارڈ حاصل کرنے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ایرانی صدر مسعود پیزشکیان نے کہا کہ امام خمینی پر عوام کا غیر متزلزل ایمان تھا۔ اگر عوام ہم سے منہ موڑ لیں تو نہ انقلاب بچے گا اور نہ مذہب۔ انہوں نے تمام متعلقہ اداروں اور حکام کو مشورہ دیا کہ وہ عوام کی خدمت کو اپنی اولین ترجیح بنائیں۔ امام خمینی کے پوتے مولانا سید حسن خمینی نے کہا کہ یہ ایوارڈ ایک متحرک نظریے کی نمائندگی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی عظیم شخصیت کی قدر کا اندازہ تاریخ پر ان کے اثرات سے لگایا جاتا ہے اور امام خمینی (رہ) نے عصری تاریخ پر گہرے اور دیرپا اثرات چھوڑے ہیں۔ مولانا کلب جواد کو یہ اعزاز ملنے کی خبر جیسے ہی ملک بھر میں پہنچی، ان کے حامیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سوشل میڈیا پر مولانا کلبی جواد کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا کہ مولانا کلب جواد نے اپنی زندگی میں سماجی مساوات، مذہبی تعلیم اور مظلوموں کی مدد کے لیے کام کیا، یہ صرف اسی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ مولانا کلب جواد نہ صرف ملک بلکہ بیرون ملک بھی اپنی خدمات کے لیے جانے جاتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ امام خمینی کی تعلیمات کی تبلیغ کے لیے کام کیا۔

سماجی تنظیموں کے ساتھ ساتھ شہر کی معزز شخصیتوں نے دی مبارکباد

مولانا کلب جوادنقوی کو امام خمینی انٹرنیشنل ایوارڈ ملنے پر سماجی تنظیموں کے ساتھ ساتھ شہر کی معزز شخصیتوں نے بھی مبارکباد پیش کی۔ اس تعلق سے شیعہ کلیان پریشد کے صدر اور سید مولانا ابن حیدر مرحوم کے فرزند سید شان حیدر نے کہا کہ ہمارے علماء کی خدمات کی ایک سنہری تاریخ رہی ہے جس کا سلسلہ آج ایران میں مولانا کلب جوادنقوی کو امام خمینی انٹرنیشنل ایوارڈ ملنے سے جڑ جاتا ہے۔ مولانا نے قومی سطح کے ساتھ ساتھ آج عالمی سطح پر بھی قوم کو سرخرو کیا ہے۔ مولانا موصوف اپنی تقریروں میں بار ہا انقلاب اسلامی کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ظلم کے خلاف ثابت قدم رہنے کی تلقین دیتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ مولانا کو یہ ایوارڈ افکار و نظریات خمینی کی ترویج و اشاعت پر ملا ہے۔ مولانا کی خدمات کے اعتراف پر ہم ایرانی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور مولانا کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اسپیکر اسمبلی نے اجلاس کے پرامن انعقاد کیلئے کل جماعتی میٹنگ بلائی

'وندے ماترم' پر ایوان میں بحث کرا سکتی ہے یوپی حکومت □ فریقین کی جانب سے تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی

لکھنؤ: ۱۸ دسمبر۔ اتر پردیش قانون ساز اسمبلی کے اسپیکر جناب ستیش مہانا نے آج ودھان بھون میں بلائی گئی کل جماعتی میٹنگ میں قانون ساز اسمبلی کے سرمائی اجلاس کے ہموار انعقاد کے لیے تمام جماعتوں سے تعاون کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ ایوان سب کے تعاون سے ہی چلتا ہے۔ گزشتہ اسمبلی اجلاس کے دوران کئی اہم امور پر مثبت بات چیت ہوئی تھی۔ تمام جماعتوں کے تعاون سے عوامی مسائل کا بامعنی حل عوامی فلاح و بہبود کے مسائل پر منطقی، حقائق پر مبنی اور معیاری گفت وشنید کے ذریعے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ذرائع کے مطابق حکومت 'وندے ماترم' کے 150 سال مکمل ہونے کے موقع پر ایوان میں خصوصی بحث کرانے پر غور کر رہی ہے۔ تاہم اس سلسلے میں حتمی فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اجلاس میں کیا جائے گا۔ مقننہ کا سرمائی اجلاس 19 دسمبر سے شروع ہوکر 24 دسمبر تک چلے گا۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا کہ ایوان عوامی توقعات کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ موجودہ اجلاس میں ہمیں اہم امور کے ساتھ- ساتھ بلوں پر بھی بامعنی بات چیت کرنے کا موقع ملے گا۔ بلوں پر بحث کرتے وقت ان کے حقیقی تصور اور شکل کو ایوان میں پیش کرنا ضروری ہے۔ اتر پردیش قانون ساز اسمبلی میں ہونے والے بھرپور مباحثے نے ملک بھر کی قانون ساز اسمبلیوں کے لیے ایک تحریک کا کام کیا ہے۔ انہوں نے سب کو یقین دلایا کہ حکومت تمام بات چیت میں شرکت کرے گی، اپوزیشن کے ہر سوال کا مثبت جواب دے گی اور ان کی تجاویز کے مطابق حل تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اتر پردیش قانون ساز اسمبلی کے سابقہ اجلاس کے دوران، اتر پردیش ویژن ڈاکیومنٹ - 2047 پر مسلسل 27 گھنٹے مثبت مذاکرہ کیا گیا، جس سے یہ واحد ریاست بن گئی جس نے یہ کامیابی حاصل کی۔ اب تک، ترقی یافتہ اتر پردیش کے بارے میں ریاست بھر سے 8.9 ملین تجاویز موصول ہوئی ہیں۔ یوپی ویژن ڈاکیومنٹ آئی آئی ٹی کانپور کے تعاون سے تیار کیا جائے گا۔ اس بحث کو کتابی شکل دی جارہی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ وزیر اعظم جناب نریندر مودی سے متاثر ہوکر 26 دسمبر کو ویر بال دیوس کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس تاریخ کو گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کے دو بیٹوں بابا زورآور سنگھ اور بابا فتح سنگھ وزیر خان نے ہاتھوں دیواروں میں چنوا دیے گئے تھے۔ اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر گرو گوبند سنگھ جی مہاراج کے چار بیٹوں نے ملک اور مذہب کے تحفظ کی مضبوط بنیاد رکھی۔ یہ ملک اور مذہب کو یاد کرنے کا دن ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ الیکشن کمیشن آف انڈیا نے ووٹر لسٹ میں تضادات کو دور کرنے کے لیے ایس آئی آر کے نام ایک بڑے پیمانے پر مہم شروع کی ہے۔ تمام عوامی نمائندے اس کوشش میں تعاون کر رہے ہیں۔ ایس آئی آر کے ذریعے ووٹر لسٹ پر نظر ثانی کرنا اور حقیقی ووٹرس کے نام شامل کرنا ایک ایسا قدم ہے جو جمہوریت کو مضبوط کرتا ہے۔ پارلیمانی امور کے وزیر جناب سریش کمار کھنہ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کی قیادت میں ریاست نے ہر شعبے میں بے مثال ترقی کی ہے۔ حکمران اور اپوزیشن جماعتوں کے تعاون سے ہی ایوان کا کام آسانی سے چل سکتا ہے۔ ریاستی حکومت حساس ہے۔ حکومت نے ایوان کے ارکان کی طرف سے اٹھائے گئے مسائل کا نوٹس لیا ہے۔ میٹنگ میں سماج وادی پارٹی کے لیڈر آف اپوزیشن جناب ماتا پرساد پانڈے، اپنا دل (سونے لال) کے جناب رام نواس ورما، راشٹریہ لوک دل کے جناب راجپال سنگھ بالیان، سہیل دیو بھارتیہ سماج پارٹی کے جناب اوم پرکاش راج بھر، نربل ہندوستانی شوشت ہمارا عام دل کے جناب رمیش سنگھ، انڈین نیشنل کانگریس کی محترمہ آرادھنا مشرا 'مونا'، جن ستا دل ڈیموکریٹک کے جناب ونود سروج اور بہوجن سماج پارٹی کے جناب اوما شنکر سنگھ نے ایوان کی کارروائی کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے اپنی اپنی جماعتوں سے مکمل تعاون فراہم کرنے کا یقین دلایا۔

اعظم خان ایک اور معاملے میں عدالت سے بری

استغاثہ افسران کے خلاف تقریر کا ثبوت پیش کرنے میں ناکام

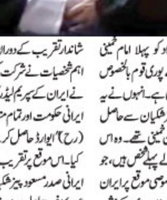

رام پور: اتر پردیش کے رام پور ضلع کی ایک عدالت نے سماجوادی پارٹی کے سینئر رہنما اور سابق کابینی وزیر اعظم خان کو انتظامی افسران کے خلاف قابلِ اعتراض زبان استعمال کرنے کے ایک مقدمہ میں بری قرار دے دیا۔ عدالت کا کہنا تھا کہ استغاثہ اپنے الزامات ثابت کرنے میں ناکام رہا، بالخصوص الیکٹرانک شواہد پیش نہیں کیے جاسکے، جس کے باعث ملزم کو شبہ کا فائدہ کا حق دیا گیا۔ یہ فیصلہ ایم پی ایم ایل اے اسپیشل کورٹ (مجسٹریٹ ٹرائل) نے سنایا، جہاں معاملہ گزشتہ کچھ عرصے سے زیر سماعت تھا۔ استغاثہ کی جانب سے گواہی مکمل ہو چکی تھی مگر شواہد کی کمی فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ عدالت نے واضح کیا کہ محض الزامات یا وائرل ویڈیو کا حوالہ کافی نہیں، جب تک انہیں قانونی طور پر قابلِ قبول ثبوت کے ذریعے ثابت نہ کیا جائے۔ یہ مقدمہ عام آدمی پارٹی کے ریاستی ترجمان فیصل خان لالہ کی شکایت پر درج کیا گیا تھا۔ رپورٹ کے مطابق 29 مارچ 2019 کو اعظم خان نے سماجوادی پارٹی کے دفتر میں ایک تقریر کی تھی، جو وائرل ہوئی۔ شکایت میں الزام لگایا گیا تھا کہ اس تقریر میں اس وقت کے ضلع مجسٹریٹ آنجنے کمار سنگھ سمیت دیگر افسران کے خلاف عوام کو بھڑکانے والے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اسی بنیاد پر صدر کوتوالی میں 2 اپریل 2019 کو ایف آئی آر درج کی گئی تھی۔ استغاثہ کے مطابق تقریر میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ بعض افسر رام پور کو 'خون سے نہلانا چاہتے ہیں' اور جہاں جہاں وہ تعینات رہے، وہاں کمزور طبقات پر ظلم ہوا۔ ان بیانات کو انتخابی ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی اور عوامی نمائندگی ایکٹ کی دفعات کے تحت قابلِ اعتراض قرار دیا گیا تھا۔ اس وقت اعظم خان لوک سبھا انتخابات کے امیدوار بھی تھے، جس کے باعث معاملہ مزید حساس بن گیا۔ اعظم خان کے وکیل ناصر سلطان نے فیصلے پر ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ عدالت نے درست طور پر قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھا۔ ان کے مطابق استغاثہ نہ تو تقریر کی مستند الیکٹرانک ریکارڈنگ پیش کرسکا اور نہ ہی اس کی تصدیق کراسکا، جس کے بغیر سزا ممکن نہیں تھی۔ اسی بنا پر عدالت نے بریت کا حکم دیا۔

پاکستانی دہشت گردوں کو پناہ دینے کا معاملہ

دو ملزمین کو این آئی اے عدالت نے مجرم قرار دیا

نئی دہلی، 18 دسمبر (یواین آئی) دہلی کے پٹیالہ ہاؤس میں قومی تفتیشی ایجنسی (این آئی اے) کی خصوصی عدالت نے جمعرات کے روز دہشت گردی کی سازش سے متعلق ہائی پروفائل کیس میں دو ملزمان کو مجرم قرار دیا۔ قصوروار ملزمان کی شناخت ظہور احمد پیر اور نذیر احمد پیر کے طور پر کی گئی ہے، جنہیں انسداد غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ (یو اے پی اے) کی مختلف دفعات کے تحت قصوروار پایا گیا ہے۔ عدالت اب 8 جنوری کو ان کی سزا پر دلائل سنے گی۔ ان دونوں پر یو اے پی اے کی دفعہ 18 (سازش)، 19 (پناہ دینے) اور 39 (دہشت گرد تنظیم کی حمایت) کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ این آئی اے کے مطابق، انہوں نے پاکستانی دہشت گرد بہادر علی کو پناہ دینے اور اس کی حمایت کرنے اور دہشت گردانہ کارروائیاں کرنے کی سازش میں مدد کی تھی۔ اطلاعات کے مطابق بہادر علی حزب المجاہدین کے کمانڈر برہان وانی کی ہلاکت کے بعد کشمیر میں بدامنی پھیلانے کی نیت سے ہندوستان میں داخل ہوا تھا۔

وندے ماترم کو حکومت نے عوامی مسائل سے توجہ ہٹانے کا ہتھیار بنالیا: اکھلیش

لکھنؤ: 18 دسمبر (یواین آئی) سماجوادی پارٹی (ایس پی) کے قومی صدر اکھلیش یادو نے الزام لگایا ہے کہ اتر پردیش حکومت عوام سے جڑے حقیقی مسائل پر بحث سے بچنا چاہتی ہے، اسی لیے اسمبلی میں وندے ماترم جیسے موضوعات کو اٹھایا جارہا ہے، جبکہ اس پر پہلے ہی لوک سبھا میں بحث ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی کے نظریے سے جڑے لوگوں نے آزادی سے پہلے اور بعد میں کبھی وندے ماترم نہیں گایا اور اب ضروری مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے اس پر بحث کرائی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یک رنگی حکومت جذباتی بحث کرنا چاہتی ہے۔ جمعرات کو پارٹی دفتر میں منعقدہ پریس کانفرنس میں اکھلیش یادو نے کہا کہ حکومت کے پاس عوام کے مسائل کا کوئی جواب نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھاد کا حال سب نے دیکھا، لائن میں لگنے کے باوجود کسانوں کو قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ دھان کی خریداری کا موسم ہے، بتائیں کتنی تیاری ہے۔ کارخانہ ایک بھی نہیں بنایا، بجلی کی نجکاری کی جارہی ہے۔ بڑے بڑے مجرم گھوم رہے ہیں۔ کوڈین بھیا پر کوئی کارروائی نہیں ہورہی ہے۔ ماحولیات کو لے کر کافی فکر ہے۔ دہلی کا اے کیو آئی کیا ہے۔ جب سب لوگ سوال اٹھا رہے ہیں تو بول رہے ہیں سرکاری ایپ پر دیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام مسائل کو لے کر ارکانِ اسمبلی کے ساتھ میٹنگ کی گئی ہے۔ اکھلیش یادو نے کہا کہ لکھنؤ میں آلودگی کی سنگین صورتحال کی وجہ سے ہندوستان-جنوبی افریقہ کرکٹ میچ منسوخ کرنا پڑا، لیکن حکومت کے لوگ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ایئر کوالٹی انڈیکس ٹھیک تھا۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ حکومت یہ اے کیو آئی کے اعداد وشمار کہاں سے لا رہی ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت آزاد ایجنسیوں کے اعداد وشمار کو مسترد کر کے آلودگی جیسے اہم مسئلے پر بحث سے بچنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوڈین سیرپ پر کوئی کارروائی نہیں ہورہی ہے۔ ڈبل انجن کی حکومت میں ایک انجن پکڑوانا چاہتا ہے تو دوسرا چھڑوانا چاہتا ہے۔ ایس پی صدر نے بی جے پی پر ماحولیات کو بھاری نقصان پہنچانے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ سب سے زیادہ پیڑ بی جے پی حکومتوں میں کٹوائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ چھتیس گڑھ میں بڑے پیمانے پر جنگل ختم کردیے گئے، اب اراولی کی پہاڑیوں کو ختم کرنے کی تیاری ہے۔ وہیں سون بھدر میں کان کنی کے دوران 500 فٹ تک گہرے گڑھے کردیے گئے۔

سردی سے تحفظ نہ ملنے پر غزہ میں اموات بڑھ سکتی ہیں: یونیسف

غزہ کے مکین شدید موسمی سختیوں کی زد میں، ٹھنڈ سے ایک اور نومولود جان گنوا بیٹھا

اسرائیل اور مصر کے درمیان گیس برآمد کرنے کے تاریخی معاہدے پر دستخط

غزہ، 18 دسمبر (یو این آئی) جنگ سے تباہ حال غزہ میں جاری شدید سرد طوفان اور بارش نے انسانی المیے کو مزید گہرا کر دیا ہے جہاں بے گھر خاندان خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں اور حالات دن بہ دن مزید بگڑ رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے بچوں کے ادارے یونیسف نے غزہ میں بچوں کی بگڑتی صورتحال پر شدید تشویش کا اظہار کیا اور خبردار کیا کہ غزہ کے بچوں پر موسمی اثرات اور جاری انسانی بحران سنگین خطرہ بن چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف نے کہا کہ غزہ میں لاکھوں بچے عارضی خیموں میں رہ رہے ہیں اور شدید سردی، ناقص پناہ گاہوں اور کھانے، صحت و حفاظتی سہولتوں کی کمی کے باعث ان کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے۔ ادارے نے خبردار کیا کہ اگر بڑے پیمانے پر موسم سرما سے بچاؤ کے اقدامات نہ کئے گئے تو نومولود اور ننھے بچوں کی اموات میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔ فلسطین میں یونیسف کے کمیونیکیشن چیف جوناتھن کرکس نے الجزیرہ سے گفتگو میں کہا کہ غزہ میں بچوں کے رہائشی حالات انتہائی خوفناک ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ بچے ایسے خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں جو بارش کے پانی سے بھر چکے ہیں، کمبل بھیگ چکے ہیں اور بچوں کے پاس کپڑوں کے صرف ایک یا دو جوڑے ہیں، جس کے باعث انہیں خشک رکھنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ فلسطین میں یونیسف کے کمیونیکیشن چیف نے موجودہ صورتحال کے باعث بیماریوں کے پھیلاؤ کے خطرے سے بھی خبردار کر دیا۔

☐ غزہ میں اسرائیلی فوج کی بمباری کے باعث گھروں سے محروم ہونے والے فلسطینیوں کو موسم کی شدید سختیوں کا سامنا ہے۔ وزارت صحت کے مطابق غزہ میں ناقابل برداشت شدید ٹھنڈ سے ایک اور نومولود جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ وزارت صحت نے خبردار کیا کہ رہائش، ایندھن اور حفاظتی سہولیات کی عدم دستیابی کے باعث بچوں اور بزرگوں کی زندگیاں شدید خطرے میں ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسف نے بھی غزہ میں بچوں کی بگڑتی صورتحال پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ فلسطین میں یونیسف کے کمیونیکیشن چیف جوناتھن کرکس نے الجزیرہ سے گفتگو میں کہا کہ غزہ میں بچوں کے رہائشی حالات انتہائی خوفناک ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ بچے ایسے خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں جو بارش کے پانی سے بھر چکے ہیں، کمبل بھیگ چکے ہیں اور بچوں کے پاس کپڑوں کے صرف ایک یا دو جوڑے ہیں، جس کے باعث انہیں خشک رکھنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ انہوں نے بیماریوں کے پھیلاؤ کے خطرے سے بھی خبردار کر دیا۔ دوسری جانب ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا ہے کہ غزہ میں حالیہ طوفانوں کے باعث ہونے والی اموات کو محض خراب موسم کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تنظیم کے مطابق یہ اموات اسرائیل کی جانب سے پناہ اور مرمت کے سامان کی فراہمی روکنے کا نتیجہ ہیں۔ ادھر غزہ کے شاتی پناہ گزین کیمپ میں شدید سرد موسم اور طوفان کے باعث اسرائیلی فوج کی بمباری سے متاثرہ گھر کی چھت گر گئی جس کے نتیجے میں 2 بچوں سمیت 6 افراد ملبے تلے دب گئے تاہم ریسکیو اہلکاروں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے تمام افراد کو ریسکیو کر لیا۔

☐ اسرائیل نے مصر کے ساتھ ملکی تاریخ کا سب سے بڑا گیس برآمد کرنے کا معاہدہ کیا ہے جس کی مالیت 112 بلین شیکل (34.6 بلین ڈالر) ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو نے بدھ کو جاری کردہ ایک بیان میں کہا کہ اسرائیل کے پیارے شہریو، آج میں نے اسرائیل کی تاریخ کے سب سے بڑے گیس معاہدے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ معاہدہ 112 بلین شیکلز کا ہے۔ اس میں سے 58 بلین شیکل (17.98 بلین امریکی ڈالر) سرکاری خزانے میں جائیں گے۔ ”ہماری سلامتی اور دیگر اہم مفادات کو یقینی بنانے کے بعد“۔ اسرائیل کے شراکت دار بھی اس معاہدے میں شامل ہیں اور انہوں نے اس معاہدے میں منظور شدہ امریکی کمپنی آئی شیوران کو مصر کی سپلائی کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ یہ معاہدہ ایک علاقائی توانائی کی طاقت کے طور پر اسرائیل کی پوزیشن کو نمایاں طور پر مضبوط کرے گا اور خطے میں استحکام کو فروغ دے گا۔ اسرائیلی اخبار کیلکلسٹ کے مطابق، معاہدے کے ایک حصے کے طور پر، کمپنیوں کا گروپ جو اسرائیل کے سب سے بڑے گیس فیلڈ، لیوا تھن کو تیار کرنے کے حقوق کا مالک ہے، مصر کو 2040 تک 130 بلین کیوبک میٹر قدرتی گیس فروخت کرے گا، جس کی مالیت تقریباً 35 بلین ڈالر ہے۔

وینزویلا کی بحری ناکہ بندی کی دھمکی ناقابل قبول اور ریاستی غنڈہ گردی ہے: ایران

مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، ایران نے وینزویلا کے خلاف امریکی دھمکی آمیز زبان اور اقدامات کی شدید مذمت کرتے ہوئے بحری ناکہ بندی کی دھمکی اور وینزویلا کی قانونی تیل برآمدات کو روکنے کی کوششوں کو بین الاقوامی قوانین کی صریح خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ ایرانی وزارتِ خارجہ نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے جمہوری بولیوارین وینزویلا کے خلاف بحری ناکہ بندی کی دھمکیاں اور اس کی جائز تیل کی تجارت میں رکاوٹ ڈالنے کی کوششیں طاقت کے ناجائز استعمال اور دھونس دھمکی پر مبنی ہیں۔ ایسے اقدامات اقوام متحدہ کے منشور اور بین الاقوامی قانون کے تسلیم شدہ اصولوں، خصوصاً آزادیٔ جہاز رانی، بحری سیکورٹی اور عالمی آزاد تجارت کی کھلی خلاف ورزی ہیں۔ وزارت خارجہ کے مطابق وینزویلا آنے یا جانے والے تجارتی جہازوں کو ہراساں کرنا، ضبط کرنا یا ان کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا ریاستی غنڈہ گردی اور سمندر میں مسلح ڈکیتی کی واضح مثال ہے۔ امریکی داخلی قوانین یا یکطرفہ اور غیر قانونی پابندیوں کا حوالہ دے کر ایسے مجرمانہ اقدامات کو کسی صورت جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ کسی آزاد اور اقوام متحدہ کے رکن ملک کے خلاف دھمکیاں، معاشی پابندیاں اور طاقت کے استعمال کی پالیسی اقوام متحدہ کے منشور کے بنیادی اصولوں، بالخصوص قومی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ کسی بھی طاقت کو وینزویلا کے داخلی معاملات میں مداخلت کا حق حاصل نہیں، جبکہ بین الاقوامی قانون کے تحت وینزویلا کو بیرونی خطرات اور جارحیت کے خلاف اپنے دفاع کا فطری حق حاصل ہے۔ ایرانی وزارت خارجہ نے خبردار کیا کہ اگر خودمختار ریاستوں کے خلاف واشنگٹن کی یکطرفہ اور محاذ آرائی پر مبنی پالیسیوں پر عالمی برادری اور اقوام متحدہ کی جانب سے خاموشی اختیار کی گئی تو یہ بین الاقوامی تعلقات میں قانون شکنی کو معمول بنانے کا خطرناک رجحان بن جائے گا، جس کے عالمی امن و سلامتی پر سنگین اثرات مرتب ہوں گے۔ بیان کے اختتام پر ایران نے اقوام متحدہ، غیر جانبدار تحریک، تمام ذمہ دار حکومتوں اور بین الاقوامی اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ موجودہ صورتحال کی سنگینی کو تسلیم کریں؛ امریکہ کے غیر قانونی اور جابرانہ اقدامات کی مذمت کریں اور بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کے منشور کی کھلی خلاف ورزیوں پر امریکی حکومت کو جواب دہ ٹھہرائیں۔

متحدہ عرب امارات میں شدید بارشیں، پولیس کا الرٹ جاری

ابوظہبی، 18 دسمبر (یو این آئی) متحدہ عرب امارات (یو اے ای) میں شدید بارشوں کا سلسلہ جاری ہے، اس حوالے سے پولیس نے الرٹ جاری کر دیا ہے۔ عرب خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق اماراتی ریاست فجیرہ راس الخیمہ میں شدید بارش ہوئی، شارجہ اور دبئی کے مختلف علاقوں میں بھی ہلکی اور تیز بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ رپورٹس کے مطابق متحدہ عرب امارات میں دبئی پولیس نے بارش میں شہریوں سے احتیاط کرنے کے لیے الرٹ جاری کرتے ہوئے کہا کہ دبئی اور ابوظبی میں طوفانی بارشوں کا امکان ہے۔ دبئی پولیس کے مطابق بارش میں شہری اپنی حفاظت کو ترجیح دیں، شہری سمندر، پہاڑی علاقوں اور سیلابی علاقوں سے دور رہیں۔ بارش میں شہری گاڑی چلاتے وقت رفتار کم رکھیں۔

روس کا افریقی ممالک کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے کا عزم

ماسکو، 18 دسمبر (یو این آئی) روس کا کہنا ہے کہ وہ افریقی ممالک کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے میں مدد کرے گا جبکہ اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے وہ پہلے ہی ان ممالک کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق یہ بات روس کے نائب وزیر خارجہ سرگئی ورشینن نے انٹرویو کے دوران کہی۔ اُن کا کہنا تھا کہ روسی فیڈریشن کے 2023 کے خارجہ پالیسی تصور میں متعین اہداف کے مطابق خصوصاً سکیورٹی معاونت کی فراہمی کے ذریعے افریقی ممالک کی خودمختاری اور آزادی کے تحفظ اور افریقی براعظم میں مسلح تنازعات کے پُرامن تصفیے اور حل میں معاونت کے تناظر میں ہم افریقی ریاستوں کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ روس کے نائب وزیر خارجہ سرگئی ورشینن نے کہا کہ ہم انہیں اندرونی اور بیرونی خطرات، خاص طور پر دہشت گردی سے نمٹنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں مدد فراہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افریقہ کی سماجی و اقتصادی، سرمایہ کاری، بنیادی ڈھانچے اور تکنیکی ترقی کے لئے ایک پائیدار نظام تعمیر کے امکانات کا تصور بھی امن اور سلامتی کے شعبے میں براعظم کو درپیش سنگین چیلنجز کے فوری حل کے بغیر مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کہ واقعی سنگین مسائل موجود ہیں اور افریقہ کی صورتحال پر ان کے اثرات کو کم نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ روس اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ خطے کے بحران زدہ علاقوں میں مؤثر اور دیرپا حل بنیادی طور پر اسی صورت ممکن ہے جب ”افریقی اس عمل میں مرکزی کردار ادا کریں اور یہ مکمل طور پر ان کے اپنے مفادات میں ہو۔ انہوں نے مسائل خاص طور پر دہشت گردی اور انتہا پسندی، سرحد پار جرائم، اندرونی سیاسی بحران، نسلی تنازعات اور ریاستوں کے درمیان اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خاص طور پر صحارا۔ ساحل خطے، افریقہ کے ہارن اور گریٹ لیکس کے علاقے میں صورتحال زیادہ سنگین ہے۔

مسلم ممالک کا اتحاد ناگزیر، تفرقہ دشمنوں کا ہتھیار ہے، صدر پزشکیان

مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، ایران کے صدر مسعود پزشکیان نے کہا ہے کہ مسلم ممالک کے درمیان اتحاد ناگزیر ہے۔ اگر امت مسلمہ متحد رہے تو کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو پیچھے دھکیل نہیں سکتی۔ تفصیلات کے مطابق تہران میں امام خمینی ورلڈ ایوارڈ کی پہلی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انقلاب اسلامی کے بانی امام خمینیؒ پوری امت کے لیے اتحاد، اخوت اور عوامی یکجہتی کا پیغام لے کر آئے تھے اور ان کی فکر آج بھی مسلم دنیا کے لیے مشعل راہ ہے۔ ایرانی صدر کا کہنا تھا کہ امام خمینیؒ ہمیشہ امت مسلمہ کے درمیان وحدت کے خواہاں رہے۔ انہوں نے قومیت، زبان اور جغرافیائی سرحدوں سے بالاتر ہو کر مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کی۔ امام خمینیؒ کا پیغام محض زبانی نہیں تھا بلکہ عملی اتحاد پر مبنی تھا۔ ڈاکٹر پزشکیان نے مزید کہا کہ مسلم ممالک کو صرف زبانی دعووں پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ عملی اقدامات کے ذریعے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ باہمی تعاون اور اتحاد قائم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب تک مسلم دنیا متحد نہیں ہوگی، دشمن قوتیں اختلافات کو ہوا دیتی رہیں گی۔ صدر ایران نے اس موقع پر کہا کہ امام خمینیؒ کی تعلیمات آج کے پیچیدہ عالمی حالات میں بھی مسلم ممالک کے لیے واضح سمت فراہم کرتی ہیں۔ امت مسلمہ اگر ان اصولوں کو اپنائے تو سیاسی، معاشی اور ثقافتی میدان میں مضبوط ہو سکتی ہے۔

عالمی امام خمینیؒ ایوارڈ کے لئے منتخب شخصیات

مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، عالمی امام خمینی (رہ) ایوارڈ کی تقریب ایرانی صدر مسعود پزشکیان، حجۃ الاسلام سید حسن خمینی، حجۃ الاسلام سید علی خمینی، فاطمہ طباطبائی، وزیرِ ثقافت عباس صالحی، حکومتی ترجمان فاطمہ مہاجرانی اور مختلف ممالک کے متعدد سیاسی و ثقافتی مہمانوں کی موجودگی میں تہران میں منعقد ہوئی، جس میں ایوارڈ کے لئے منتخب افراد کا تعارف کرایا گیا اور انہیں انٹرنیشنل امام خمینی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

ایوارڈ حاصل کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں:

فکری اور نظریاتی میدان میں ممتاز اور نمایاں علمی شخصیت کے طور پر آیت اللہ العظمیٰ عبداللہ جوادی آملی کو منتخب قرار دیا گیا۔

عملی میدان میں یمن کی تحریک انصار اللہ کے سربراہ عبدالملک بدرالدین الحوثی کو نمایاں شخصیت کے طور پر منتخب کیا گیا۔

انصاف پسندی، حریت پسندی اور انسانی وقار کے دفاع کے شعبے میں، بحرین سے آیت اللہ شیخ عیسیٰ قاسم قابلِ تحسین قرار پائے۔

عوام دوستی اور محروم و مستضعف طبقات کی خدمت کے شعبے میں، نائیجیریا سے مولانا ابراہیم زکزاکی کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔

اسلامی مذاہب کے درمیان رواداری، بھائی چارے کے جذبے کے فروغ اور دیگر ادیان کے ساتھ برتاؤ کے شعبے میں، لبنان سے شیخ غازی حنینہ کو عالمی امام خمینی ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا۔

امام خمینی (رہ) کے افکار و نظریات کی ترویج کی خاطر، الجزائر سے رشید بن عیسیٰ کو سراہا گیا۔

اخلاقیات، عرفان اور روحانیت کے فروغ کے شعبے میں، بوسنیا و ہرزیگووینا سے محترمہ مبینا موکر کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

اخلاقیات، عرفان اور روحانیت کے فروغ کے شعبے میں سرگرمیوں پر، ایران سے محترمہ سیدہ فاطمہ طباطبائی کو بھی نوازا گیا۔

استکبار کی مخالفت، مزاحمت، صیہونزم اور نسل پرستی کے خلاف جدوجہد کے شعبے میں، ملائیشیا کے محمد عزمی عبدالحمید کو اعزاز کا حقدار قرار دیا گیا۔

جدید اسلامی تمدن اور ترقی کے نظریے کی وضاحت و ترویج کے شعبے میں، تھائی لینڈ سے عبداللہ ماناجیت کو سراہا گیا۔

عدل و انصاف اور سماجی امن و سلامتی کے فروغ کے لیے، روس سے سرگئی بابورین کو قابلِ تحسین قرار دیا گیا۔

معاشرے میں خواتین کے کردار کی بہتری اور خاندان کی مرکزیت کے نظریے کی ترویج کے شعبے میں، ایران سے حجۃ الاسلام والمسلمین مہدی مہریزی کو نوازا گیا۔

امام خمینی کے افکار اور انقلابِ اسلامی کی ترویج پر، عراق سے سید محمد صادق الہاشمی کو اعزاز دیا گیا۔

جدید اسلامی تہذیب اور ترقی کے نظریے کی وضاحت و ترویج کے زمرے میں، ایران سے یحییٰ فوزی نے ایوارڈ حاصل کیا۔

امام خمینی کے افکار اور انقلاب اسلامی کی ترویج پر، ہندوستان سے حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا کلب جواد نقوی کو اعزاز سے نوازا گیا۔

میڈیا کے شعبے میں، لبنان کے المنار نیٹ ورک کے نمائندے ابراہیم فرحات نے عالمی امام خمینی ایوارڈ حاصل کیا۔

فاؤنڈیشنز اور اداروں کے شعبے میں، انڈونیشیا میں شہید مطہری فاؤنڈیشن کے نمائندے مفتاح فوزی رحمت کا انتخاب کیا گیا۔

فاؤنڈیشنز اور اداروں کے شعبے میں، انڈیا کے علاقے کارگل سے امام خمینی (رہ) انسٹی ٹیوٹ کے نمائندے علی اصغر کربلائی کو بھی نوازا گیا۔

فاؤنڈیشنز اور اداروں کے ہی شعبے میں، ترکی سے حجۃ الاسلام والمسلمین عباس کاظمی اور کوثر پبلشنگ ہاؤس کے نمائندے نے صدر مملکت سے اپنی تعریفی سند وصول کی۔

عالمی امام خمینی (رہ) ایوارڈ سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی نامی ایرانی ادارے کی کوششوں سے 17 دسمبر کو تہران کے سربراہی کانفرنس ہال میں منعقد ہوا۔

اقوام متحدہ کا افغان سرزمین دہشت گردی کیلئے استعمال نہ ہونے کا طالبان کا دعویٰ مسترد

اسلام آباد، 18 دسمبر (یو این آئی) اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی ایک رپورٹ نے طالبان کے اس دعوے کو مسترد کر دیا ہے کہ افغان سرزمین سرحد پار دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہو رہی اور اسے ناقابلِ اعتبار قرار دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ ہمسایہ ممالک افغانستان کو تیزی سے علاقائی عدم استحکام کا ذریعہ سمجھنے لگے ہیں۔ پاک میڈیا میں شائع خبر کے مطابق یہ جائزہ سلامتی کونسل کو پیش کی گئی تجزیاتی معاونت اور پابندیوں کی نگرانی کرنے والی ٹیم کی 16 ویں رپورٹ میں شامل ہے، جو اگست 2021 میں طالبان کی اقتدار میں واپسی کے چار سال سے زائد عرصے بعد افغانستان کی سکیورٹی صورتحال پر بڑھتی عالمی تشویش کے تناظر میں تیار کی گئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا، ڈی فیکٹو حکام مسلسل یہ انکار کرتے ہیں کہ کسی بھی دہشت گرد گروہ کی ان کے علاقے میں موجودگی یا وہاں سے کارروائیاں ہیں۔ یہ دعویٰ قابلِ اعتبار نہیں۔ طالبان نے 2020 کے دوحہ معاہدے کے تحت یہ وعدہ کیا تھا کہ افغانستان کو دیگر ممالک کے خلاف خطرہ بننے کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ تاہم اگست 2021 میں اقتدار سنبھالنے کے بعد اگرچہ انہوں نے داعش خراسان کے خلاف سخت کارروائیاں کیں لیکن دیگر دہشت گرد گروہوں کے بارے میں ان کا رویہ نمایاں طور پر مختلف رہا، جیسا کہ اقوامِ متحدہ کی مختلف رپورٹس میں بتایا گیا ہے۔ تازہ رپورٹ کے مطابق، رکن ممالک کی ایک بڑی تعداد مسلسل یہ رپورٹ کر رہی ہے کہ داعش خراسان، تحریکِ طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی)، القاعدہ، مشرقی ترکستان اسلامک موومنٹ جسے ترکستان اسلامک پارٹی بھی کہا جاتا ہے، جماعت انصاراللہ، اتحاد المجاہدین پاکستان اور دیگر گروہ افغانستان میں موجود ہیں۔ بعض گروہوں نے افغانستان کو بیرونی حملوں کی منصوبہ بندی اور تیاری کے لیے استعمال کیا ہے یا کر رہے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے مطابق القاعدہ طالبان کے ساتھ قریبی روابط برقرار رکھے ہوئے ہے اور متعدد صوبوں میں اس کی مستقل موجودگی ہے۔ اگرچہ اس کی سرگرمیاں کم نمایاں رکھی جاتی ہیں، مگر یو این مانیٹرز کے مطابق گروہ کو ایک ایسا ماحول میسر ہے جو تربیت اور تنظیمِ نو کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے برعکس داعش خراسان کو طالبان کا بنیادی حریف سمجھا جاتا ہے۔ طالبان کی کارروائیوں سے اس کے علاقائی کنٹرول کو نقصان پہنچا ہے، تاہم گروہ نے لچک برقرار رکھی اور افغانستان کے اندر اور باہر حملے جاری رکھے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق علاقائی استحکام کے لیے سب سے شدید خطرہ ٹی ٹی پی ہے، جسے اقوامِ متحدہ نے طالبان کے اندر بعض عناصر کی مضبوط حمایت سے مستفید ہوتے ہوئے محفوظ افغان ٹھکانوں سے کارروائیاں کرنے والا قرار دیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا، طالبان حکام ٹی ٹی پی کو قابو میں رکھنے میں ناکامی کی ذمہ داری سے انکار اور توجہ ہٹاتے رہتے ہیں۔ طالبان کے اندر ٹی ٹی پی کے لیے ہمدردی اور وفاداری موجود ہے۔ مزید کہا گیا، کچھ سینئر ارکان ٹی ٹی پی کو ایک بوجھ سمجھنے لگے ہیں جو پاکستان کے ساتھ تعلقات میں غیر ضروری خلل اور کشیدگی پیدا کر رہا ہے، جبکہ دیگر اب بھی اس کے حامی ہیں۔ پاکستان کے دباؤ پر طالبان کے اس گروہ سے تعلقات ختم کرنے کے امکان کا جائزہ لیتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا، تاریخی روابط کے پیشِ نظر طالبان کا ٹی ٹی پی کے خلاف کارروائی کرنا بعید از قیاس ہے۔ مزید کہا گیا، حتیٰ کہ اگر وہ چاہیں بھی تو ممکن ہے ان میں اس کی صلاحیت نہ ہو۔ رپورٹ کے مطابق ٹی ٹی پی نے افغان سرزمین سے پاکستان میں متعدد ہائی پروفائل حملے کیے ہیں جس کے باعث یہ کابل اور اسلام آباد کے تعلقات کے لیے سب سے بڑا چیلنج بن چکی ہے۔

منجمد روسی اثاثوں پر مبنی یوکرین کا قرض خطروں سے بھرا: بیلجیم

برسلز، 18 دسمبر (یو این آئی) بیلجیم کے وزیر اعظم بارٹ ڈی ویور نے جمعرات کو کہا کہ روس کے منجمد اثاثوں کی بنیاد پر یوکرین کو دیا گیا تلافی قرض بہت سے مالی اور اقتصادی خطرات سے بھرا ہوا ہے۔ روسی اثاثوں کی بنیاد پر یوکرین کو معاوضے کے قرض کے لیے یورپی یونین کی تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے، مسٹر ڈی ویور نے ارکین پارلیمان کو بتایا کہ اس میں اہم مالی اور اقتصادی خطرات ہیں۔ بیلجیم کے وزیر اعظم نے کہا کہ یورپی یونین کو تمام مالیاتی خطرات کو برداشت کرنا ہوگا، کیونکہ عدالتوں میں معاوضے کی رقم روسی اثاثوں سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یورپی کمیشن نے ابھی تک انہیں روسی اثاثوں کے لیے قابل اعتبار ڈرافٹ گارنٹی پیش نہیں کیا ہے۔ مسٹر ڈی ویور نے مزید کہا کہ یورپی یونین کو یوروکلیئر کو اس بات کی ضمانت بھی دینی ہوگی کہ اگر ضروری ہوا تو وہ روس کے منجمد اثاثوں کو واپس کرنے کے لیے فوری طور پر فنڈز فراہم کرے گا۔ مسٹر ڈی ویور نے کہا کہ یہ ممکن ہے کہ بیلجیم یا دوسرے ممالک جیسے کہ چین اور جنوبی افریقہ کے دوسرے مالیاتی اداروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے جو روس کے کم و بیش دوستانہ یا اس کے قریب ہیں۔ وزیر اعظم نے کہا کہ یورپی کمیشن کی طرف سے فراہم کردہ رسک کوریج کی ضمانتیں اس مرحلے پر ناکافی ہیں اور یہ جامع کوریج تمام خطرات جیسے کہ ثالثی اور دیگر قانونی خطرات کا احاطہ کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں، یوروکلیئر کو لیکویڈیٹی گارنٹی کے ساتھ ساتھ انتقامی کارروائی سے تحفظ حاصل کرنا چاہیے تاکہ روسی وطن واپسی کی صورت میں لیکویڈیٹی تک رسائی کو یقینی بنایا جا سکے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ خطرات واقعی بہت اہم ہیں کیونکہ روس کے مرکزی بینک نے حال ہی میں روسی دائرہ اختیار میں یوروکلیئر کے خلاف 195 بلین یورو (8.228 بلین ڈالر) کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ”روس میں یوروکلیئر کے اثاثوں کو ضبط کرنے سے ایک سنگین صورتحال پیدا ہو سکتی ہے جہاں یوروکلیئر اپنے کلائنٹس کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکے گا اور ادارے کا استحکام خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ ایک تباہ کن مالی تجربہ ہوگا“۔

ایرانی بری فوج AI کی توانائی سے لیس، ہر خطرے سے مقابلے کی تیاری مکمل

ایران کی بری فوج کے نائب کمانڈر بریگیڈیر جنرل جہانشاہی نے تہران میں ہفتہ تحقیق کے موقع پر سائنسی ماہرین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایرانی بری فوج دشمن کے جدید ترین تکنیکی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مصنوعی ذہانت (AI) اور جدید ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کر رہی ہے۔ مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، ایرانی بری فوج کے کمانڈر نے سائنسی ماہرین کے اجتماع میں خطاب کے دوران ملکی دفاع کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ جنرل جہانشاہی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دشمن اس وقت دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی اور ہارڈ ویئر کو ایران کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جس کا واحد حل سائنسی برتری ہے۔ انہوں نے کہا: ایرانی بری فوج نے دفاعی نظاموں، نگرانی اور آپریشنل منصوبہ بندی میں مصنوعی ذہانت کو شامل کر کے اپنی طاقت میں کئی گنا اضافہ کر لیا ہے۔ جنرل جہانشاہی نے مزید کہا کہ تحقیق صرف تعلیمی کام نہیں بلکہ یہ دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے ایک مہلک ہتھیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ بری فوج پر ملک کی آزادی اور سالمیت کے تحفظ کی بھاری ذمہ داری عائد ہے۔

چین کے ہینان ایف ٹی پی میں خصوصی کسٹم آپریشن کا آغاز

بیجنگ، 18 دسمبر (یو این آئی) چین نے جمعرات کے روز رقبے کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی بندرگاہ ہینان فری ٹریڈ پورٹ (ایف ٹی پی) میں پورے جزیرے کے لیے خصوصی کسٹم آپریشن کا آغاز کیا، جس سے بیرونی ممالک کی مصنوعات کے آزادانہ داخلے، زیرو ٹیرف کوریج کی توسیع اور کاروبار کے لیے سازگار اقدامات شامل ہیں۔ دنیا بھر میں بڑھتے ہوئے تحفظ پسندی کے منظر نامے میں، اس اقدام کو وسیع پیمانے پر آزاد تجارت کو فروغ دینے اور اعلیٰ معیاری اوپننگ اپ کو بڑھانے کے لیے چین کی جاری کوششوں میں تاریخی قدم کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ نئے بندوبست کے تحت 30,000 مربع کلومیٹر سے زائد رقبے پر محیط جزیرے کو کسٹم کی خصوصی نگرانی والے زون کے طور پر نشان زد کیا گیا ہے۔

جرمنی نے اسرائیل کے ساتھ اربوں ڈالر میزائل سسٹم معاہدے کی منظوری دیدی

برلن، 18 دسمبر (یو این آئی) جرمنی نے اسرائیل کے ساتھ 3.1 بلین ڈالر کے میزائل سسٹم کے معاہدے کی منظوری دے دی۔ جرمن پارلیمنٹ نے اسرائیل سے طویل فاصلے تک مار کرنے والے ایرو تھری میزائل دفاعی نظام کی خریداری کے معاہدے میں 3 ارب 10 کروڑ ڈالر کی توسیع کی منظوری دی ہے۔ اسرائیلی وزارت دفاع کے مطابق یہ نیا معاہدہ تقریباً دو سال قبل اسرائیل اور جرمنی کے درمیان طے پانے والے ابتدائی معاہدے کا تسلسل ہے، جس کی مالیت تقریباً 3 ارب 50 کروڑ ڈالر تھی۔ نئے معاہدے کے بعد ڈیل کی مجموعی مالیت تقریباً 6 ارب 50 کروڑ ڈالر ہو گئی ہے جسے اسرائیل کی تاریخ کا سب سے بڑا دفاعی برآمدی معاہدہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اسرائیلی وزارت دفاع نے ایک بیان میں کہا کہ ایرو تھری میزائل نظام کا یہ معاہدہ دونوں ممالک کے درمیان دفاعی تعاون کو نئی بلندیوں تک لے جائے گا۔ یاد رہے کہ جرمنی اسرائیل کو اسلحہ فراہم کرنے والے ممالک میں امریکہ کے بعد دوسرا بڑا ملک ہے۔ جرمن حکومت نے 17 نومبر کو اسرائیل کو اسلحے کی برآمدات پر عائد پابندیاں ختم کرنے کا اعلان بھی کیا تھا۔ جرمن حکومت کا کہنا تھا کہ غزہ میں مستحکم جنگ بندی اور خطے میں حالیہ سفارتی پیش رفت کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔

راشٹریہ پریرنا استھل کا وزیر اے کے شرما نے کیا معائنہ

گھیلا ڈمپنگ سائٹ پر میراثی فضلہ کا مسئلہ اور حل: صفائی، ماحولیاتی تحفظ اور پائیدار ترقی کی طرف ایک اہم پہل: اے کے شرما

لکھنؤ: 18 دسمبر۔شہری ترقیات اور توانائی کے وزیر جناب اے کے۔ شرما نے لکھنؤ میونسپل کارپوریشن کی حدود میں نوتعمیر راشٹریہ پریرنا استھل کا معائنہ کیا۔معائنہ کے دوران انہوں نے پروجیکٹ کی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا اور متعلقہ عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ بقیہ کام کو معیار کے ساتھ تیز کریں۔ وزیر نے کہا کہ یہ لکھنؤ شہر کے لیے ایک تحریک اور مثالی مرکز کے طور پر کام کرے گی۔ وزیر مسٹر شرما نے بتایا کہ 2016 تک، آئی آئی ایم روڈ، گھیلا پر واقع سائٹ، لکھنؤ میونسپل کارپوریشن کے علاقے میں واحد ڈمپنگ سائٹ تھی، جہاں پورے شہر کا ٹھوس فضلہ روزانہ لے جایا جاتا تھا اور پھینکا جاتا تھا۔ اس وقت مناسب سائنسی ٹھکانے لگانے کے نظام کی کمی کی وجہ سے، تقریباً 633911 میٹرک ٹن فضلہ گھیلا ڈمپنگ سائٹ پر جمع ہو چکا تھا، جس سے ماحولیات، زمینی پانی اور قریبی رہائشیوں کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ جناب اے کے شرما نے کہا کہ فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لیے سائنسی طریقہ کار کو اپناتے ہوئے، اس پورے علاقے کو کوڑا کرکٹ سے پاک کر دیا گیا ہے اور اب اسے ایک قومی تحریک کے مقام کے طور پر ترقی دے کر ایک عظیم الشان شکل دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام، ایک دیرینہ مسئلہ کو حل کرتے ہوئے، سوچھ بھارت مشن کی روح کو مجسم کرتا ہے۔وزیر جناب اے کے شرما نے کہا کہ یہ پروجیکٹ صرف صفائی تک محدود نہیں ہے، بلکہ ماحولیاتی تحفظ، سبز ترقی اور شہر کی پائیدار ترقی کی سمت میں ایک اہم اور قابل ستائش قدم ہے۔ انہوں نے عہدیداروں سے توقع کی کہ وہ تمام باقی کام بروقت مکمل کریں گے، جس سے اس کو مزید پرکشش، مفید، اور عوام کے لیے متاثر کن بنایا جاسکے۔ معائنہ کے دوران، صفائی، گرین اسپیس کی ترقی، خوبصورتی، اور مستقبل کی دیکھ بھال کے منصوبوں پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔وزیر نے اس بات پر زور دیا کہ ایسے منصوبوں کو دوسرے شہروں کے لیے ماڈل کے طور پر پیش کیا جانا چاہیے۔اس موقع پر میئر محترمہ۔ سشما کھرکوال، میونسپل کمشنر جناب گورو کمار اور میونسپل کارپوریشن کی ڈیولپمنٹ اتھارٹی سے متعلقہ افسران موجود تھے۔

ریاست میں گائے تحفظ کے 35 نئے مراکز کی تعمیر کے لیے 5604.20 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی ہے

لکھنؤ: 18 دسمبر۔اتر پردیش حکومت نے رواں مالی سال میں ریاست کے 16 اضلاع میں 35 نئے گائے تحفظ کے مراکز کی تعمیر کے لیے 56.042 کروڑ روپے کی رقم کو منظوری دی ہے۔ ہر مرکز کی تعمیر کے لیے 160.12 لاکھ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔منظور شدہ رقم سے ضلع شاہجہاں پور میں تحصیل صدر میں گاؤں مڑیگاؤں، تحصیل جلال آباد میں گاؤں راوت پور، تحصیل صدر میں گاؤں کھلولی، تحصیل صدر میں گاؤں دھرنی اور تحصیل کلان میں گاؤں داسیہ، تحصیل صدر میں گاؤں کھلولی -شیخ پور کھیچرا- 03 میں، ترقیاتی بلاک-ڈھولانہ میں، بلند شہر گاؤں-کونڈو- 03 میں، ترقیاتی بلاک-سکندر آباد میں، ہردوئی کے گاؤں-تینڈوا- 0، ترقیاتی بلاک-ملاواں، گاؤں بہاپور سلہپہ، ترقیاتی بلاک- 03-2 گاؤں-بالامؤ- 02، تحصیل-بلگرام، اور گاؤں-مدار پور خورد، تحصیل-مادھوگنج تعمیر کیے جائیں گے۔اسی طرح دیگر اضلاع میں مراکز قائم کئے جائیں گے۔اس سلسلے میں محکمہ اینمل ہسبنڈری کی طرف سے سرکاری حکم جاری کرتے ہوئے شاہجہاں پور، ایودھیا، امیٹھی، بارہ بنکی، دیوریا، گورکھپور، ہاپوڑ، بلند شہر، ہردوئی، لکھنؤ، آگرہ، دیوی پاٹن اور جھانسی اضلاع کے چیف ویٹرنری افسران کو ضروری ہدایات دی گئی ہیں۔رواں مالی سال 2025-26 کے ضلعی منصوبوں کے ضلع وار/اسکیم کے حساب سے تخمینہ کا تعین کرنے کے بعد، منظور شدہ رقم کو مختص کیے گئے اخراجات میں ایڈجسٹ کرنے اور متعلقہ اضلاع کی ضلع منصوبہ بندی کمیٹی کی ضرورت کے مطابق بعد از حقیقت منظوری حاصل کرنے کی ذمہ داری ڈائریکٹر، انتظامیہ اور ترقی، محکمہ مویشی پروری، اتر پردیش کی ہوگی۔

صفائی مہم کے ذریعے آنجہانی اٹل بہاری واجپئی کو خراج عقیدت پیش کیا جائے گا

لکھنؤ 18 دسمبر (یواین آئی) بھارت رتن، سابق وزیر اعظم آنجہانی اٹل بہاری واجپئی کے صد سالہ یوم پیدائش کی تقریبات کے اختتام پر اتر پردیش حکومت نے انہیں انوکھا اور بامعنی خراج عقیدت پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی ہدایت کے مطابق 25 دسمبر کو پوری ریاست میں ایک خصوصی اور وسیع صفائی مہم چلائی جائے گی، جس کے ذریعے اٹل جی کے صاف ستھرے، بااختیار اور خود کفیل ہندوستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کا پیغام دیا جائے گا۔اس ریاست گیر خصوصی صفائی مہم کی ذمہ داری مقامی بلدیاتی اداروں (میونسپل باڈیز) اور محکمہ پنچایتی راج کو سونپی گئی ہے۔مقامی بلدیاتی ادارے ریاست کے تمام شہری علاقوں میں اس مہم کو موثر اور منظم طریقے سے چلائیں گے، جبکہ پنچایتی راج محکمہ دیہی علاقوں میں صفائی مہم کی کمان سنبھالے گا تاکہ گاؤں گاؤں تک صفائی کا پیغام پہنچ سکے۔اس مہم کے تحت عوامی مقامات، سڑکوں، بازاروں، سرکاری عمارتوں، تعلیمی اداروں اور گرام پنچایت کے احاطوں میں خصوصی صفائی کی جائے گی۔اس میں عوامی نمائندوں، افسران، ملازمین، رضاکار تنظیموں، نوجوانوں اور عام شہریوں کی فعال شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔پروگرام کا بنیادی مقصد اٹل بہاری واجپئی کے یوم پیدائش پر صفائی کے تئیں اجتماعی عزم کو مضبوط کرنا ہے۔ساتھ ہی، نئی نسل اور شہریوں کو اٹل جی کی زندگی کی قدروں، حب الوطنی، جمہوری روایات اور خدمت کے جذبے سے روشناس کرانا بھی اس کا اہم ہدف ہے۔اٹل جینتی صد سالہ اختتامی پروگرام کے تحت ریاستی اور ضلعی سطح پر متعدد تقریبات منعقد کی جائیں گی۔ضلعی سطح پر 18 سے 22 دسمبر کے درمیان مختلف مقابلوں کا انعقاد کیا جائے گا، جن میں مضمون نویسی، تقریری مقابلہ، مصوری، اور بیت بازی وغیرہ شامل ہیں۔ریاستی سطح پر 25 دسمبر کو لکھنؤ میں واقع لوک بھون میں وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی موجودگی میں مرکزی پروگرام منعقد ہوگا۔محکمہ ثقافت کے زیر اہتمام 25 دسمبر کی شام 6 بجے سے 8 بجے تک اتر پردیش سنگیت ناٹک اکادمی، لکھنؤ میں ایک شاندار ثقافتی پروگرام پیش کیا جائے گا۔اس موقع پر لکھنؤ میں منعقدہ شعری مقابلے کے فاتح شعرا اپنا کلام پیش کریں گے، جس کے ذریعے اٹل جی کی شاعرانہ شخصیت کو بھی خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔

لکھنؤ: کھادی اور گرام ادیوگ نمائش کا آغاز

لکھنؤ:18 دسمبر (یواین آئی) اتر پردیش کھادی اور گرام ادیوگ بورڈ کے زیر اہتمام سینٹرل سنسکرت یونیورسٹی کیمپس میں 10 روزہ ڈویژن سطح کی کھادی اور گرام ادیوگ نمائش-2025 کا جمعرات کو افتتاح پارلیمانی امور کے وزیر سریش کھنہ نے کیا۔یہ نمائش 18 سے 27 دسمبر تک عام لوگوں کے لیے کھلی رہے گی، جس میں کھادی، گرام ادیوگ اور مائی کلا (مٹی کے فن) سے متعلق مصنوعات کے کل 130 اسٹالز لگائے گئے ہیں۔کھنہ نے نمائش کے مرکزی دروازے پر فیتہ کاٹ کر اس کا افتتاح کیا۔انہوں نے کہا کہ کھادی ہندوستان کی آزادی، سودیشی اور خود انحصاری کی علامت ہے۔مہاتما گاندھی نے چرخے کے ذریعے عام لوگوں کو خود کفیل بننے کی راہ دکھائی تھی، جس کی عملی شکل آج یوگی حکومت کی قیادت میں دیکھنے کو مل رہی ہے۔وزیر اعظم نریندر مودی اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی رہنمائی میں صفائی، سودیشی مصنوعات کے فروغ، روزگار کی فراہمی اور نوجوانوں کو خود کفیل بنانے کی سمت میں مسلسل کام کیا جارہا ہے۔محکمہ کھادی اور گرام ادیوگ اس ہدف کے حصول میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔نمائش میں چمڑے کی مصنوعات، بھدوہی کے قالین، مٹی کے برتن اور گھریلو سجاوٹی سامان، پرتاپ گڑھ کا آملہ مربہ، وارانسی کی ریشمی اور سلک ساڑیاں، راجستھان کے بیکانیری پاپڑ اور نمکین، اتراکھنڈ کے کوٹ، مختلف قسم کی چادریں اور دستکاری پر مبنی ملبوسات توجہ کا مرکز ہیں۔یہ نمائش نہ صرف صارفین کو معیاری سودیشی مصنوعات فراہم کر رہی ہے۔

یوم اقلیتی حقوق پر جلال پور میں اقلیتوں کی ترقی اور مسائل پر مباحثہ منعقد

جلال پور۔یوم اقلیتی حقوق کے موقع پر جلال پور کے دلال ٹولہ میں واقع مدرسہ دارالعلوم نداء الحق میں اقلیتوں کی ترقی اور مسائل پر ایک مباحثہ منعقد ہوا۔ پرنسپل مولانا حبیب الرحمن نوری نے عوام سے حکومت کی اقلیتی بہبود کی اسکیموں سے استفادہ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے ان سے واقف ہونے اور ان سے استفادہ کرنے کی تلقین کی۔انہوں نے کہا کہ اقلیتوں کو چاہیے کہ وہ ان اسکیموں کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں، اس طرح وہ ملک کی تعمیر نو میں اہم کردار ادا کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یوم اقلیت پر مسلم برادری کے علاوہ سکھ، عیسائی، جین اور پارسیوں کو بھی آگاہی مہم میں حصہ لینا چاہیے اور اپنے مسائل کے حل میں مدد کے لیے آگے آنا چاہیے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ آج اقلیتی برادری کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے۔انہوں نے انہیں اعتماد میں لے کر ان کی ترقی کے لیے کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔سچر کمیٹی کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں اقلیتوں کی حالت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل سے بھی بدتر ہے۔اس لیے اقلیتوں کو اپنا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے تعلیمی میدان میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔انہوں نے کہا کہ اقلیتوں کو حکومت ہند کی طرف سے چلائی جانے والی اسکیموں کا براہ راست فائدہ ملنا چاہیے، لیکن معلومات کی کمی کی وجہ سے انہیں اسکیموں کا فائدہ نہیں مل رہا ہے۔مولانا نوری نے کہا کہ امبیڈکر نگر ضلع ایک بنکر اکثریتی علاقہ ہے، بنکروں کو سستی بجلی اور خام مال پر سبسڈی ملنی چاہیے تاکہ بنکروں کا معیار زندگی بہتر ہو سکے۔ اجلاس کی صدارت مولانا قاری جسیم الدین نے کی اور نظامت رئیس احمد نے کی۔ انشاد احمد، ماسٹر نفیس احمد، مفتی ابرار احمد نے خطاب کیا۔اس موقع پر والدین، اساتذہ اور طلباء کی کثیر تعداد موجود تھی۔

وسیم بریلوی کی شاعری عہد کی روشنی ہے، جو ہر دور میں رہنمائی کرتی رہے گی

اکھلیش یادو و ڈاکٹر عمار رضوی کی موجودگی میں وسیم بریلوی کی کتاب کی رونمائی

لکھنؤ/دہلی (پریس ریلیز) ادب جب فکر، تہذیب اور سماجی شعور سے ہم آہنگ ہو جائے تو وہ محض تخلیق نہیں رہتا بلکہ اپنے عہد کی آواز بن جاتا ہے۔اسی احساس کے ساتھ اسلامک کلچرل سینٹر، لودھی روڈ، نئی دہلی میں ممتاز اور بے مثال شاعر وسیم بریلوی کی شاعری اور شخصیت پر فاروق ارگلی وحسیب سوز کی مرتب کردہ کتاب ''جہاں رہے گا وہیں روشنی لٹائے گا'' کی رسم اجرا اور اس موقع پر منعقدہ مشاعرہ و کوی سمیلن ایک یادگار اور ہمہ جہت ادبی تقریب کے طور پر سامنے آیا۔اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو نے بطور مہمان خصوصی کتاب کے اردو اور ہندی دونوں نسخوں کی رسم اجرا انجام دی۔اس موقع پر انہوں نے وسیم بریلوی کی شاعری کو ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کا آئینہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ وسیم بریلوی کا کلام محبت، امن اور انسان دوستی کا پیغام دیتا ہے، جو سماج کو جوڑنے کا کام کرتا ہے اور نئی نسل کو فکری رہنمائی فراہم کرتا ہے۔تقریب میں اتر پردیش کے سابق کارگزار وزیر اعلیٰ اور آل انڈیا مائناریٹیز فورم فار ڈیموکریسی کے قومی صدر ڈاکٹر عمار رضوی نے بطور مہمان اعزازی شرکت کی۔ اپنے تفصیلی خطاب میں انہوں نے کہا کہ پروفیسر وسیم بریلوی محض ایک بڑے شاعر نہیں بلکہ ایسی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں جن کے نام سے ہی وقار، سنجیدگی اور تہذیبی ہم آہنگی کا تصور وابستہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وسیم بریلوی کے پروگرام ہوں یا ان کی شاعری، ہر جگہ فکری بلندی، اخلاقی شعور اور انسانی قدروں کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ڈاکٹر رضوی نے اس بات پر خصوصی زور دیا کہ اس پروگرام میں مختلف سیاسی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ وسیم بریلوی کی شخصیت اور شاعری سیاست سے بالاتر ہو کر سب کو جوڑتی ہے، چاہے وہ سماج وادی پارٹی کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو ہوں، کانگریس کے سینئر رہنما سلمان خورشید ہوں یا دیگر قومی سطح کی شخصیات۔تقریب میں سابق مرکزی وزیر اور سپریم کورٹ کے سینئر وکیل سلمان خورشید نے وسیم بریلوی کی شاعری کو گنگا-جمنی تہذیب کی مضبوط علامت قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کا کلام ہندوستانی سماج کی روح سے ہم آہنگ ہے۔اسی طرح سابق مرکزی وزیر اور سپریم کورٹ کے سینئر وکیل ابھیشیک منو سنگھوی نے کہا کہ وسیم بریلوی کی شاعری جمہوری اقدار، انسانی وقار اور سماجی انصاف کے جذبے سے لبریز ہے۔اس موقع پر سابق چیئرمین مرکزی اقلیتی کمیشن ڈاکٹر طاہر محمود، سینئر وکلاء محمد اشرف اور خلیل الرحمن نے بھی اظہار خیال کرتے ہوئے وسیم بریلوی کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی شخصیت کو عصر حاضر کے لیے مشعل راہ قرار دیا۔مشاعرہ و کوی سمیلن میں ملک کے نامور شعراء نے اپنا کلام پیش کیا، جسے سامعین نے بھرپور داد دی۔ محفل میں سماجی ہم آہنگی، انسان دوستی، مذہبی رواداری اور تہذیبی اقدار کی خوبصورت جھلک دیکھنے کو ملی۔ڈاکٹر عمار رضوی نے اس کامیاب اور یادگار ادبی پروگرام کے انعقاد پر ڈبلیو بی ایس فاؤنڈیشن، نیرج جین اور معین شاداب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس نوعیت کے پروگرام معاشرے میں مثبت فکر، ثقافتی شعور اور باہمی احترام کو فروغ دیتے ہیں۔تقریب میں ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے شاعروں، ادیبوں، سماجی و سیاسی شخصیات کے ساتھ ساتھ ہر طبقے اور ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد کی کثیر تعداد موجود رہی، جس سے یہ پروگرام حقیقی معنوں میں قومی یکجہتی اور مشترکہ تہذیب کا خوبصورت مظہر بن گیا۔

شعبہ ہندی لکھنؤ یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا کامیاب وائیوا

لکھنؤ: 17 دسمبر کو لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ ہندی میں ایک اہم علمی پیش رفت پی ایچ ڈی مقالہ طالب علم رتیش راوت کا (وائیوا) کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔رتیش راوت کا تحقیقی موضوع "انگلوش کے کلام میں سماجی تبدیلی کا شعور" تھا، جو ان کے نگران تحقیق ڈاکٹر عبدالرحیم (سابق پرنسپل اور صدر شعبہ ہندی ممتاز پی جی کالج) کی موثر اور باصلاحیت نگرانی میں مکمل ہوا۔اس تحقیق پر وائیوا کے لیے جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی کے شعبۂ ہندی کے سینئر پروفیسر اجمیر سنگھ کاجل شریک ہوے۔ وائیوا کی پوری کارروائی لکھنؤ یونیورسٹی کے شعبۂ ہندی کے صدر پروفیسر پون اگروال کی صدارت میں انجام پائی۔اس موقع پر شعبۂ ہندی کے تمام معزز اساتذہ، محققین اور طلبہ بڑی تعداد میں موجود تھے۔ نیز ممتاز پی جی کالج کے پرنسپل پروفیسر نسیم احمد خان، پروکٹر پروفیسر سلمان خان، ڈاکٹر مدنی انصاری، ڈاکٹر لیاقت علی، ڈاکٹر محمد وحید خان، ڈاکٹر آل احمد، ڈاکٹر ممتا یادو سمیت دیگر اساتذہ بھی اس علمی تقریب میں شریک ہوئے۔وائیوا کے بعد تمام اساتذۂ کرام نے تحقیقی طالب علم رتیش راوت کو ان کے روشن تعلیمی مستقبل کے لیے دعاؤں اور نیک تمناؤں سے نوازا اور تحقیق کی کامیاب تکمیل پر نگران تحقیق ڈاکٹر عبد الرحیم کو دلی مبارکباد اور تہنیتی کلمات پیش کیے۔ یہ علمی اجتماع ہندی ادب اور تحقیق کے میدان میں ایک قابل تقلید اور یادگار کامیابی کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

ممتاز پی جی کالج کی سابق کارگزار پرنسپل ڈاکٹر فردوس جہاں کے شوہر ڈاکٹر اقبال احمد کا انتقال

ممتاز پی جی کالج کی سابق کارگزار پرنسپل ڈاکٹر فردوس جہاں کے شوہر ڈاکٹر اقبال احمد صاحب کا انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ڈاکٹر اقبال احمد مرحوم کو تعلیمی و سماجی میدان میں نمایاں خدمات کی وجہ سے خاص پہچان حاصل تھی۔ان کی شخصیت شرافت، علم دوستی اور سماجی خدمت کی علامت تھی۔تدفین آج بعد نماز ظہر عیش باغ قبرستان میں ہوئی۔اس پر ملال موقع پر ممتاز کالج کے مینیجر سید اطہر نبی ایڈوکیٹ سمیت کالج انتظامیہ کے عہدیداران و ممبران نے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔اس موقع پر کالج کی پرنسپل پروفیسر نسیم احمد خان کی نگرانی میں ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔

RDSO میں مالی خواندگی سے متعلق آگاہی پروگرام

لکھنؤ: آر ڈی ایس او کے بھگوان برسا منڈا آڈیٹوریم میں تنظیم کی خواتین ملازمین کے لیے جنسی ہراسانی (روک تھام، ممانعت اور خاتمہ) ایکٹ کی دفعات پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔جنسی ہراسانی کی اندرونی شکایات کمیٹی کی چیئرپرسن پرینکا سنگھ اور دیگر اراکین نے تمام خواتین ملازمین کے ساتھ ورکشاپ میں حصہ لیا۔ایڈوکیٹ پریا گمتی گپتا، لیگیلیشن انچارج، سی اے ٹی لکھنؤ بنچ نے ورکشاپ کا انعقاد کیا۔مسز گپتا نے سادہ زبان میں جنسی ہراسانی (روک تھام، ممانعت اور خاتمہ) ایکٹ کی دفعات کی وضاحت کی اور ایکٹ کی دفعات کے ذریعے ملازمین کے سوالات کے جوابات دیئے۔آر ڈی ایس او کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل قاضی معراج احمد نے اپنی موجودگی کے ساتھ اس تقریب کو سراہا۔اپنے خطاب میں انہوں نے پریا گمتی گپتا کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ کام کی جگہ پر عزت، حفاظت اور وقار کسی بھی تنظیم کی بنیاد ہے۔پوش ایکٹ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ جنسی طور پر ہراساں کرنا نہ صرف قانون کی خلاف ورزی ہے بلکہ انسانی اقدار کی بھی خلاف ورزی ہے۔انہوں نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ داخلی شکایات کمیٹی (آئی سی سی) محض ایک قانونی طریقہ کار نہیں ہے۔یہ اعتماد کا ایک فورم ہے۔دوسرا سیشن، مالیاتی خواندگی اور منصوبہ بندی پر، خاص طور پر تنظیم کی خواتین ملازمین کے لیے منعقد ہوا۔یہ سیشن AWOKE India گروپ کے بانی جناب پروین کمار دویدی اور SEBI سے رجسٹرڈ SMART (سیکیورٹیز مارکیٹ) کے ٹرینر جناب اتم کمار نے منعقد کیا۔مسٹر دویدی نے مالیاتی خواندگی کے بارے میں بیداری پیدا کی اور ملازمین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل نے وضاحت کی کہ مالی خواندگی صرف کمانے کے بارے میں نہیں ہے۔

SIRD میں مختلف موضوعات پر ماہرین کی طرف سے تربیت دی جارہی ہے

لکھنؤ: 18 دسمبر۔نائب وزیر اعلیٰ کیشو پرساد موریہ کی قیادت اور رہنمائی میں، دین دیال اپادھیائے ریاستی ادارہ دیہی ترقیات، بخشی کا تالاب، سرکاری اور نیم سرکاری محکموں اور اداروں کے اہلکاروں اور ملازمین کے ساتھ ساتھ تکنیکی کاموں سے وابستہ افراد کو مسلسل تربیت دے رہا ہے، تاکہ انہیں انتہائی ہنرمند اور قابل بنایا جاسکے۔اس سلسلے میں، ادارہ اپنے کیمپس میں دو بڑے تربیتی پروگرام منعقد کر رہا ہے، جو ڈائریکٹر جنرل ایل وینکٹیشورلو کی سرپرستی اور پرنسپل ایڈیشنل ڈائریکٹر سبودھ دکشٹ کی رہنمائی اور انتظامی کنٹرول میں ہیں۔15 سے 17 دسمبر تک، پرائمری اور اپر پرائمری اسکول کے اساتذہ اور متعلقہ حکام سمیت کل 91 ٹرینی شرکاء کے لیے "Learnin Doing" پر ایک تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا۔15 سے 19 دسمبر تک، سکریٹری ریلیف کمشنر، اتر پردیش کے تعاون سے، ریونیو، پولیس اور فائر ڈپارٹمنٹ کے اہلکاروں کے لیے "ہسپتال ڈیزاسٹر مینجمنٹ اینڈ پلاننگ" پر پانچ روزہ رہائشی تربیتی پروگرام منعقد کیا جا رہا ہے۔بدھ کے روز انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جنرل ایل وینکٹیشورلو کی صدارت میں لرننگ بائی ڈوئنگ پروگرام اور مشن کرمایوگی پروگرام کے اختتام کے تناظر میں دونوں تربیتی پروگراموں کے شرکاء کو انسٹی ٹیوٹ کے بدھ آڈیٹوریم میں مدعو کر کے اور خصوصی مہمانوں کی باوقار موجودگی میں ڈاکٹر کشن ری پبلک سروس کے سابق رکن ڈاکٹر کشن کشن وی اور ڈاکٹر کشن ریوری نے شرکت کی۔کمیشن، اتر پردیش، مادھوجی تیواری، سماگرا شکشا، اتر پردیش اور یوگیش کلکرنی، ڈائریکٹر، وگیان آشرم، تربیتی پروگراموں کے موضوع مقررین نے اپنے اپنے موضوع کے نکات پر متعلقہ اور مفید لیکچر دیا۔ پروگرام کے دوران ڈاکٹر کشن ویر سنگھ نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح تعلیم کی تعریف جاننا ضروری ہے، اسی طرح متعلقہ تنقیدی سوچ بھی اسی طرح متعلقہ ہے۔ڈاکٹر شاکیہ نے تعلیمی پالیسی کے پانچ ستونوں اور چار Cs پر ایک تفصیلی لیکچر دیا۔ مادھوجی تیواری نے اساتذہ کو طلباء میں ہنرمندی کی افادیت کے بارے میں تربیت فراہم کرنے کی ترغیب دی۔یوگیش کلکرنی نے اساتذہ کو نئے تصوراتی نظریہ اور مفید اختراعات پر مبنی عملی مشقوں پر زور دیا۔ڈائریکٹر جنرل ایل وینکٹیشورلو نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ مستند طرز زندگی اپنانا انسانیت کے لیے ضروری ہے۔ انہوں نے بنیادی باتوں، گرو کی ضروری تعریف، اور ترقی یافتہ ہندوستان کے متعلقہ اجزاء پر تفصیلی، متعلقہ اور مفید لیکچرز فراہم کیے۔ انہوں نے شرکا کو متاثر کرنے کے لیے بھگواد گیتا میں بیان کردہ کرما یوگا کی مفید مثالوں کا بھی حوالہ دیا۔ پروگرام کی نظامت ڈاکٹر نوین کمار سنبھالی اور پروگرام گائیڈ اور ادارے کے پرنسپل ایڈیشنل ڈائریکٹر سبودھ دکشٹ نے اظہار تشکر کیا۔ پروگرام کی تنظیم اور نظم و نسق کے پیش نظر ادارہ کی ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر نیرجا گپتا، سریتا گپتا، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر راج کشور یادو، ڈاکٹر ورون چترویدی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنجے کمار، فیکلٹی ممبران دھرمیندر کمار سن اور موہت یادو، کمپیوٹر محمد شاہر قتھ اور کمپیوٹر اسسٹنٹ محمد شاہ نے قابل ستائش اور قابل ذکر تعاون کیا۔

کے جی ایم یو بنے گا ٹیلی میڈیسن کا سینٹر آف ایکسی لینس

لکھنؤ: 18 دسمبر (یواین آئی) اتر پردیش حکومت نے کنگ جارج میڈیکل یونیورسٹی میں ٹیلی میڈیسن خدمات کے لیے سینٹر آف ایکسی لینس کے قیام کو منظوری دے دی ہے۔ یہ مرکز پوری ریاست میں ای-سنجیونی پلیٹ فارم 2.0 کے ذریعے فراہم کی جانے والی ٹیلی-کنسلٹیشن خدمات کے معیار کو مزید بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔اس تجویز کو کے جی ایم یو کی ٹیلی میڈیسن یونٹ کی نوڈل انچارج ڈاکٹر شیتل ورما نے وائس چانسلر پروفیسر سونیا نتیانند کی رہنمائی میں تیار کر کے حکومت کو بھیجا تھا، جسے قبول کر لیا گیا ہے۔اس پروجیکٹ کو بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن سے گرانٹ بھی حاصل ہوئی ہے، جس سے اس کے موثر آپریشن میں مدد ملے گی۔منظور شدہ پروجیکٹ کے تحت کے جی ایم یو میں ٹیلی میڈیسن خدمات کے لیے ایک خصوصی ایکسی لینس سینٹر قائم کیا جائے گا۔اس کے ساتھ ہی ٹیلی-کنسلٹیشن کے معیار کی نگرانی کے لیے میٹرز اور گروپ پریکٹس مینیجرز کی تعیناتی کی جائے گی۔وہیں صحت کے شعبے سے جڑے عملے کے لیے تربیتی مواد اور معیاری آپریٹنگ طریقہ کار (ایس او پیز) تیار کیے جائیں گے۔ساتھ ہی کلینیکل کوالٹی اور دستاویزات کی جانچ کے لیے کوالٹی آڈٹ اور تشخیص کا نظام بنایا جائے گا۔اس کے علاوہ ماہرانہ خدمات کی توسیع، ٹیلی میڈیسن کی نئی ٹیکنالوجیز اور اختراعات کی شناخت، اور نیشنل ہیلتھ مشن اور سی-ڈیک جیسے اداروں کے ساتھ تال میل بھی اس پروجیکٹ کا حصہ ہوگا۔کے جی ایم یو کی وائس چانسلر پروفیسر سونیا نتیانند نے کہا کہ یہ پہل صحت کی خدمات میں ٹیکنالوجی کے بہتر استعمال کے حوالے سے اتر پردیش حکومت کے مضبوط عزم کو ظاہر کرتی ہے۔انہوں نے کہا کہ ٹیلی-کنسلٹیشن کے معیار میں بہتری سے مریضوں کو بہتر علاج ملے گا، وسائل کا صحیح استعمال ہوگا اور شہری و دیہی صحت کے فرق کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ڈاکٹر شیتل ورما نے کہا کہ اس تجویز کی منظوری اتر پردیش میں ٹیلی میڈیسن کے شعبے میں ایک نئے دور کا آغاز ہے۔انہوں نے بتایا کہ تزویراتی تعاون اور مربوط کوششوں سے ریاست کے ہر شہری تک یکساں اور معیاری صحت کی خدمات پہنچانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ پروجیکٹ پر عمل درآمد جلد ہی مرحلہ وار طریقے سے شروع کیا جائے گا تاکہ اس کا طویل مدتی اور پائیدار فائدہ مل سکے۔اس پروجیکٹ میں جپائیگو اور بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن کے ذریعے بھی تعاون فراہم کیا جائے گا۔

وردی، حوالہ اور انصاف کی قرأت

مولانا قاری اسحاق گورا

بعض اوقات کوئی واقعہ محض ایک خبر نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے اندر پورے عہد کا مزاج سمیٹ لیتا ہے۔ کنوج میں ایک سرکاری تقریب کے دوران پیش آنے والا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ بظاہر یہ ایک ٹریفک سب انسپکٹر کی تقریر اور اس کے بعد ہونے والی انتظامی کارروائی کا قصہ ہے، مگر درحقیقت یہ اس سوال کو پھر سے زندہ کرتا ہے جو عرصے سے ہندوستانی سماج کے ذہن میں گردش کررہا ہے کہ کیا ہم واقعی ایک ملک، ایک قانون اور ایک جیسے انصاف کے اصول پر قائم ہیں، یا قانون کا اطلاق بھی اب شناخت دیکھ کر ہونے لگا ہے۔

ایک انٹر کالج کے پروگرام میں بیٹیوں کی تعلیم اور تحفظ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ٹریفک سب انسپکٹر آفاق خان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا حوالہ دیا۔ نہ کوئی سیاسی بات تھی، نہ کسی دوسرے مذہب کے خلاف ایک لفظ، نہ کسی کو للکارنے کا انداز۔ بات اگر تھی تو اخلاق، تربیت اور سماجی ذمے داری کی۔ مگر چند گھنٹوں میں یہ تقریر سوشل میڈیا پر متنازع بنا دی گئی، کچھ تنظیموں نے اسے آئین اور سروس رولز کے خلاف قرار دیا، اور بالآخر انتظامیہ نے فوری کارروائی کرتے ہوئے افسر کو لائن حاضر کردیا۔

یہاں سوال تقریر کے متن سے زیادہ اس ردعمل کا ہے۔ اگر وردی میں مذہبی حوالہ دینا واقعی آئینی جرم ہے تو پھر یہ اصول سب کے لیے یکساں کیوں نہیں؟ یہ سوال اس لیے بھی پیدا ہوتا ہے کہ حالیہ برسوں میں ایسے مناظر بارہا سامنے آئے ہیں جہاں وردی میں ملبوس اہلکار مذہبی جلوسوں، یاتراؤں اور تقریبات میں سرگرم نظر آئے، مذہبی علامات ہاتھ میں اٹھائیں، اور اس پر نہ تو آئین کو خطرہ لاحق ہوا، نہ سروس رولز کو۔ کہیں خاموشی رہی، کہیں حوصلہ افزائی، اور کہیں ترقی۔ یہ فرق محض اتفاق نہیں ہوسکتا۔ یہاں قانون کی تشریح بدل رہی ہے، اور اس کی قرأت بولنے والے کی شناخت سے مشروط ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں معاملہ ایک افسر کی سزا سے نکل کر پورے نظام کی ساکھ پر سوال بن جاتا ہے۔

ہندوستانی آئین مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے، مگر ساتھ ہی ریاستی غیر جانبداری پر زور دیتا ہے۔ غیر جانبداری کا مطلب یہ نہیں کہ ریاست یا اس کا نمائندہ اخلاقی قدروں کا ذکر بھی نہ کرے، یا اپنی تہذیبی روایت سے مکمل لاتعلقی اختیار کرلے۔ غیر جانبداری کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کسی ایک مذہب کو دوسروں پر فوقیت نہ دے، نہ ہی کسی شہری کو اس کے عقیدے کی بنیاد پر نشانہ بنائے۔ آفاق خان کی تقریر میں نہ کسی مذہب کی برتری کا دعویٰ تھا، نہ کسی دوسرے عقیدے کی نفی۔ اگر بیٹیوں کے احترام، تعلیم اور تحفظ کی بات کرنا اور اس کے لیے ایک اخلاقی مثال پیش کرنا جرم ہے تو پھر یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ کیا اخلاقیات اب صرف مخصوص حوالوں سے ہی قابل قبول رہ گئی ہیں؟ کیا ایک مسلمان افسر کا مذہبی حوالہ فوراً مشکوک ہوجاتا ہے، جب کہ دوسرے مذاہب کے حوالوں کو ثقافت اور روایت کا نام دے کر قبول کرلیا جاتا ہے؟

یہاں انتظامیہ کی عجلت بھی غور طلب ہے۔ کسی بھی جمہوری نظام میں کارروائی سے پہلے نیت، سیاق و سباق اور مقصد کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس معاملے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فیصلہ پہلے ہو چکا تھا، اور تحقیق محض رسمی رہ گئی۔ اس طرز عمل سے یہ تاثر مضبوط ہوتا ہے کہ دباؤ کا رخ اگر طاقتور ہو تو اصول پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ دانشورانہ صحافت کا کام یہی ہے کہ وہ ہجوم کے شور میں دب جانے والے سوالات کو سامنے لائے۔ یہاں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا قانون واقعی اندھا ہے، یا وہ کچھ چہروں کو پہچاننے لگا ہے؟ اگر قانون کا ترازو ایک طرف جھکنے لگے تو پھر کمزور کا اعتماد سب سے پہلے ٹوٹتا ہے، اور جب اعتماد ٹوٹتا ہے تو ریاست اور شہری کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔

یہ معاملہ صرف مسلمانوں کا نہیں، بلکہ پورے سماج کا ہے۔ آج اگر ایک مسلمان افسر کو اس کی شناخت کے سبب زیادہ کڑی نظر سے دیکھا جارہا ہے تو کل یہی رویہ کسی اور کے لیے بھی مثال بن سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ دوہرے معیار ہمیشہ عدم استحکام کو جنم دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے بھی اس واقعے میں ایک پیغام ہے۔ اشتعال، تلخی اور فوری ردعمل مسئلے کو مزید الجھا دیتے ہیں۔ آئینی دائرے میں رہ کر، دلیل اور وقار کے ساتھ بات رکھنا ہی وہ راستہ ہے جو دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ حکمت، صبر اور اخلاقی استقامت ہی اصل قوت ہیں۔

ریاستیں واقعات سے نہیں، ان پر اختیار کیے گئے رویوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ کنوج کا یہ معاملہ بھی اپنی نوعیت میں شاید غیر معمولی نہ ہو، مگر اس پر جو طرز عمل سامنے آیا، وہ غیر معمولی سوالات کو جنم دیتا ہے۔ اصل مسئلہ کسی ایک افسر کی تقریر یا اس کے خلاف کی گئی کارروائی نہیں، بلکہ وہ ذہنیت ہے جو طے کرتی ہے کہ کس کا عمل برداشت کے دائرے میں آئے گا اور کس کا حوالہ اچانک آئینی خطرہ بن جائے گا۔ جمہوری نظام میں قانون کی سب سے بڑی طاقت اس کی غیر جانبداری ہوتی ہے۔ جب قانون کا اطلاق یکساں ہو تو اختلاف بھی قابل قبول رہتا ہے، مگر جب فیصلوں میں شناخت شامل ہوجائے تو قانون اپنی اخلاقی برتری کھونے لگتا ہے۔ آج اگر یہ تاثر مضبوط ہو رہا ہے کہ ایک مخصوص طبقے کی بات کو پہلے شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، تو یہ تاثر خود ریاست کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ کیونکہ اعتماد ٹوٹنے کے بعد محض وضاحتوں سے بحال نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی تسلیم کرنی ہوگی کہ ریاستی عہدہ ایک ذمے داری ہے، اور ذمے داری احتیاط مانگتی ہے۔ مگر احتیاط اور خوف میں فرق ہوتا ہے۔ اگر احتیاط کے نام پر کسی شہری کو اس کی تہذیبی اور اخلاقی زبان سے محروم کر دیا جائے، تو یہ غیر جانبداری نہیں بلکہ خاموش جبر کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ ایسی غیر جانبداری، جو صرف کمزور سے مطالبہ کرے اور طاقتور کے سامنے خاموش رہے، دراصل انصاف کی نفی ہوتی ہے۔

کنوج کے واقعے میں انتظامیہ کی جلد بازی اس احساس کو تقویت دیتی ہے کہ فیصلے اصولوں سے زیادہ دباؤ کے تحت ہو رہے ہیں۔ جب کارروائی سے پہلے وضاحت کا دروازہ بند کردیا جائے تو انصاف کا تصور محض ایک رسمی عمل بن کر رہ جاتا ہے۔ ایک مضبوط ریاست وہ ہوتی ہے جو شور سے نہیں، دلیل سے فیصلے کرے؛ جو احتجاج دیکھ کر نہیں، حقیقت جان کر قدم اٹھائے۔ مسلمانوں کے لیے اس واقعے میں ایک سنجیدہ پیغام بھی پوشیدہ ہے۔ اشتعال، غصہ اور فوری ردعمل وقتی جذبات کو تو مطمئن کر سکتے ہیں، مگر وہ فضا کو مزید مکدر کر دیتے ہیں۔ ایسے مواقع پر سب سے بڑی ضرورت وقار، تحمل اور آئینی راستوں پر اعتماد کی ہوتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی طبقے نے اخلاقی برتری برقرار رکھی، تو وقت نے اس کے موقف کو خود مضبوط کیا۔

اکثریتی سماج کے لیے بھی یہ لمحہ غور وفکر کا ہے۔ طاقت کا اصل امتحان یہی ہوتا ہے کہ وہ اختلاف کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتی ہے۔ اگر اکثریت اپنے طرز عمل کو آئین کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کے لیے تیار نہ ہو، تو جمہوریت محض عددی غلبہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اور عددی غلبہ کبھی بھی دیرپا امن کی ضمانت نہیں بن سکا۔ ریاستی اداروں کی ساکھ اسی دن مضبوط ہوگی جب وہ یہ احساس دلائیں گے کہ قانون واقعی سب کے لیے برابر ہے، اور اس کی تشریح کسی خاص نظریے یا دباؤ کے تابع نہیں۔ وردی کا احترام تبھی باقی رہتا ہے جب وہ سب کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔ اگر وردی بھی سماجی تقسیم کا عکس بن جائے تو پھر مسئلہ کسی ایک افسر کا نہیں رہتا، پورا نظام سوال کے دائرے میں آجاتا ہے۔

آخرکار بات اسی بنیادی سوال پر آکر ٹھہر جاتی ہے کہ ہم کیسا سماج تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ ایک ایسا سماج جہاں الفاظ بولنے والے کی شناخت سے معنی پائیں، یا ایک ایسا سماج جہاں الفاظ کو ان کے مقصد اور اثر کے مطابق پرکھا جائے۔ اگر ہم واقعی ایک جمہوری، تکثیری اور منصفانہ ہندوستان کے خواہاں ہیں تو ہمیں قانون کو نعروں سے نکال کر عمل میں لانا ہوگا۔ یہ مضمون کسی ایک فریق کے حق یا مخالفت میں نہیں، بلکہ اس اصول کے حق میں ہے جس پر اس ملک کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اصول یہ کہ انصاف نظر بھی آئے، اور محسوس بھی ہو۔ کیونکہ جب انصاف صرف فائلوں میں رہ جائے اور عوامی شعور میں اس کی گونج نہ ہو، تو ریاست مضبوط نہیں، محض سخت ہوجاتی ہے۔ اور سخت ریاستیں تاریخ میں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتیں۔

Ishaqgora@gmail.com

بھارت پر قرضوں کا شیطانی جال، ہر شہری ڈیڑھ لاکھ کا مقروض

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد

ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری کا شور صرف بازاروں تک محدود نہیں رہا، اب یہ ہر چولہے، ہر باورچی خانے اور ہر خالی جیب سے اٹھتا دھواں بن چکا ہے، حکومت کے اعداد وشمار کچھ بھی کہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ عام آدمی کی زندگی روز بروز مہنگی اور امیدیں، دن بدن سستی ہوتی جا رہی ہیں، صابن سے لے کر سبزی تک، کرائے سے لے کر کھانے کے تیل تک سب کچھ اوپر جارہا ہے، سوائے عوام کی قوت خرید کے، رہی سہی کسر اس ایندھن اور مہنگائی نے پوری کردی، جسے خود ریزرو بینک نے قیمتوں میں اضافے کا مرکزی ولن قرار دیا ہے، گزشتہ سال کے دوران پکانے والی گیس کی قیمت میں 950 روپے فی سلنڈر اضافہ ہوا، انتخابات سے قبل 100 روپے کی عارضی رعایت دی گئی مگر اپریل میں دوبارہ 50 روپے کا اضافہ کرکے عوامی ریلیف کا سب خواب چکنا چور کردیا گیا، کولکاتہ میں گیس کی قیمت اب 879 روپے فی سلنڈر ہے یعنی ایک متوسط گھرانے کی خطیر رقم صرف چولہے کے نیچے جلنے والی آگ میں تحلیل ہورہی ہے اور جب ایندھن مہنگا ہو تو بازار کی ہر چیز آگ پکڑ لیتی ہے مگر یہاں المیہ یہ ہے کہ حکومت نے قیمتوں کے کنٹرول، جی ایس ٹی میں کمی اور افراط زر کے گھٹنے کے دعوؤں سے ایک ایسا افسانہ تراشہ ہے جس کا زمین پر کوئی وجود نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ آخر آسمان چھوتی قیمتیں کب رکیں گی؟ اور کیا واقعی مودی حکومت کے دعوے کے مطابق قیمتوں پر قابو پالیا گیا ہے؟ ملک کے اقتصادی افق پر رواں سہ ماہی میں بھی جو تصویر ابھری ہے وہ عام آدمی کی زندگی پر بڑھتے معاشی دباؤ اور حکومتی دعوؤں کے درمیان گہری خلیج کو آشکار کرتی ہے، معروف ایف ایم سی جی کمپنیوں، ہندوستانی یونی لیور، گودریج کنزیومر پراڈکٹس، ماریکو، آئی ٹی سی، ٹاٹا کنزیومر پروڈکٹس اور ڈابر سبھی نے ستمبر کی سہ ماہی میں منافع کے گرتے مارجن، بلند ان پٹ لاگت اور خوراک کے افراط زر کی پرچھائیوں کی شکایت کی ہے، خوراک ایندھن، پام آئیل، کافی، کوکو جیسے اجناس کی قیمتوں نے منڈیوں کو ہلا ڈالا اور شہری کھپت کی رفتار کو زبردست جھٹکا لگا ہے، نیسلے انڈیا کے سربراہ سریش نارائن نے تو صاف کہا کہ درمیانی طبقہ بری طرح دباؤ میں ہے، وہ طبقہ جو کبھی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کہلاتا تھا اب اپنی ریڑھ سیدھی رکھنے کے قابل نہیں رہا۔ خوراک کی افراط زر نے گھریلو بجٹ کے پرخچے اڑا دیے ہیں، فوڈ اینڈ بیوریجز سیکٹر کی ترقی جو کبھی دوہرے ہندسوں میں تھی، اب محض 5.1 تا دو فیصد پر اٹکی ہوئی ہے، حکومت کا دعوی ہے کہ ستمبر میں قیمتوں میں اضافے کی شرح کم ہوکر 5 فیصد رہ گئی، اعداد کہہ رہے ہیں کہ افراط زر 2017 کے بعد کی نچلی ترین سطح پر ہے لیکن محلے کی دکانیں، سبزی فروش اور چھوٹے بازار اس کہانی کو نہیں جانتے، نہ دال نہ پھل، نہ دودھ، نہ مچھلی کسی نے بھی گرانی کے اس بوجھ سے رعایت نہیں پائی، عام آدمی آج بھی بازار میں سبزی تولتے وقت دکاندار سے الجھتا ہے، آٹے کے تھیلے کی قیمت پر چونکتا ہے اور گیس کے بل کو دیکھ کر سوچتا ہے کہ وہ اگلے ماہ بجلی کا بل کیسے بھرے گا؟ اعداد کا تلخ حسن یہی ہے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے لیکن انہیں پیش کرنے والے اکثر سچ چھپا لیتے ہیں، جب حکومت یہ کہتی ہے کہ مہنگائی کم ہورہی ہے تو شاید اس کا اشارہ ایک خاص اشاریہ کی طرف ہوتا ہے مگر عام شہری کے لیے مہنگائی اس گیس سلنڈر، اس تیل کی بوتل اور اس پاؤ دودھ اور سبزی کے دام میں چھپی ہے، جو اب اس کے ہاتھ سے پھسل رہی ہے، افراط زر کا نچوڑ وہ محرومی ہے جو بازار کی چمک کے نیچے سوختہ خوابوں کی مانند سلگ رہی ہے اور حکومت کے رعایتی وعدے خوشنما نعرے بن کر عوام کی زخم خوردہ جیب پر نمک چھڑک رہے ہیں، صحت تعلیم، رہائش، صابن، تیل، شیمپو اور زیورات، ہر ضرورت اپنے عروج قیمت پر ہے، سونا اور چاندی جنہیں روایتی طور پر خوشحالی کی علامت سمجھا جاتا تھا اب صرف خواب بن کر رہ گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ قیمتوں کی یہ آگ صرف منڈیوں میں نہیں جل رہی، یہ عوام کے صبر، امید اور مستقبل کو بھسم کررہی ہے، یہ وہ تلخ حقیقت ہے جو جی ایس ٹی سیونگ فیسٹیول جیسے نعرے کو طنز بنا دیتا ہے، معیشت کی اصل کامیابی جی ڈی پی کی شرح میں نہیں، چولہے کی آنچ میں دیکھی جاتی ہے وہ آج مدھم نہیں بلکہ مہنگائی کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے، ایف ایم سی جی کمپنیاں اگر اپنے مارجن بچانے کے لیے قیمتیں بڑھا رہی ہیں تو عوام کے پاس اپنی زندگی کا مارجن ختم ہو چکا ہے جو یقینا تشویش ناک ہے۔

کانگریس کے رکن پارلیمنٹ اور قائد حزب اختلاف راہل گاندھی نے پچھلے دنوں پارٹی کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ سے پہلے ایک بار پھر مہنگائی اور ووٹ چوری کا معاملہ اٹھایا، انہوں نے اسے بے روزگاری سے جوڑتے ہوئے کہا کہ یہ آزاد ہندوستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بحران ہے، ایک سوشل میڈیا پوسٹ میں راہل گاندھی نے کہا ہندوستان میں نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے اور اس کا براہ راست تعلق ووٹ چوری سے ہے، جب کوئی حکومت عوام کا اعتماد جیت کر نہیں بلکہ چوری کر کے الیکشن جیتتی ہے تو اسے نوکریاں فراہم کرنے بھرتی کے عمل کو بہتر بنانے یا نوجوانوں کے خوابوں کی حفاظت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، وزیر اعظم نریندر مودی اور بی جے پی پر نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے کا الزام لگاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بے روزگاری اس وقت بلند ترین سطح پر ہے، ملازمتیں مسلسل کم ہورہی ہیں اور بھرتی کے عمل کو پیپر لیک اور بدعنوانی نے تباہ کردیا ہے، انہوں نے کہا ملک کے نوجوان سخت محنت کررہے ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں لیکن مودی صرف اپنی عوامی رابطہ مہم، مشہور شخصیات کی حمایت اور عرب پتیوں کے منافع میں مصروف ہیں، اس حکومت کی اصل پہچان نوجوانوں کی امیدوں کو چکنا چور کرنا اور انہیں مایوس کرنا ہے، راہل گاندھی نے کہا کہ حالات بدل رہے ہیں، ہندوستان کے نوجوان یہ سمجھ چکے ہیں کہ لڑائی صرف نوکریوں کی نہیں، بلکہ ووٹ چوری کے خلاف ہے، جب تک الیکشن چوری ہوتے رہیں گے، بے روزگاری اور کرپشن بڑھتی رہے گی، انہوں نے مزید کہا کہ اب نوجوان نوکریوں کی چوری برداشت کریں گے اور نہ ہی ووٹ کی چوری کو برداشت کریں گے، اب سب سے بڑی حب الوطنی ہندوستان کو بے روزگاری اور ووٹ کی چوری سے نجات دلانے میں ہے، وزیر اعظم مودی کی سالگرہ تقریبات پر تنقید کرتے ہوئے کانگریس لیڈر نے کہا کہ مودی نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں، لیکن وہ ہمیشہ اپنی سالگرہ کو شایان شان طریقے سے منانے اور اپنی شبیہ کو بڑھانے میں مصروف رہتے ہیں، جبکہ ملک کا نوجوان مایوسی اور بدحالی سے دوچار ہے، ایسے وقت میں وزیر اعظم کی سالگرہ منانا غیر حساسیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے، کانگریس نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ مودی حکومت نے سرکاری شعبے کی بیمہ کمپنی لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا میں پالیسی ہولڈرز کے پیسے کے غلط استعمال کے لیے قواعد وضوابط میں تبدیلی کی ہے اور غیر قانونی طریقے سے صنعت کار اڈانی کو فائدہ پہنچایا ہے، کانگریس کے جے رام رمیش نے ایک بیان میں کہا کہ میڈیا میں حال ہی میں کچھ تشویش ناک انکشافات سامنے آئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے ایل آئی سی اور اس کے 30 کروڑ بیمہ ہولڈرز کی رقم کا منظم انداز میں غلط استعمال کرکے اڈانی کو فائدہ پہونچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اندرونی دستاویز کے مطابق سرکاری حکام نے گزشتہ مئی میں ایک تجویز تیار کی اور اسے آگے بڑھایا، جس کے تحت ایل آئی سی کی تقریبا 34 ہزار کروڑ روپے رقم اڈانی گروپ کی مختلف کمپنیوں میں لگائی گئی، رپورٹ کے مطابق اس کا مقصد اڈانی گروپ پر اعتماد کا اظہار کرنا اور دیگر سرمایہ کاروں کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرنا تھا، کانگریس نے سوال اٹھایا کہ آخر وزارت خزانہ اور نیتی ایوگ کے حکام پر کس کا دباؤ تھا؟ جسکے تحت انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کا کام ایک ایسی نجی کمپنی کو بچانا ہے جو سنگین مجرمانہ الزامات کی وجہ سے مالی بحران کا شکار ہے، انھیں فہرست بند کمپنی ایل آئی سی کو سرمایہ کاری کرنے کی ہدایت دینے کا حق کس نے دیا؟ کیا یہ موبائل فون بینکنگ جیسا ہی معاملہ نہیں ہے؟ رمیش نے صنعت کار اڈانی کے بارے میں تفصیل سے بتایا کہ جب 21 ستمبر 2024 کو گوتم اڈانی اور ان کے ساتھیوں پر امریکہ میں فرد جرم عائد کی گئی تو صرف چار گھنٹے کی ٹریڈنگ میں ہی ایل آئی سی کو 920 ارب ڈالر یعنی 7850 کروڑ ڈالر کا بڑا نقصان ہوا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوامی سرمایے کو من پسند کارپوریٹ گھرانوں پر لٹانے کی کتنی بڑی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے، اڈانی پر ہندوستان میں مہنگے سولار انرجی ٹھیکے حاصل کرنے کے لیے دو ہزار کروڑ روپے کی رشوت اسکیم بنانے کا الزام ہے۔

ہندوستان میں بدعنوانیوں کے تدارک کے ذمہ دار ادارہ لوک پال کی جانب سے مہنگی بی ایم ڈبلیو گاڑیوں کی خریداری کے معاملے میں کانگریس نے سخت تنقید کرتے ہوئے استفسار کیا کہ آخر لوک پال کو ان مہنگی گاڑیوں کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ سپریم کورٹ کے جج بھی اتنی مہنگی گاڑیوں میں سفر نہیں کرتے، پھر صدر نشیں لوک پال اور 6 ارکان کو بی ایم ڈبلیو کاروں کی کیا ضرورت ہے؟ حالیہ دنوں میں لوک پال نے ایک 7 بی ایم ڈبلیو کاریں خریدنے کے لیے ٹینڈر جاری کیا ہے جس کی مجموعی قیمت پانچ کروڑ روپے ہے، اس پر کانگریس کے جنرل سکریٹری جے رام رمیش نے میڈیا سے گفتگو کے دوران کہا کہ لوک پال اب لوک پال نہیں رہا بلکہ یہ شوق پال بن گیا ہے، انا ہزارے، اروند کیجریوال، انڈیا اگینسٹ کرپشن اور آر ایس ایس کی جانب سے غلط تشہیر کر کے منموہن سنگھ حکومت کے خلاف ایک جھوٹی کہانی گڑھی گئی تھی اور اب لوک پال کی سچائی عوام کے سامنے ہے، انہوں نے کہا کہ یہ پوچھا جانا چاہیے کہ لوک پال نے کیا جانچ کی ہے اور کن لوگوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب رہا ہے؟ خیال رہے کہ لوک پال نے 7 مہنگی بی ایم ڈبلیو کاروں کی خریدی کے لیے ایک ٹینڈر جاری کیا ہے، قبل ازیں کانگریس کے رہنما اور راجیہ سبھا رکن پارلیمنٹ پی چدمبرم نے بھی لوک پال کے اس قدم کی تنقید کی ہے، چدمبرم نے پوچھا کہ جب سپریم کورٹ کے ججوں کو معمولی کار سیڈان دی جاتی ہے تو صدر نشین لوک پال اور اس کے 6 ارکان کو بی ایم ڈبلیو کاروں کی کیا ضرورت ہے؟ پی چدمبرم نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر لکھا کہ ان کاروں کو خریدنے کے لیے عوامی پیسہ کیوں خرچ کیا جائے؟ مجھے امید ہے کہ کم از کم ایک یا دو ارکان ان کاروں کو خریدنے سے انکار کردیں گے یا کر چکے ہوں گے، کانگریس کے سینئر رہنما ابھیشک سنگھوی نے ایکس پر لکھا کہ یہ اینٹی کرپشن باڈی اب اپنے ارکان کے لیے بی ایم ڈبلیو آرڈر کر رہی ہے، یہ ایک افسوسناک المیہ ہے، دیانت داری کے محافظ جائز، ناجائز کی پرواہ کیے بغیر عیش و آرام کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ 2019 میں اپنے قیام کے بعد سے لوک پال کو 8703 درخواستیں ملی ہیں، ان میں سے صرف 24 تحقیقات ہوئی اور 6 مقدمات کی منظوری دی گئی ہے۔

آج کا ہندوستان اپنے معاشی ارتقا کے جس موڑ پر کھڑا ہے وہاں جھنکارتے نعروں، اعداد کی بازی گری اور خود فریبی کے سپنوں کے پیچھے ایک تلخ اور زہریلا سچ چھپا ہوا ہے اور وہ ہے قرض کا پہاڑ جو دن بدن بڑھتا جارہا ہے، مالی سال 2013/14 تک جہاں ملک پر محض 55 لاکھ کروڑ روپے کا قرض تھا وہیں مودی حکومت کے 12 برسوں میں یہ اعداد وشمار 200 لاکھ کروڑ کے خوفناک ہندسے کو چھونے جارہے ہیں، دوسرے لفظوں میں آزادی کے بعد کے 66 برسوں میں سابقہ حکومتوں نے جتنا قرض لیا، موجودہ حکومت نے اس کا ڈھائی گنا صرف ایک دہائی میں بوجھ دیا، یہ محض عددی اضافہ نہیں بلکہ معاشی توازن، ریاستی خود مختاری اور مالی نظم وضبط کی جڑوں میں گڑھی گئی دراڑوں کا اعلان نامہ ہے۔ مرکزی وزارت خزانہ کے مطابق اگست 2025 تک کل قرض 185 لاکھ کروڑ روپے ہو چکا تھا اور مالی سال 2025/26 کے اختتام تک یہ 200 لاکھ کروڑ کو چھولے گا، محض سود کی ادائیگی پر 12 لاکھ 76 ہزار کروڑ روپے خرچ کیے جارہے ہیں، یعنی آمدنی کا وہ بڑا حصہ جو تعمیری ترقی پر صرف ہونا چاہیے تھا، محض قرض کے سود کے اندھیرے غار میں گم ہے، یہی نہیں، حکومت رواں مالی سال میں غیر ملکی قرض 10.1 فیصد کی تیز رفتار سے بڑھا رہی ہے، جبکہ غیر ملکی قرض کی کل رقم 736 ملین امریکی ڈالر یعنی 65 لاکھ کروڑ روپے ہے، اس میں سے طویل مدتی قرض 602 بلین اور قلیل مدتی قرض 134.5 بلین ڈالر کا ہے، عوامی خزانہ سود کے شکنجے میں جکڑا جارہا ہے اور حکومت پچھلے قرضوں کی ادائیگی کے لیے نئے قرض لے کر معاشی بھنور میں دھنستی جارہی ہے، مودی حکومت نے اب تک اوسطا ہر سال 12.08 لاکھ کروڑ کے قرض کا بوجھ ملک پر ڈالا ہے، جو سابقہ حکومتوں سے تقریبا 15 گنا زیادہ ہے، اگر آزادی کے بعد کی حکومتوں نے اوسطا سالانہ 0.83 لاکھ کروڑ روپے قرض لیا تو موجودہ حکومت کی رفتار اس بات کا ثبوت ہے کہ قرض لینا اب قومی پالیسی میں ایک معمولی امر نہیں بلکہ سیاسی مکاری کا حربہ بن چکا ہے، اس وقت ہر ہندوستانی کے سر پر اوسطا ایک لاکھ 42 ہزار روپے کا قرض ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ قرض اب نہ صرف قومی اعداد وشمار بلکہ عام شہری کے وجود کا حصہ بن چکا ہے، لیکن خطرے کی گھنٹی صرف دہلی تک محدود نہیں، مغربی بنگال کی مثال اس کہانی کا دوسرا باب ہے، مالی سال 2010/11 میں ریاستی قرض جہاں محض 1.92 لاکھ کروڑ تھا وہ اب 7.71 لاکھ کروڑ روپے تک جا پہنچا ہے یعنی ممتا حکومت نے 14 برسوں میں 5.79 لاکھ کروڑ روپے قرض لے کر ریاست کو مکمل طور پر قرض کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے، ممتا حکومت اوسطا ہر سال 41 ہزار 405 کروڑ روپے کا قرض لے رہی ہے، جو پچھلی حکومتوں سے تقریبا 14 گنا زیادہ ہے، اگر بائیں محاذ حکومت کے زمانے کا اوسطا سالانہ 3 ہزار کروڑ روپے کا قرض ممتا کے نزدیک جرم تھا تو آج کا یہ 41 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کا سالانہ قرض آخر کیا ہے؟ نادانی؟ منافقت یا معاشی خودکشی؟ ریاستی آمدنی کا حال یہ ہے کہ آمدنی کے مقابلے سود اور قرض کی ادائیگی پر خرچ ہونے والی رقم بڑھتی جارہی ہے، مالی سال 2024 25 میں ریاست کی کل آمدنی 99.863 کروڑ روپے اور قرض کی ادائیگی 77.228 کروڑ روپے تھی، جبکہ اگلے برس یعنی 2025/26 میں آمدنی 1.12,543 کروڑ اور قرض کی ادائیگی 81.510 کروڑ روپے تک پہونچ گئی، یہ صورتحال صاف ظاہر کرتی ہے کہ ریاستی حکومت اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ قرض کے سود کی ادائیگی میں جھونک رہی ہے، اس بھیانک معاشی بے وزنی نے مغربی بنگال کو محض مرکزی گرانٹس اور ٹیکسوں کے حصے پر زندہ رکھا ہوا ہے، مزید افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مرکز اور ریاست دونوں حکومتوں نے قرضوں کے ماخذ اور شرائط کو عوام سے چھپا رکھا ہے، نہ یہ معلوم ہے کہ کس ملک یا ادارے سے کس شرح سود پر قرض لیا جارہا ہے، اور نہ یہ کہ قرض کی رقم کن شعبوں میں خرچ ہورہی ہے؟ اگر قرض پیداواری شعبوں، صنعت توانائی، نقل وحمل انفراسٹرکچر پر صرف ہوتا تو شاید ان قرضوں سے ترقی کے دروازے کھلتے مگر افسوس بیشتر رقم غیر پیداواری اخراجات اور مقبولیت کی سیاست میں ضائع ہورہی ہے، اس طرح کا قرض نہ صرف ناقابل واپسی ہوتا ہے، بلکہ ریاست کو سود کی غلامی میں جکڑ دیتا ہے، جس قوم کا بجٹ قرض پر کھڑا ہو جس کی حکومتیں عوامی فلاح کے نام پر سود میں جیتی ہوں اور جس کی معیشت سرمایہ کاروں کے اعتماد کے بجائے سیاسی عناد پر ٹکی ہو وہ زیادہ دیر مستحکم نہیں رہ سکتی، آج کا ہندوستان ایک نازک دہانے پر کھڑا ہے، جہاں معیشت کے اعداد مصنوعی ترقی کا پرچم لہرا رہے ہیں مگر حقیقت میں نیچے زمین دھنستی جارہی ہے یہ وہی راستہ ہے جس کے انجام پر سری لنکا جیسی مثالیں ہمارا انتظار کر رہی ہیں، کیا یہ سمجھا جائے کہ ملک کو سری لنکا بنایا جارہا ہے؟ وقت آگیا ہے کہ سیاستداں، دانشور اور ملک کا ہر شہری اس قرض کے شیطانی چکر پر کھل کر بات کرے، اگر اب بھی خاموشی رہی تو آنے والی نسلیں صرف ایک سوال پوچھیں گی کہ یہ قوم کب اور کیوں اپنی معیشت کو گروی رکھ کر خوابوں کا جال بننے لگی؟ اور وشو گرو، وکست بھارت یا امرت کال کا خواب دیکھنے لگی؟ پھر ان حالات سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

رابطہ: 8099695186

ہندوستانی آئین کی تشکیل میں مسلم رہنماؤں کا کردار

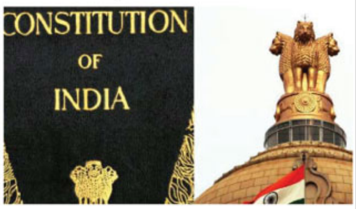

مضمون نگار: موہوت موریہ

ہندوستان نے 15 اگست 1947 کو برطانوی راج سے آزادی حاصل کی، لیکن ہمارے شہریوں کو حقیقی آزادی 26 جنوری 1950 کو ملی، جب ہندوستان کے لوگوں کے تیار کردہ آئین کو مکمل طور پر نافذ کیا گیا۔ جس طرح ملک کے ہر طبقے اور طبقے نے جدوجہد آزادی میں اپنا حصہ ڈالا تھا، اسی طرح ملک کے عوام نے بھی آئین ساز اسمبلی کے 389 ارکان کے ذریعے آئین کی تشکیل میں بالواسطہ طور پر بھرپور حصہ ڈالا۔ دستور ساز اسمبلی کے 73 مسلم ارکان میں سے 30 نے آئین کی تشکیل میں فعال اور نمایاں کردار ادا کیا۔ آئین ساز اسمبلی کے مسلم ارکان نے اقلیتوں کے حقوق، مذہبی آزادی کی دفعات، وفاقی ڈھانچے کے بنیادی اصولوں اور قانونی زبان کے شعبوں میں آئین میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں، جن پر ہم مزید بات کریں گے۔

دستور ساز اسمبلی میں اس وقت کے تقریباً تمام صوبوں کے مسلمان علماء کی نمائندگی تھی۔ ان میں شیخ غالب صاحب، ایم محمد اسماعیل، کے ٹی ایم احمد ابراہیم، صوبہ مدراس سے محبوب علی بیگ صاحب بہادر شامل تھے۔ صوبہ بمبئی سے عبدالقادر محمد شیخ، عبدالقادر عبدالعزیز خان؛ صوبہ بنگال سے جسیم الدین احمد، نذیر الدین احمد، عبدالحمید، عبدالحلیم غزنوی؛ متحدہ صوبوں سے مولانا حفظ الرحمن سہروی، خورشید لال، حیدر حسین، حسرت موہانی، ابوالکلام آزاد، نواب محمد اسماعیل خان، رفیع احمد قدوائی، زیڈ ایچ لاری، بشیر حسین زیدی، بیگم اعجاز رسول؛ حسین امام، سید جعفر امام، ایس ایم لطیف الرحمن، محمد طاہر حسین، تاج الحسین، چودھری عابد حسین بہار سے۔ وسطی صوبوں اور برار سے قاضی سید کریم الدین، محمد سعد اللہ، آسام سے عبدالروف، شیخ محمد عبداللہ، مرزا افضل بیگ، جموں و کشمیر سے مولانا محمد سعید مسعودی؛ پی ٹی تراونکور سے محمد۔

سر سید محمد سعد اللہ برطانوی ہندوستان میں آسام کے وزیر اعظم اور ہندوؤں کے حقوق کے لیے ایک نمایاں آواز تھے۔ 24 نومبر 1948 کو دستور ساز اسمبلی کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے، سعد اللہ نے کہا، "گائے کو ذبح سے بچانا چاہیے اور اس لیے ہم اس کے لیے بنیادی حقوق یا ہدایتی اصولوں میں کوئی بندوبست چاہتے ہیں۔" گائے کے تحفظ سے وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے سعد اللہ اور دیگر اراکین بشمول ظہیر الحسن لاری نے کہا کہ "بہتر ہے کہ آگے آئیں اور بنیادی حقوق میں ایک شق شامل کریں کہ اب سے گائے کا ذبیحہ ممنوع ہے، بجائے اس کے کہ اسے ہدایتی اصولوں میں مبہم چھوڑ دیا جائے۔"

جس طرح فی الحال کچھ نشستیں درج فہرست ذاتوں کے لیے مخصوص ہیں، اسی طرح کچھ مسلم اراکین نے تجویز پیش کی کہ کچھ نشستیں مسلمانوں کے لیے بھی مخصوص کی جائیں۔ بیگم اعزاز رسول نے اس خیال کی سختی سے مخالفت کی اور اسے "خودکشی" قرار دیا۔ بیگم اعزاز رسول ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی میں واحد مسلم خاتون تھیں جنہوں نے ہندوستان کے آئین کا مسودہ تیار کیا۔ اس نے اقلیتی حقوق کی مسودہ سازی ذیلی کمیٹی کی رکن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ مذہبی اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستوں کے مطالبے کو رضاکارانہ طور پر ترک کرنے کے لیے مسلم قیادت کے درمیان اتفاق رائے پیدا کرنے میں بیگم اعزاز رسول نے کلیدی کردار ادا کیا۔

ایم محمد اسماعیل ایک ممتاز ہندوستانی سیاست دان اور سماجی کارکن تھے۔ وہ انڈین یونین مسلم لیگ کے بانی اور 1948 سے 1950 تک آئین ساز اسمبلی کے رکن رہے۔ اسماعیل نے دستور ساز اسمبلی میں بہت سے اہم مسائل پر گفتگو کی، جن میں سے چند اہم میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے تحفظات، مسلم کمیونٹی کے حقوق، ہندی کو قومی زبان کے طور پر لکھنے کا مطالبہ، اور ہندی کو گومیں لکھے جانے کی حمایت کرنا شامل ہے۔ انگریزی کے بجائے ہندی میں۔ اسماعیل کی خدمات کو آئین ساز اسمبلی کے بہت سے دوسرے اراکین نے تسلیم کیا اور ان کی تعریف کی۔ وہ ایک ممتاز سیاست دان اور سماجی کارکن تھے جنہوں نے ہندوستان کے آئین کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کیا۔

اسی طرح تمام مسلم اراکین نے دستور ساز اسمبلی میں اپنی شراکت کے ذریعے ہندوستان کی جمہوری اقدار اور سیکولرازم کو مضبوط کرنے میں مدد کی۔ انہوں نے اقلیتوں کے حقوق اور خواتین کو بااختیار بنانے کی حمایت کی اور آئین کے مسودے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

جیسا کہ ہم ہندوستانی آئین کی تشکیل پر غور کرتے ہیں، ہمیں ان مسلم رہنماؤں کو یاد رکھنا چاہیے جنہوں نے اس کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، کسی کمیونٹی کے نمائندے کے طور پر نہیں، بلکہ ایک قوم کے خواب دیکھنے والے کے طور پر۔ ان کی میراث نہ صرف آئین کے صفحات میں مجسم ہے بلکہ ان حقوق اور آزادیوں میں بھی شامل ہے جن سے ہم آج لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہ کہانیاں ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ جدید ہندوستان کی بنیاد تمام مذاہب کے لوگوں نے رکھی تھی۔ آئین محض ایک قانونی دستاویز نہیں ہے بلکہ ان مردوں اور عورتوں کی ہمت، وژن اور حب الوطنی کا ثبوت ہے جنہوں نے تقسیم پر اتحاد کا انتخاب کیا۔ اور اس مقدس مجلس میں مسلمانوں کی آواز حاشیے سے نہیں بلکہ ہندوستان کے دل سے گونجی۔

☆☆☆☆

مراسلہ

میڈیا مہنگا مشغلہ نہیں، قوم کی ڈھال ہے

یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ دور حاضر میں مسلمانوں کی بدحالی کے لیے جتنے بیرونی عناصر ذمہ دار ہیں، اتنی ہی ان کی اپنی حکمتِ عملی کی ناکامی بھی ہے۔ اپنی ذہانت اور دانشوری کو صرف اردو رسائل تک محدود رکھنا ایک طرح کی فکری علیحدگی پسندی ہے۔ جب ملک کی ایک بڑی آبادی ہندی پڑھتی اور سنتی ہے، تو آپ صرف اردو میں رونا رو کر ہمدردی یا انصاف کی امید کیسے کر سکتے ہیں؟

مسلم قیادت اور صاحبِ ثروت طبقے نے ہمیشہ میڈیا کو ایک مہنگا مشغلہ سمجھا ہے، جبکہ یہ آج کے دور کا سب سے مہلک ہتھیار ہے۔ آپ کے پاس اپنے چینلز نہیں ہیں، آپ کا اپنا کوئی بڑا ہندی میگزین نہیں ہے جو فکری سطح پر آر-ایس-ایس یا دیگر نظریات کے بیانیے کا مقابلہ کر سکے۔

غیر مسلموں تک آپ کی سوچ تب تک نہیں پہنچے گی جب تک آپ ان کے ڈرائنگ روم میں ہندی کے ذریعے داخل نہیں ہوں گے۔ اردو کے صفحات میں اپنی تعریف یا شکایتیں لکھنا بند کر کے، مسلم نوجوانوں اور مفکرین کو ہندی میڈیا کے بڑے ڈھانچے تیار کرنے ہوں گے۔ اگر آج سرمایہ کاری نہیں کی تو کل کی نسلوں کے پاس اپنی پہچان بتانے کے لیے الفاظ بھی نہیں بچیں گے۔

احمد فوزان
خرم نگر

مضمون و مراسلہ نگار کی آراء سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

مالک، پبلشر، پرنٹر و ایڈیٹر تقدیس فاطمہ رضوی نے گروپ 5 پبلی کیشن 55 بی۔ وزیر حسن روڈ، لکھنؤ سے چھپوا کر پہلی منزل مسجد نور محل ساکیت پلی نرہی، لکھنؤ سے شائع کیا۔ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر ہارون رشید
Proprietor, Publisher, Printer and Editor, Taqdees Fatima Rizvi printed at Group 5 Publication, 55B, Wazir Hasan Road, Lucknow, and published from Masjid Noor Mahal, First Floor, Saket Palli Narhi, Lucknow. , Resident Editor: Dr. Haroon Rasheed, avadhnama@gmail.com, Ph:0522-3506829, 9335135181

قرآن کی تعلیمات سے دوری خاندان میں کشیدگی وتنازعات کی وجہ

ڈاکٹر شجاعت حسین

موجودہ دور میں اگر ہم خاندانی مسائل پر بات کریں تو شاید و باید میں کوئی ایسا گھر ہوگا جو خانہ جنگی، کشیدگی و تنازعات کا شکار نہ ہو، جس کے ساکنین باہمی اختلاف کی زد میں نہ ہوں اور بالیقین یہی خانہ جنگی اور آپس میں لڑائی جھگڑے، ہمارے گھر اور خاندان کی نشوونما فلاح و بہبود اور ترقی میں مانع ہوتے ہیں۔

اس حقیقت سے کم انکار کرسکتا ہے کہ قرآن کریم امت محمدیہ کے لیے صبح قیامت تک ہدایت کا سرچشمہ اور مشعل راہ ہے۔ یہ مقدس کتاب اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ ایک ضابطہ حیات ہے جس میں انسان کے لیے ہر پہلو پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ضابطے حیات پر جس نے عمل کیا وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وسرخرو ہوا۔

اس مقدس کتاب میں جہاں ایک طرف حلت وحرمت، پند و نصائح جیسی وہ تمام چیزیں ہیں جن پر عمل کرکے انسان ایک سچا مسلمان بن کر سرمدی سے بہرہ ور ہوسکتا ہے تو وہیں دوسری طرف اس محکم تنزیل میں حقوق انسانی کے حوالے سے بھی بے شمار ارشادات و توجیہات ہیں جن پر انسان اگر کما حقہ گامزن ہو جائے تو وہ عدل و انصاف کا پیکر اور سماج میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر سرفراز ہوسکتا ہے۔

خاندان میں پائے جانے والے عام جھگڑوں، تنازعات، کشیدگی اور دوریوں کو دیکھتے ہوئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم جائزہ لیں کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات سے کتنے دور ہو چکے ہیں اور کتنا ان سے قریب یا وابستہ ہیں۔ آیئے قرآن کی ان تعلیمات کا مطالعہ کریں جو خاندان کے بارے میں ہیں، کیونکہ خاندان اسلامی سماجی ڈھانچے کا بنیادی ستون ہے۔ قرآن خاندان کو رحمت، باہمی احترام اور اخلاقی ذمہ داری پر قائم ایک ادارہ قرار دیتا ہے۔ قرآن کے نزدیک خاندان محض ایک حیاتیاتی یا قانونی اکائی نہیں، بلکہ ایک روحانی شراکت ہے جس میں افراد ایک دوسرے کی شخصیت، ایمان اور ہمدردی کو نکھارنے میں مدد دیتے ہیں۔ خاندانی زندگی میں پیدا ہونے والے بگاڑ کی وجوہات کو سمجھنے کے لیے نکاح، والدین اور اولاد کے تعلقات، رشتہ داروں کے حقوق، سماج و پڑوسی کے حقوق اور وہ اقدار جن سے خاندان جڑا رہتا ہے، ان سے متعلق آیات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

آج کی مصروفیت زندگی میں آسان راستہ اپنایا جا رہا ہے حالانکہ وہ غیر انسانی، اخلاقی اور تہذیبی وقرآنی ہے۔ آپ دیکھیں بغیر نکاح کے ساتھ رہنا شروع کردیا ہے جو برائی کی وجہ ہے۔

نکاح کو قرآن سکون، محبت اور مودّت پر مبنی رشتہ قرار دیتا ہے۔ قرآن میاں بیوی کے درمیان نرمی، صبر اور تعاون جیسی صفات پر زور دیتا ہے اور انہیں ایک دوسرے کی عزت اور جذباتی بھلائی کی حفاظت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ گھریلو معاملات میں انصاف، شفافیت اور باہمی مشورے کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ والدین کے کردار کو برتری کے بجائے ذمہ داری کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جہاں والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ نرمی کے ساتھ رہنمائی کریں اور اولاد کو شکر گزاری، احترام اور خدمت کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن بار بار والدین، خصوصاً بڑھاپے میں، ان کی عزت اور خدمت کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی قسم کی سختی یا غفلت کی مذمت کرتا ہے۔

قریبی خاندان کے علاوہ، قرآن رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات مضبوط رکھنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ رشتہ داروں کی مدد کرنا، مشکل وقت میں ان کا ساتھ دینا اور انصاف وہمدردی کے ساتھ اختلافات کو حل کرنا عبادت کے درجے میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ تحریر خاندانی زندگی میں اخلاقیات جیسے سچائی، اعتدال اور ایسے رویّوں سے اجتناب کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے جو ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

ان نکات کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن خاندان کو ایک متوازن اور رحم دل معاشرے کی بنیاد تصور کرتا ہے۔ اس کی ہدایات جذباتی استحکام، سماجی ذمہ داری اور اخلاقی نشوونما کو فروغ دیتی ہیں، جس سے خاندانی زندگی صرف ایک ذاتی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کا اہم جز بن جاتی ہے۔

ہم شروع سے اپنے بچوں کو یہ کیوں نہیں سکھاتے کہ والدین کی خدمت کو اپنے لیے اعزاز سمجھیں؟

قرآن مجید کی وہ آیت، جسے ہم اکثر تلاوت کرتے ہیں، آپ کے سامنے ہے:

"اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان سے نرم اور باعزت بات کرو۔"

قرآن کی عظمت، بلندی اور کمال کو پہچانیں۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا عالمگیر، بے مثال اور الٰہی کلام ہے۔ یہ انسانی زندگی کے لیے مکمل رہنمائی اور طرزِ حیات کا نمونہ ہے، جس کی ہر آیت کردار سازی کا ایک سنگِ میل ہے۔ قرآن صرف تلاوت یا آواز کے اعتبار سے معجزہ نہیں بلکہ اپنے پیغام اور اندازِ بیان میں بھی معجزہ ہے۔ اس کے الفاظ میں پوشیدہ معانی کی گہرائی اسے ایک لازوال اور آفاقی معجزہ بناتی ہے۔ یہ قرآن 23 برس کے عرصے میں تاجدار انبیاء ﷺ کے قلبِ مبارک پر نازل ہوا اور آج بھی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔

قرآن انسان کے کردار کو سنوارتا ہے، اس کی صفات کو نکھارتا ہے اور اس کے ذہن اور مزاج کو شعور اور ارتقا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن بعض شخصیات کا ذکر کرتا ہے جن کی زندگیاں بچوں کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں نجات کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ قرآن میں معصوم اور غیر معصوم دونوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان اہم موضوعات میں والدین کا ذکر خاص طور پر قابلِ توجہ ہے، جن کے بارے میں خالقِ کائنات فرماتا ہے: "تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔" اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو جوڑ دیا ہے۔ علماء نے لفظ "احسان" کے معنی نہایت خوبصورتی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

علماء اور خطباء نے والدین کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے معزز مخلوق یعنی انسان کی توجہ والدین کی اہمیت کی طرف اس طرح دلائی کہ اپنے نام کے فوراً بعد والدین کا ذکر فرمایا۔ سچے رب کے بعد "پرورش کرنے والے رب" یعنی والدین کا ذکر آیا۔ ہمیں والدین کی قدر صرف ان کے انتقال کے بعد نہیں بلکہ ان کی زندگی میں کرنی چاہیے۔ یہ دنیا عارضی اور مختصر ہے اور ہمیں آخر کار آخرت میں حاضر ہونا ہے، اس لیے دنیا کی اس مختصر زندگی کو ایک موقع سمجھنا چاہیے۔ والدین کی خدمت کریں، دنیا میں عزت کمائیں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔ بچوں کو چاہیے کہ وہ والدین کو عظیم نعمت سمجھیں اور ان کی خدمت کو اپنے لیے اعزاز جانیں۔

قرآنِ مجید کی آیات خاندانی زندگی سے متعلق ہیں۔ فکر، علم، حکمت اور عقل کے ساتھ یہ آیات خاندانی زندگی کے اُن پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں جو پُرامن اور محبت بھرے تعلقات کی بنیاد بنتے ہیں۔ قرآن خاندان کے افراد کے باہمی برتاؤ کے بارے میں تفصیلی رہنمائی فراہم کرتا ہے، اور یہی تعلیمات ایک مضبوط اور متوازن معاشرے کی بنیاد ہیں۔ قرآن صرف قوانین پر زور نہیں دیتا بلکہ خاندان کے اندر نرمی، احترام، صبر اور ذمہ داری جیسے رویّوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

کئی آیات نکاح کو سکون اور جذباتی سہارا قرار دیتی ہیں۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے، جو ایک دوسرے کی عزت کی حفاظت کرتے اور محبت واطمینان فراہم کرتے ہیں۔ انصاف، باہمی خیال اور پُرامن طریقے سے اختلافات حل کرنے پر زور دینے والی آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ قرآن میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط بنانا چاہتا ہے۔

قرآن کی آیات اگر بچوں کو اپنے والدین کی خدمت کرنے پر متوجہ کرتا تو وہیں والدین کو بھی ہدایت دیتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت محبت، اچھے اخلاق اور سچی رہنمائی کے ساتھ کریں۔

آیات میں رشتہ داروں کی مدد، ان کے ساتھ احترام سے پیش آنے اور اختلاف پیدا کرنے والے اعمال سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خاندانی رشتوں کو مضبوط رکھنا روحانی اجر اور سماجی استحکام کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

ان آیات کی وضاحت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن خاندان کو ایک اخلاقی اور رحم دل معاشرے کی بنیاد سمجھتا ہے۔ اس کی تعلیمات محبت، توازن اور باہمی تعاون کو فروغ دیتی ہیں اور صحت مند اور پُرامن خاندانی زندگی کے لیے لازوال رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

خاندان کو کشیدگی وتنازعات سے محفوظ رکھنے کے لیے قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنا لازمی ہے۔

موبائل 7080888223

☆☆☆☆

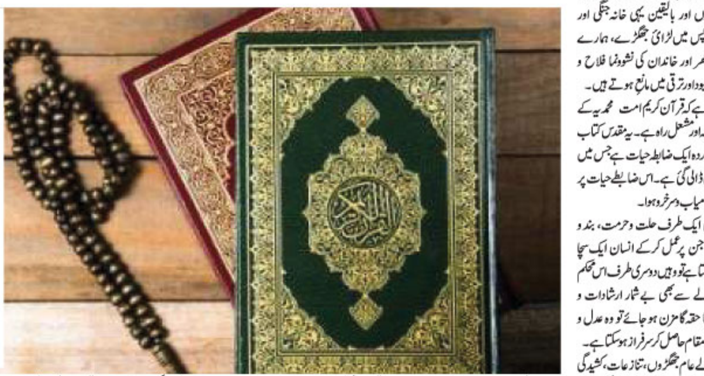

قریبی خاندان کے علاوہ، قرآن رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات مضبوط رکھنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ رشتہ داروں کی مددکرنا، مشکل وقت میں ان کا ساتھ دینا اور انصاف وہمدردی کے ساتھ اختلافات کو حل کرنا عبادت کے درجے میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ تحریر خاندانی زندگی میں اخلاقیات جیسے سچائی، اعتدال اور ایسے رویّوں سے اجتناب کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے جو ہم آہنگی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

شعائرِ اسلام پر حملہ یا اخلاقی دیوالیہ پن؟

مسعود محبوب خان (ممبئی)

انسانی تاریخ کا سب سے پہلا اور بنیادی سبق یہی ہے کہ انسان محض جسم کا نام نہیں، بلکہ حرمت، وقار اور امانتِ الٰہی کا حامل وجود ہے۔ آسمانی ہدایات ہوں یا انسانی ضمیر کی آواز دونوں اس حقیقت پر متفق ہیں کہ کسی انسان کی تذلیل دراصل پوری انسانیت کی توہین ہے۔ قرآنِ کریم کا اعلان ہے، انسان کو عزت وکرامت عطاء کی گئی ہے، بلا امتیازِ مذہب، نسل، جنس اور تہذیب۔ یہی اصول انسانی حقوق کی بنیاد بھی ہے اور سماجی انصاف کی روح بھی۔ اسلام عورت کو کمزور یا تابع نہیں، بلکہ باوقار، محفوظ اور صاحبِ اختیار ہستی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ حجاب اسی وقار کی علامت ہے۔ ایک مذہبی حکم بھی اور ذاتی آزادی کا اظہار بھی۔ یہ عورت کے اس حق کی علامت ہے کہ وہ اپنے جسم، اپنی شناخت اور اپنی موجودگی کے بارے میں خود فیصلہ کرے۔ چنانچہ حجاب پر دست درازی محض ایک مذہبی علامت پر حملہ نہیں، بلکہ عورت کے اس بنیادی انسانی حق کی نفی ہے جسے تمام مہذب معاشرے تسلیم کرتے ہیں۔

دینی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو کسی عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنا، خواہ وہ زبان سے ہو یا عمل سے، ظلمِ عظیم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جس عالمگیر منشورِ انسانیت کا اعلان فرمایا، اس میں جان، مال اور عزت تینوں کو حرمتِ کعبہ سے تشبیہ دی گئی۔ یہ پیغام صرف مسلمانوں کے لیے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھا۔ اسی طرح انسانی اخلاقیات بھی اس بات پر متفق ہیں کہ طاقت، عہدہ یا اکثریت کسی کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ دوسرے کی حرمت پامال کرے۔

زیرِ نظر واقعہ اور اس پر ہونے والے بیانات اسی اخلاقی زوال کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں مذہبی تعصب، سیاسی طاقت اور صنفی بے حسی ایک دوسرے سے گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں مسئلہ صرف حجاب یا ایک مخصوص خاتون کا نہیں رہتا، بلکہ عورت کی مجموعی سلامتی، اقلیتوں کے تحفظ اور سماج کے اخلاقی ڈھانچے کا بن جاتا ہے۔ جب ایسے افعال کو معمولی قرار دیا جائے، اور ان پر خاموشی یا تائید اختیار کی جائے، تو یہ خاموشی خود ایک جرم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

یہ تمہید اس احساس کے ساتھ قلم بند کی جا رہی ہے کہ اگر ہم نے اس انحراف کو صرف سیاسی تنازع سمجھ کر نظر انداز کیا تو ہم دینی اقدار ہی نہیں، انسانی قدروں سے بھی دست بردار ہو جائیں گے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایمان، اخلاق اور انسانیت تینوں کے مشترکہ محاذ سے اس سوچ کا محاسبہ کریں جو عورت کی عزت، مذہبی شناخت اور انسانی وقار کو نشانہ بنا رہی ہے۔ کیونکہ کسی ایک کی حرمت مجروح ہونا دراصل ہم سب کے ضمیر کا امتحان ہے، اور اس امتحان میں ناکامی تاریخ کے صفحات پر کبھی معاف نہیں کی جاتی۔ یہ واقعہ محض ایک فرد کی لغزش یا وقتی بدحواسی کا مظہر نہیں، بلکہ اس گہرے اخلاقی، فکری اور تہذیبی بحران کی علامت ہے جس سے آج ہمارا اجتماعی شعور دوچار ہے۔ المیہ یہ ہے کہ جس شخص کا نام لیا جا رہا ہے وہ محض ایک عام شہری نہیں بلکہ ایک آئینی منصب پر فائز ہے، ایسا منصب جو وقار، ضبطِ نفس اور ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ جب اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھا ہوا شخص خود تہذیب وشائستگی کی سرحدوں کو پامال کرے تو یہ محض ایک ذاتی فعل نہیں رہتا، بلکہ پورے سماج کے لیے ایک خطرناک نظیر بن جاتا ہے۔

ایک مسلم خاتون، وہ بھی ایک تعلیم یافتہ ڈاکٹر، کے حجاب کو نوچنے جیسی حرکت کو اگر کوئی محض معمولی واقعہ سمجھتا ہے تو یہ سوچ خود ایک سنگین بیماری کی علامت ہے۔ حجاب یہاں صرف ایک کپڑا نہیں، بلکہ شناخت، اختیار، خودمختاری اور وقار کی علامت ہے۔ اس پر ہاتھ ڈالنا دراصل اس عورت کے ذاتی دائرۂ احترام کو پامال کرنا ہے، اور اس کے ذریعے ہر اس عورت کی توہین ہے جو اپنے لباس، اپنی تہذیب اور اپنی اقدار کے مطابق جینا چاہتی ہے۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب یا طبقے سے ہو۔ یہ کہنا کہ "صرف برقعہ ہی تو کھینچا گیا ہے" اور پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر "گر کہیں اور ہاتھ لگ جاتا تو کیا ہوتا" جیسا جملہ محض غیر ذمہ دارانہ بیان نہیں، بلکہ اجتماعی ضمیر پر ایک کاری ضرب ہے۔ یہ زبان عورت کو انسان نہیں بلکہ ایک شے کے طور پر دیکھنے کی عکاس ہے، اور یہی وہ ذہنیت ہے جو جنسی تشدد، ہراسانی اور عورت کی بے حرمتی کو معمول بنا دیتی ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس طرح کے بیانات ایک وزیر کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں، یعنی وہ شخص جو قانون، اخلاق اور عوامی اعتماد کا امین سمجھا جاتا ہے۔

اس پورے منظرنامے میں سب سے تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ ایسے افعال اور بیانات کو نہ صرف نظر انداز کیا جا رہا ہے بلکہ بعض حلقوں میں ان کی تائید بھی کی جا رہی ہے۔ یہ تائید دراصل اس حقیقت کی تصدیق ہے کہ اسلاموفوبیا اب محض ایک تعصب نہیں رہا، بلکہ ایک منظم ذہنی کیفیت، ایک اجتماعی سحر کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس سحر میں مبتلا ہو کر شعائر اللّٰہ، شعائرِ اسلام اور مسلمانوں کی ایمانی شناخت کو نشانہ بنانا قابلِ فخر کارنامہ سمجھا جانے لگا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ ایک خاص مذہب یا ایک خاص طبقہ کیوں نشانے پر ہے، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ہم بحیثیتِ قوم کس سمت جا رہے ہیں۔ جب حجاب سے نفرت، داڑھی سے چڑ، اذان سے کوفت اور مذہبی شناخت سے دشمنی کو قوم پرستی کا نام دیا جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ فسطائیت اپنے پورے جوبن پر ہے۔ ایسی فضاء میں قانون کمزور پڑ جاتا ہے، اخلاق دم توڑ دیتا ہے اور طاقتور کے لیے ہر زیادتی مباح ہو جاتی ہے۔

یہ طرزِ فکر ملک کو کسی روشن مستقبل کی طرف نہیں، بلکہ ایک اندھی کھائی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ایسی کھائی جہاں عورت غیر محفوظ، اقلیت خوف زدہ اور اکثریت اخلاقی زوال کا شکار ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس روش کو محض سیاسی اختلاف کے طور پر نہ دیکھیں، بلکہ ایک فکری و تہذیبی انحراف سمجھ کر اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ کیونکہ آج اگر حجاب نوچا جا رہا ہے تو کل کسی اور کی شناخت، کسی اور کی حرمت اور کسی اور کا وقار پامال ہوگا۔ خاموشی اس ظلم کی شریک ہوتی ہے، اور تاریخ گواہ ہے کہ ایسی خاموشیاں قوموں کو لے ڈوبتی ہیں۔

یہ واقعہ ہمیں محض وقتی غصّے یا جذباتی ردِّعمل پر چھوڑ دینے کے لیے نہیں، بلکہ اپنے اجتماعی ضمیر کو جھنجھوڑنے اور اپنے فکری قبلے کی ازسرِنو تعیین کے لیے سامنے آیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب ظلم کو معمول، بے حیائی کو جرأت، اور تعصب کو حبُّ الوطنی کا نام دے دیا جائے تو پھر سماج کے زوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ایسے لمحوں میں خاموش رہنا دانش مندی نہیں، بلکہ آنے والی نسلوں کے حق میں بدترین خیانت کے مترادف ہوتا ہے۔ دینی نقطۂ نظر سے یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ عزّت وحرمت اللّٰہ کی عطاء ہے، کسی حکومت، کسی اکثریت یا کسی منصب دار کی بخشش نہیں۔ جو شخص کسی عورت کی عزّت پر ہاتھ ڈالتا ہے، وہ دراصل حدودِ الٰہی کو پامال کرتا ہے۔ اور جو اس فعل کو معمولی قرار دیتا ہے یا اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، وہ ظلم میں عملاً شریک ہو جاتا ہے۔ قرآن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ظلم صرف تلوار یا لاٹھی سے نہیں ہوتا، بلکہ زبان، رویے اور خاموشی سے بھی ہوتا ہے۔

انسانی نقطۂ نظر سے بھی یہ لمحہ احتساب کا ہے۔ عورت کی عزّت، مذہبی شناخت کا احترام اور شہری آزادیوں کا تحفظ کسی ایک طبقے کا مسئلہ نہیں، بلکہ پورے سماج کی اخلاقی صحت کا پیمانہ ہے۔ جس معاشرے میں عورت اپنے لباس کی وجہ سے غیر محفوظ ہو، وہاں کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا۔ آج اگر حجاب نشانہ ہے تو کل کسی اور کی تہذیب، کسی اور کی زبان اور کسی اور کا وجود ہدف بنے گا۔ تعصب کبھی ایک دروازے پر رک کر مطمئن نہیں ہوتا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اقتدار عارضی ہے، مگر کردار دائمی۔ تاریخ تخت وتاج رکھنے والوں کو نہیں، بلکہ عدل و انصاف کی پاسداری کرنے والوں کو یاد رکھتی ہے۔ جو لوگ آج نفرت، تضحیک اور تذلیل کی سیاست کو فروغ دے رہے ہیں، وہ شاید وقتی طور پر طاقتور دکھائی دیں، مگر تاریخ کے کٹہرے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی، سوائے ندامت کے۔

اس لیے یہ تحریر محض احتجاج نہیں، بلکہ تذکیر ہے۔ ان سب کے لیے جو ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں، اور ان سب کے لیے بھی جو انسانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ہم عورت کی عزّت، مذہبی آزادی اور انسانی وقار کے تحفظ کو اپنا مشترکہ اخلاقی فریضہ سمجھیں۔ اگر آج ہم نے سچ کا ساتھ نہ دیا، اگر آج ہم نے ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھائی، تو کل ہمارے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہ بچے گا۔ آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ قومیں نعروں سے نہیں، اقدار سے زندہ رہتی ہیں۔ اور جب اقدار پامال ہونے لگیں تو خاموشی نہیں، جرأتِ حق درکار ہوتی ہے۔ یہی دینی غیرت ہے، یہی انسانی شرافت، اور یہی تاریخ کے سامنے سرخرو ہونے کا واحد راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مذہب والحاد پر علمی مباحثہ: ہیجان انگیزی یا راہِ فہم

محمد کفیل

ہر عہد میں مذہب و الحاد اور عقلیت و روحانیت کے مباحث ہمیشہ زندہ رہے ہیں، بس وقت کے ساتھ ان کی نوعیت بدلتی رہی ہے۔ آج جب کہ رائے سازی کے ذرائع انتہائی جذباتی ہوتے جا رہے ہیں، ہر اختلاف کو معرکۂ ناتمام بنایا جا رہا ہے، اور علمی گفتگو کی جگہ طنز وطعن اور سوشل میڈیا کے شوریدہ شور نے سنبھال لی ہے، ایسے وقت میں اگر اکیڈمک انداز میں کسی سنجیدہ فکری مکالمے اور مباحثے کا آغاز ہو تو وہ یقیناً خوش آئند ہو سکتا ہے۔

اسی پسِ منظر میں 20 دسمبر کو مفتی شمائل ندوی اور جاوید اختر کے درمیان "Does God Exist" کے عنوان سے جو علمی نشست طے پائی ہے، وہ ایک مقابلہ یا جذباتی آویزش کے بجائے وہ علمی روایت محسوس ہوتی ہے جسے علمی مباحثہ اور فکری تبادلۂ خیال کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس نشست میں طبع آزمائی کے بجائے فریقین کی جانب سے بکریم استدلال کی زبان بولے جانے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

اس نشست کی اہمیت اس لیے ہے کہ جاوید اختر کا زاویۂ نظر مذہب کے حوالے سے حد درجہ تنقیدی بلکہ اکثر مواقع پر طنزیہ رہا ہے، جو مذہبی حلقوں میں فطری بے چینی پیدا کرتا ہے۔ دوسری جانب مذہبی طبقے کے بعض افراد بھی کبھی غیر سائنٹیفک یا غیر مدلل تعبیرات کے ذریعے مذہب کا دفاع کرتے ہیں، جس سے جدید ذہن کو بدگمانی لاحق ہوتی ہے۔ ایسی فضا میں اگر دونوں اطراف کے نمائندے مہذب، سنجیدہ اور دلیل پر قائم علمی ماحول میں روبرو گفتگو پر آمادہ ہوں تو یہ خود سماج کے فکری شعور کے لیے خوش آئند اشارہ ہے۔

ہمارے معاشرے میں مذہبی مباحث کا عمومی مزاج یا تو یک طرفہ خطابت ہوتا ہے یا پھر اظہارِ رائے کے نام پر مذہب کی تمسخرانہ تحقیر، ان دونوں میں سے کوئی بھی علمی روایت کا نمائندہ نہیں۔ جاوید اختر جب عوامی فورمز پر مذہب کے تعلق سے غیر ضروری حد تک طنزیہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی شہرت، شناخت اور اثر انگیزی کے سبب وہ طنز براہِ راست مذہبی حلقوں کے دل پر چبھتا ہے۔ اس کا ایک فطری ردِّعمل اضطراب اور ناراضگی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اختلاف کا بہترین جواب خاموش ناراضگی، ردِّعمل یا سوشل میڈیا کی مہمات ہیں؟ یا اس کا بہتر متبادل یہ نہیں کہ ایسے افکار کا سامنا اکیڈمک انداز سے علمی ماحول میں کیا جائے، جہاں الزامات کی جگہ دلائل اور تحقیر کی جگہ تحقیق ہو؟

اس تناظر میں یہ علمی نشست محض ایک سنسنیشنل ایونٹ نہیں، بلکہ عقل ونقل کے درمیان تعلق کو نئی سطح پر سمجھنے کی ایک کوشش ثابت ہوسکتی ہے۔

اس علمی مباحثہ کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ یہ علمِ کلام کی اس روایت کا نیا منظر نامہ ہے جو مسلم فکری تاریخ میں ہمیشہ موجود رہی ہے۔ اسلامی روایت میں عقل اور وحی کے باہمی تعلق پر ہونے والی گفتگو محض دفاعی کبھی نہیں رہی، اس نے اپنے وقت کے غالب فکری سوالات کا ہمیشہ نہ صرف سامنا کیا ہے، بلکہ مدلل جوابات بھی دیے ہیں۔ معتزلہ، اشاعرہ اور بعد کے متکلمین نے جس سنجیدگی سے وجودِ باری تعالیٰ، اخلاقی اقدار اور انسانی اختیار جیسے موضوعات پر بحث کی، وہ اس بات کی دلیل ہے کہ مذہبی فکر جامد نہیں بلکہ فکری ارتقا سے ہمیشہ ہم آہنگ رہی ہے۔ یہ نشست اگر اُسی علمی روایت کو جدید Epistemological سوالات وجوابات کے ساتھ جوڑنے میں کامیاب ہوتی ہے تو یہ محض ایک مباحثی نشست نہیں، بلکہ اُسی فکری تاریخ کا ایک نیا باب ہوسکتی ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مباحثہ کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ کوئی ایک فریق دوسرے کو شکست دے، یا ایک دوسرے کے جوابات پر تالیاں بجائی جائیں۔ اس مباحثہ کے پسِ پردہ یہ بنیادی محرک بتایا گیا ہے کہ دونوں نقطۂ نظر اپنے اپنے استدلال کو مہذب، سنجیدہ اور مدلل انداز میں پیش کریں، اور ان سوالات کو سامنے لائیں جن پر آج کی نسل الجھی ہوئی ہے۔ خدا کے وجود، وحی کی حقیقت، اخلاقیات کی بنیاد، روحانیت کی معنویت، انسانی شعور کے ماخذ اور مذہب کے فطری تقاضوں جیسے سوالات ہر زمانے میں اٹھائے جاتے رہے ہیں۔ ان سوالات کا اٹھایا جانا، اور اِنکے علمی، تحقیقی جوابات تک رسائی کی کوشش اپنے اندر خیر رکھتی ہے، بشرطیکہ ان پر علمی گفتگو کی جائے، نہ کہ انہیں فکری جنگ کا عنوان بنا دیا جائے۔

کچھ ناقدین کا اس نشست کو اس بناء پر غیر ضروری قرار دینا کہ جاوید اختر نے ماضی میں مذہبی عقائد پر ہتک آمیز جملے کہے، لہٰذا ان کے ساتھ یہ نشست دراصل ان کی اہمیت بڑھانے کے مترادف ہے۔ لیکن اس زاویے سے سوچنا ایک تنگ دائرہ کھینچ لینے کے قائم مقام ہے۔ علمی روایت کا اصول یہ ہے کہ اختلاف رکھنے والوں سے ہی گفتگو ہوتی ہے مباحثہ وہیں ہوتا ہے جہاں تضاد اور زاویۂ نظر کا اختلاف واضح ہو۔

ایک طرف مذہبی طبقہ ہمیشہ دینی ظرف کے ساتھ سوالات کی طرف متوجہ ہوتا ہو ایسا بھی نہیں ہے۔ کئی بار کچھ مذہبی شخصیات نے بھی سوال اٹھانے والوں کو بدگمانی، ضعفِ ایمان یا گستاخی سے تعبیر کیا ہے۔ اس مزاج نے نوجوانوں میں ایک حد تک مذہب سے برگشتگی پیدا کی، کیونکہ ان کے سوالات کا علم ومنطق اور سائنٹفک شعور کے ساتھ مدلل جواب کی جگہ جذباتی گفتگو کی گئی۔ اب اس نشست کی یہ ایک خوبی ہوسکتی ہے کہ مذہبی فکر اپنے وقار اور علمی وزن کے ساتھ جدید الحادی سوالات کا سامنا کرے گی اور جہاں سوال وجواب کا حوصلہ ہو، وہاں ہمیشہ فکری بالیدگی پروان چڑھتی ہے۔

دوسری طرف جاوید اختر جیسے مفکرین کے لیے بھی یہ موقع ہے کہ وہ مذہب کو محض طنز وتشنیع کے زاویہ سے دیکھنے کے بجائے ایک ایسی فکری روایت کے طور پر بھی سمجھیں جو صدیوں سے منطقی تفکر، فلسفیانہ استدلال اور تہذیبی شائستگی کے ساتھ دنیا کی فکری تشکیل میں شریک رہی ہے۔ مذہب پر تنقیدی زاویہ ہوسکتا ہے، مگر تب جب وہ سطحیت کے بجائے مطالعہ، استدلال اور سنجیدگی پر قائم ہو۔ شاید اس گفتگو کے بعد وہ خود بھی مذہب کو ایک فکری زاویے سے دیکھنے پر آمادہ ہوں۔

آج کے معاشرتی ماحول میں جہاں مذہبی انتہاپسندی اور الحادی تحقیر دونوں بیک وقت موجود ہیں، اگر جاوید اختر جیسے افراد کھلے ماحول میں مذہب کی بنیادوں پر سوال اٹھا سکتے ہیں، تو مذہبی علما کو بھی اس کا حق حاصل ہے کہ وہ ان سوالات کا جواب فہمِ دین کی روشنی میں دیں۔ یہ گفتگو ان لوگوں کے لیے بھی مفید ہے جو مذہب سے جذباتی تعلق رکھتے ہیں لیکن علمی دلائل سے کم واقف ہیں، اور ان نوجوانوں کے لیے بھی جو مذہب کو محض رسم وروایت کے کارخانے میں دیکھتے دیکھتے تشکیک کے شکار ہو جاتے ہیں۔

جن لوگوں کو یہ خدشہ ہے کہ ایسے مباحثوں سے مذہب کا وقار مجروح ہوگا، انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ مذہب کی علمی روایت صدیوں پر مشتمل ہے۔ مذہب کا وقار کسی فرد کے بیان سے مجروح نہیں ہوتا، نہ کسی کی رائے سے اس کی بنیادیں کمزور ہوتی ہیں۔ درحقیقت مذہبی افکار کو وہ رویے کمزور کرتے ہیں جو اسے دلیل اور تحقیق کے بجائے محض جذبات کا حوالہ بنا دیتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا لازمی ہے کہ دین ودنیا، عقل ونقل، ایمان و استدلال کو مذہب اور سائنس کے دو خانوں میں تقسیم کرکے متضاد زاویے سے ایسی تشریح کرنا جو ایک کو دوسرے کا بالکلیہ مخالف بنا دے یہی علمی سطحیت اور فکری جہالت ہے۔ مذہبی فکر کو چاہیے کہ وہ جدید ذہن کے سوالات کو محض گمراہی سے تعبیر کرنے کے بجائے ان کا سامنا کرے؛ اسی طرح جدید ذہن کو بھی چاہیے کہ وہ مذہب کی تہذیبی روح کو صرف روایت کا بوجھ سمجھ کر رد نہ کر دے۔ گفتگو، مکالمہ اور مباحثہ ان دو انتہاؤں کے بیچ وہ پُل ہے جو آج کے ذہنی انتشار میں نظر نہیں آتا۔

یہ نشست کسی فتح یا شکست کی نمائندگی نہیں کرتی؛ یہ کسی ایک نظریے کی اٹل برتری کا اعلان بھی نہیں ہوگا؛ اور نہ یہ دعویٰ ہے کہ اس نشست کے بعد کوئی بڑا فکری انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اس کی اصل اہمیت صرف اتنی ہے کہ علمی ماحول میں گفتگو کا دروازہ کھل رہا ہے۔ اور کسی بھی معاشرے میں فکری صحت کا پہلا اشارہ یہی ہوتا ہے کہ لوگ اختلاف کے باوجود ایک میز پر بکریم علمی گفتگو اور فکری تبادلۂ خیال کے لیے بیٹھنے کو تیار ہوں۔

8299892440

نیشنل ہیرالڈ معاملے پر کانگریس کا زبردست احتجاج

بستر،(یو این آئی) کانگریس پارٹی نے جمعرات کے روز بستر ڈویژن کے چار اضلاع جگدل پور، کونڈاگاؤں، سکما اور کانکیر میں نیشنل ہیرالڈ معاملے میں زبردست احتجاج کیا۔متعلقہ ضلعی کانگریس کمیٹیوں کی کال پر کانگریس کے عہدیدار اور کارکن بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے دفاتر کا گھیراؤ کرنے کے لیے سڑکوں پر نکلے۔ کانگریس نے مرکزی حکومت اور بی جے پی پر سیاسی انتقام کے تحت اپوزیشن لیڈروں اور اداروں کو نشانہ بنانے کا الزام لگایا۔ جگدل پور، کانکر، کونڈاگاؤں اور سکما میں کارکن بڑی تعداد میں جمع ہوئے اور بی جے پی دفاتر کی جانب بڑھے۔ مظاہرے کے دوران کارکنوں نے بینر اٹھا کر مرکزی حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ رہنماؤں نے کہا کہ نیشنل ہیرالڈ معاملہ مکمل طور پر سیاسی انتقام کی بنیاد پر ہے اور اس کا مقصد اپوزیشن کی آواز کو دبانا ہے۔مظاہرے کے دوران کانگریس کے قومی سکریٹری راجیش تیواری نے کہا کہ نیشنل ہیرالڈ کیس بی جے پی کی سیاسی سازش ہے۔

’ہم اب بابائے قوم کو بھی فراموش کر رہے ہیں‘

ایک طرف مودی حکومت نے ’منریگا‘ سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹایا، دوسری طرف ممتا بنرجی نے کیا بڑا اعلان

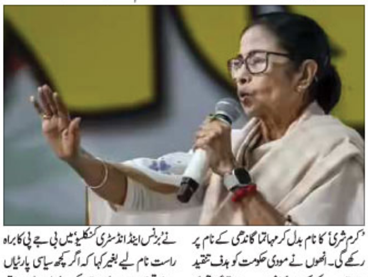

نئی دہلی۔لوک سبھا میں آج اپوزیشن کے ہنگامہ کے درمیان ’وی بی-جی رام جی‘ بل کو منظوری مل گئی۔ مودی حکومت نے یہ بل پہلے سے جاری ’منریگا‘ منصوبہ کو نیا نام دینے اور کچھ تبدیلی کرنے کے مقصد سے پیش کیا ہے، لیکن اپوزیشن پارٹیاں اس سے شدید ناراض ہیں۔ ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ ’منریگا‘ یعنی ’مہاتما گاندھی نریگا‘ منصوبہ کا نام بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، پھر بھی مودی حکومت نے ایک اہم منصوبہ سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹانے جیسا قدم اٹھایا۔ ایک طرف مودی حکومت نے ’منریگا‘ سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹا دیا ہے، دوسری طرف مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے ایک بڑا اعلان کر وزیر اعظم نریندر مودی اور ان کی حکومت کو سخت جواب دیا ہے۔ دراصل ممتا بنرجی نے اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت دیہی روزگار گارنٹی منصوبہ ’کرم شری‘ کا نام بدل کر مہاتما گاندھی کے نام پر رکھے گی۔ انھوں نے مودی حکومت کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ منریگا منصوبہ سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹایا جانا شرمناک ہے۔ اگر وہ بابائے قوم کو احترام نہیں دے سکتے، تو ہم دیں گے۔ ممتا بنرجی نے ’بزنس اینڈ انڈسٹری کنکلیو‘ میں بی جے پی کا براہ راست نام لیے بغیر کہا کہ اگر کچھ سیاسی پارٹیاں ہماری قومی علامتوں کا احترام کرنے میں ناکام رہتی ہیں، تو ہم ان (علامتوں) کا احترام کریں گے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ انھوں نے منریگا پروگرام سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اب بابائے قوم کو بھی فراموش کر رہے ہیں۔ اب ہم اپنی ریاست کے ’کرم شری‘ منصوبہ کا نام مہاتما گاندھی کے نام پر رکھیں گے۔‘

’کرم شری‘ منصوبہ کے تحت حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ استفادہ کنندگان کو 75 دنوں تک کا کام دیتی ہے، اس کے باوجود کہ مرکزی حکومت منریگا کے تحت فنڈ روک رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کا کہنا ہے کہ ریاست کا ہدف مستقبل میں ’کرم شری‘ کے تحت کام کے دنوں کی تعداد بڑھا کر 100 کرنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ”ہم نے پہلے ہی ’کرم شری‘ کے تحت بہت سارے کام کے دن بنائے ہیں، جسے ہم اپنے وسائل سے چلا رہے ہیں۔ اگر مرکزی فنڈ بند بھی ہو جاتے ہیں تو ہم یہ یقینی بنائیں گے کہ لوگوں کو کام ملے۔ ہم بھکاری نہیں ہیں۔“

منریگا کے خاتمے کے خلاف راجیہ سبھا میں آواز بلند

آر جے ڈی کے منوج جھا کا تمام اراکین پارلیمنٹ کو خط

نئی دہلی: مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (منریگا) کو ختم کر کے اس کی جگہ ’وکست بھارت گارنٹی فار روزگار اینڈ آجیویکا مشن (دیہی) بل 2025‘ (وی بی-جی رام-جی) لانے کے مرکزی حکومت کے منصوبے کے خلاف سیاسی حلقوں میں شدید تشویش پائی جا رہی ہے۔ اسی پس منظر میں راشٹریہ جنتا دل راشٹریہ جنتا دل کے راجیہ سبھا رکن منوج جھا نے تمام ارکان پارلیمنٹ کو ایک تفصیلی خط لکھ کر اس مجوزہ اقدام کی مخالفت کی ہے اور اسے غریبوں کے بنیادی مفادات پر کاری ضرب قرار دیا ہے۔ منوج جھا نے اپنے خط کا آغاز مہاتما گاندھی کے مشہور ’تعویذ‘ کی یاد دہانی سے کیا۔ انہوں نے لکھا کہ گاندھی جی نے عوامی زندگی میں فیصلے کرتے وقت ہمیشہ سب سے غریب اور کمزور انسان کے بارے میں سوچنے کی تلقین کی تھی، تاکہ یہ پرکھا جا سکے کہ کوئی قدم واقعی اس کے فائدے میں ہے یا نہیں۔ ان کے مطابق یہی اصول پبلک پالیسی کی رہنمائی کے لیے کافی ہے، اور اسی کسوٹی پر موجودہ بل کو پرکھا جانا چاہیے۔

انہوں نے لکھا کہ 15 دسمبر کو حکومت نے منریگا کو منسوخ کر کے نیا بل پیش کیا، جس پر لوک سبھا میں طویل بحث بھی ہوئی۔ انہوں نے اراکین راجیہ سبھا سے اپیل کی کہ وہ ایوانِ بالا میں اس قدم کی مخالفت کریں۔ منوج جھا کے مطابق یہ اپیل کسی ایک سیاسی جماعت کے حق میں نہیں بلکہ ایک اجتماعی آئینی ذمہ داری کے تحت ہے، کیونکہ منریگا 2005 میں مختلف سیاسی جماعتوں کی مشترکہ تائید سے نافذ کیا گیا تھا۔ خط میں آئین کے آرٹیکل 41 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ ریاست پر لازم ہے کہ وہ روزگار کے حق اور ضرورت مندوں کے لیے عوامی امداد کو یقینی بنائے۔ منریگا نے اس ہدایت کو قانونی ضمانت میں بدلا تھا، جبکہ نیا مجوزہ بل اس ضمانت کو ختم کرتا ہے۔

منوج جھا نے حکومت کے اس دعوے کو بھی گمراہ کن قرار دیا کہ نئے فریم ورک کے تحت 125 دن کا روزگار فراہم کیا جائے گا۔ ان کے مطابق نیا نظام طلب پر مبنی نہیں ہوگا بلکہ مرکزی فنڈنگ اور انتظامی فیصلوں پر منحصر رہے گا، جبکہ ریاستوں پر 40 فیصد مالی بوجھ ڈالنا کئی صوبوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہوگا۔ انہوں نے واضح کیا کہ منریگا میں خامیاں قانون کی نہیں بلکہ عمل درآمد کی تھیں۔ اس اسکیم نے مشکل اوقات میں سہارا دیا، خواتین کی شمولیت بڑھائی اور کام کو حق کے طور پر تسلیم کیا۔ ان کے مطابق بغیر مشاورت اس قانون کو ختم کرنا اصلاح نہیں بلکہ آئینی ذمہ داری سے دستبرداری ہے۔

حجاب تنازعہ: ’نتیش کمار کو بلاشرط معافی مانگنی چاہیے‘

مسلم خاتون سے بدسلوکی معاملہ پر جاوید اختر کا بھی اظہارِ ناراضگی

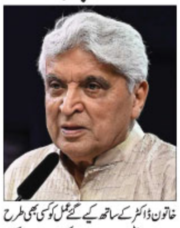

پٹنہ۔ بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار ’حجاب تنازعہ‘ کی وجہ سے لگاتار تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں۔ مسلم خاتون ڈاکٹر کے چہرے سے حجاب ہٹانے کے عمل نے نتیش کمار کو سماجی و سیاسی حلقوں کے ساتھ ساتھ فلم انڈسٹری کی ہستیوں میں بھی ایک طرح سے بدنام کر دیا ہے۔ عامر خان کی مقبول فلم ’دنگل‘ کی اداکارہ زائرہ وسیم پہلے ہی اس معاملے میں اپنی ناراضگی ظاہر کر چکی ہیں، اور اب مشہور و معروف نغمہ نگار و مصنف جاوید اختر کا بھی سخت ردعمل سامنے آیا ہے۔ حجاب تنازعہ پر جاوید اختر نے اپنا ردعمل سوشل میڈیا پلیٹ فارم ’ایکس‘ پر ظاہر کیا ہے۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کے تئیں اپنی شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”مجھے تھوڑا بہت جاننے والے کو بھی معلوم ہے کہ میں پردہ کی رسم کے کتنا خلاف ہوں، لیکن اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ میں نتیش کمار کے ذریعہ ایک مسلم خاتون ڈاکٹر کے ساتھ کیے گئے عمل کو کسی بھی طرح سے درست ٹھہراؤں۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔“ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ”نتیش کمار کو اس خاتون سے بلاشرط معافی مانگنی چاہیے۔“ اس سے قبل زائرہ وسیم نے بھی ’ایکس‘ پر ہی نتیش کمار کی بدسلوکی سے متعلق اپنا ردعمل ظاہر کیا تھا۔ انھوں نے لکھا تھا کہ ”کسی خاتون کا وقار اور سادگی ایسی چیز نہیں جس سے کھلواڑ کیا جائے، خصوصاً پبلک پلیٹ فارم پر۔ ایک مسلم خاتون ہونے کے ناطے کسی دوسری خاتون کا نقاب اتنی آسانی سے کھینچتے دیکھنا اور وہ بھی مسکراتے ہوئے، بہت غصہ دلانے والا تھا۔“ وہ مزید لکھتی ہیں کہ ”اقتدار کسی کی حدیں توڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔ نتیش کمار کو اس خاتون سے بلاشرط معافی مانگنی چاہیے۔“ قابل ذکر ہے کہ چند روز قبل ہی بہار کی راجدھانی پٹنہ میں نوتقرر آیوش ڈاکٹروں کو نتیش کمار کے ہاتھوں تقرری نامہ دیا جا رہا تھا۔ ایک مسلم خاتون ڈاکٹر جب اپنا تقرری نامہ لینے کے لیے حجاب پہن کر پہنچی، تو وزیر اعلیٰ نے چہرے پر موجود حجاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے کہا ”یہ کیا ہے؟“ پھر نتیش کمار نے خود ہی خاتون کے چہرے پر موجود حجاب نیچے کھینچ دیا۔ اس واقعہ کی ویڈیو سوشل میڈیا پر تیزی کے ساتھ وائرل ہو گئی۔

تمل سپر اسٹار وجے نے کرور بھگدڑ کے بعد پہلی ریلی سے کیا خطاب، ڈی ایم کے کو بتایا ’بری طاقت‘

چنئی۔تمل سپر اسٹار اور تملگا ویتری کزگم (ٹی وی کے) پارٹی کے لیڈر تھلاپتی وجے نے تمل ناڈو میں برسر اقتدار ڈی ایم کے پر تلخ تبصرہ کرتے ہوئے اسے ’بری طاقت‘ قرار دیا ہے۔ وجے نے یہ تبصرہ 17 دسمبر کو ایک ریلی کے دوران کیا، جو کہ کرور بھگدڑ کے بعد ان کی پہلی ریلی ہے۔ اس ریلی سے خطاب کرتے ہوئے وجے نے نہ صرف ڈی ایم کے کو ’بری طاقت‘ کہا، بلکہ اپنی پارٹی ٹی وی کے کو ’شفاف اور تازہ طاقت‘ بتایا۔ ساتھ ہی انھوں نے 2026 اسمبلی انتخاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا کہ ”یہ انتخاب الگ ہوگا اور لوگ سب سمجھا دیں گے۔“ اپنے خطاب میں وجے نے کہا کہ نیٹ پر پابندی اور ایجوکیشن لون معاف کرنے جیسے کتنے ہی جھوٹے وعدے کیے گئے؟ گنا اور دھان کے لیے قیمتیں طے کی گئیں، لیکن ہلدی کی قیمت بڑھانے کے لیے کچھ نہیں کیا، جبکہ ریسرچ اداروں کے لیے کروڑوں روپے کے ٹنڈر نکالے گئے۔ اداکار سے سیاستداں بنے وجے نے آبپاشی، ملازمت، تحفظ اور کسانوں کے فلاح پر سوال اٹھاتے ہوئے پوچھا کہ خالی عہدے کیوں نہیں بھرے گئے، طلبا کیوں اسکول چھوڑ رہے ہیں اور خواتین محفوظ ہیں یا نہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ”آپ خود بتاؤ، سچ کیا ہے؟ یہی حقیقت ہے۔“ وجے نے ڈی ایم کے کو ’فیوی کول‘ کی طرح چپکاں مسائل والی پارٹی بتایا اور کہا کہ پیریار کا نام لوٹ کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ انھوں نے ایم جی آر اور جے للیتا کی ڈی ایم کے پر سختی کی وجہ سمجھاتے ہوئے کہا کہ ”پہلے سوچتا تھا ایم جی آر اور جے للیتا ڈی ایم کے پر اتنے سخت کیوں تھے، اب میں دہراتا ہوں کہ ڈی ایم کے بری طاقت ہے۔“ انھوں نے ڈی ایم کے کو اپنا سیاسی و نظریاتی دشمن بھی قرار دیا۔ اس ریلی میں وجے نے اپنی پارٹی ٹی وی کے کی دل کھول کر تعریف کی اور ریلی والے علاقہ ’ایروڈ‘ کو بھی اہم قرار دیا۔ انھوں نے ایروڈ کو ’شبھ بھومی‘ کہا، جہاں ہلدی کی پیداوار ہوتی ہے اور اچھی شروعات کے لیے ہلدی کا استعمال ہوتا ہے۔ انھوں نے کالنگرائن نہر کی کہانی بھی سنائی کہ کس طرح ایک ماں نے دہی-دودھ فروخت کر پیسے دیے تھے۔

مجسمہ ساز رام ستار کے انتقال پر مودی، شاہ، برلا اور کھڑگے نے تعزیت پیش کی

نئی دہلی، (یو این آئی) وزیر اعظم نریندر مودی، لوک سبھا کے اسپیکر اوم برلا، وزیر داخلہ امت شاہ اور کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے نے عظیم مجسمہ ساز رام ستار کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے سوگوار اہل خانہ سے تعزیت کی ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر وزیر اعظم مودی نے کہا کہ رام ستار جی کے انتقال سے بے حد دکھ ہوا ہے، رام ستار ایک اعلیٰ درجے کے مجسمہ ساز تھے، جن کی فنکاری نے ہندوستان کو کیوڑیا میں واقع اسٹیچو آف یونٹی سمیت کئی مشہور یادگاریں عطا کیں۔ انہوں نے کہا کہ رام ستار کے کاموں کو ہمیشہ ہندوستان کی تاریخ، ثقافت اور اجتماعی احساس کی مضبوط ترجمانی کے طور پر سراہا جاتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ رام ستار کی تخلیقات، جنہوں نے آنے والی نسلوں کے لیے قومی فخر کو امر کر دیا ہے، فنکاروں اور شہریوں کو مسلسل تحریک دیتی رہیں گی۔ ان کے اہلِ خانہ، مداحوں اور ان کی شاندار زندگی اور کاموں سے متاثر تمام لوگوں کے لیے میری دلی تعزیت۔ رام ستار کا کل دیر رات نوئیڈا میں سو برس کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔ لوک سبھا اسپیکر مسٹر اوم برلا نے کہا کہ مشہور مجسمہ ساز پدم بھوشن رام ستار جی کا انتقال نہایت افسوسناک ہے۔ اپنی مہارت اور فنکاری سے انہوں نے ملک اور دنیا میں کئی شاندار اور دلکش مجسمے تخلیق کیے۔ کیوڑیا میں اسٹیچو آف یونٹی سمیت ملک اور دنیا بھر میں ان کے مجسمے مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ کے احاطے میں بھی رام ستار جی نے کئی مجسموں کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا انتقال فن اور تعمیرات کی دنیا کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو سکون عطا فرمائے اور سوگوار خاندان و مداحوں کو صبر دے۔ مسٹر امت شاہ نے کہا کہ اسٹیچو آف یونٹی کے معمار، عظیم مجسمہ ساز رام ستار کا انتقال نہایت افسوسناک ہے۔ ہندوستانی ثقافت اور وراثت کو نوجوان نسل میں زندہ رکھنے کے لیے تاریخی مجسمے بنانے والے رام ستار جی نے اجنتا اور ایلورا کے مجسموں کی مرمت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کا انتقال ہندوستان فن کی دنیا کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ ملکارجن کھڑگے نے کہا کہ مشہور مجسمہ ساز اور فنکار رام ستار کے انتقال سے بے حد دکھ ہوا ہے۔

قرآنِ مجید کے گُرمکھی کے مترجم ادیب و شاعر عارف حلیم کی خدمات کو یاد کیا گیا

ملیر کوٹلہ۔ گذشتہ دنوں ادیب و شاعر عارف حلیم وفات پا گئے تھے۔ ان کی یاد کے طور پر ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت سابقہ وزیر چوہدری عبدالغفار نے فرمائی، انہوں نے اپنے کلاس فیلو عارف حلیم کے ساتھ گزارے لمحات کا ذکر کیا اور عارف حلیم کو ایک اچھا دوست قرار دیا۔ ڈاکٹر نوید اسلم نے کہا کہ عارف میرے ماموں ہونے کے ساتھ ساتھ میرے سب کچھ تھے، سرپرست ادارہ اسداللہ انصاری، ڈاکٹر محمد شبیر لطیف تھمند، حاجی محمد اقبال، ایاز ایڈوکیٹ اور ساجد اسحاق نے انہیں ایک اچھے تخلیق کار اور شاعر کے طور پر یاد کیا۔ ادارہ ادب اسلامی ہند پنجاب سرکل کے زیر اہتمام اس پروگرام میں ادارہ کے صدر رمضان سعید نے تعزیتی قرارداد پیش کی اور ادارہ کے سرپرست عبدالشکور نے آئے لوگوں کا شکریہ ادا کیا، مرحوم کے اہل خانہ بھی اس موقع پر موجود رہے۔ اس پروگرام میں استاد شاعر انوار آذر، ماسٹر محمد اسرار، ڈاکٹر رمضان، اخلاق سپرنٹنڈنٹ، ظہور احمد ظہور، شاہد حلیم، امجد ایڈوکیٹ، مکرم سیفی، ضمیر علی ضمیر، مولانا خبیب ندوی شاعر ظفر احمد ظفر اور سلیمان جوش سمیت بڑی تعداد میں معززین شہر نے شرکت کی۔ قابل ذکر ہے کہ اس پروگرام میں شہر کی ادبی، سماجی اور فلاحی انجمنوں کی بھرپور نمائندگی رہی۔ یہاں قابل ذکر ہے کہ عارف حلیم نے اپنی حیات میں جس اہم و بڑے کارنامہ کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے قرآن مجید کا پنجابی گورمکھی میں ترجمہ کیا یہ نسخہ جہاں قارئین کے لیے کتابی شکل میں دستیاب ہے وہیں یہ 360 اسلام ایپ پر بھی موجود ہے۔ یقیناً اس نیک کام کا اجر و ثواب مرحوم عارف حلیم صاحب کو رہتی دنیا تک ملتا رہے گا۔

دہلی میں شدید آلودگی، اسموگ اور کہرے کی وجہ سے اکھڑنے لگی سانسیں، اے کیو آئی 400 سے تجاوز

قومی راجدھانی دہلی میں آلودگی کم ہونے کا نام نہیں رہی ہے۔ اس صورتحال میں جمعرات کو بھی صبح کی شروعات کہرا اور اسموگ کے ساتھ ہوئی۔ آسمان پر اسموگ کی موٹی تہہ نظر آئی۔ کئی علاقے زہریلے اسموگ قید رہے۔ اس وجہ سے حد بصارت بھی کافی کم رہی۔ آنند وہار سمیت کئی علاقوں میں صورتحال انتہائی تشویشناک ہے۔ دریں اثنا سینٹرل پولیوشن کنٹرول بورڈ (سی پی سی بی) کے مطابق علاقے کے اردگرد اے کیو آئی (ایئر کوالٹی انڈیکس) 415 ہے، جو شدید زمرے میں آتا ہے۔ سی ایکس یو (کمیشن فار ایئر کوالٹی مینجمنٹ) نے دہلی-این سی آر میں ’جی آر اے پی اسٹیج-IV‘ کے تحت تمام اقدامات نافذ کئے ہیں۔ ادھر راجدھانی کے آر کے پورم علاقے کی تصاویر اسی طرح کے حالات کو ظاہر کرتی ہیں۔ سی پی سی بی کے مطابق یہاں کا اے کیو آئی 374 ہے جسے ’انتہائی خراب‘ زمرے میں رکھا گیا ہے۔ سی اے کیو ایم نے دہلی-این سی آر میں جی آر اے پی اسٹیج-IV کے تحت ہر ممکن اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ صبح کے وقت انڈیا گیٹ کے آس پاس زہریلے اسموگ کی بھیانک تہہ دیکھی گئی۔ اس دوران سی پی سی بی نے کہا کہ علاقے کے آس پاس اے کیو آئی 344 درج کیا گیا ہے جو کہ انتہائی خراب زمرے میں آتا ہے۔ وہیں اکشردھام علاقے میں اے کیو آئی 416 درج کیا گیا، جسے شدید زمرے میں رکھا گیا ہے۔ آنند وہار میں اے کیو آئی 416، ووِیک وہار میں 412، آئی ٹی او میں 397، دوارکا میں 361، چاندنی چوک میں اے کیو آئی 387 اور انڈیا گیٹ کے آس پاس علاقے میں اے کیو آئی 344 درج کیا گیا۔ بتادیں کہ زہریلے اسموگ کی موٹی چادر میں قید دہلی میں اکھڑتی سانسوں کے درمیان آلودگی پر قابو پانے کے اقدامات کو مزید سخت کیا جا رہا ہے۔ دہلی میں آج سے صرف بی ایس 6 معیار والی گاڑیوں کو ہی داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پٹرول پمپوں پر مجاز پولیوشن کنٹرول سرٹیفکیٹ (پی یو سی) کے بغیر ایندھن دینے پر پابندی لگانے کی خبر کے درمیان بدھ کے روز صبح سے ہی پیٹرول پمپوں پر پی یو سی جانچ کرانے والوں کی لمبی قطار لگ گئی۔

بنگال ایس آئی آر: مشتبہ ووٹروں کی تصدیقی کارروائی شروع

شہری علاقوں میں ووٹر فہرست سے نام ہٹانے کے زیادہ تر معاملات، کولکاتہ، شمالی 24 پرگنہ، جنوبی 24 پرگنہ اور ہاوڑہ اضلاع شامل

کولکاتہ، (یو این آئی) مغربی بنگال میں انتخابی ووٹر فہرست کی تصدیق کا عمل ایک اہم مرحلے میں داخل ہونے جا رہا ہے۔ الیکشن رجسٹریشن افسران (ای آر او) جمعرات سے ووٹروں کو سماعت کے نوٹس جاری کریں گے۔ سات دن بعد سماعت کا عمل شروع ہوگا اور ابتدائی طور پر تقریباً 32 لاکھ ایسے ’ان میپڈ‘ ووٹروں پر توجہ مرکوز کی جائے گی، جن کے نام 2002 کے خصوصی جامع نظرِ ثانی (ایس آئی آر) کے ریکارڈ سے مطابقت نہیں رکھتے لیکن حال ہی میں شائع ہونے والی ووٹر فہرست کے مسودے میں شامل ہیں۔ پوری ریاست میں 294 ای آر او تعینات ہیں، جو ہر اسمبلی حلقے کے لیے نوٹس جاری کرنے اور سماعت کے عمل کی نگرانی کریں گے۔ حکام نے واضح کیا ہے کہ ووٹر فہرست کے مسودے میں کسی نام کا شامل ہونا اہلیت کی حتمی تصدیق نہیں ہے۔ بنگال کے چیف الیکشن آفیسر (سی ای او) کے دفتر کے ایک اہلکار نے کہا، ”کسی نام کا مسودہ فہرست میں ہونا اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ اس ووٹر کو سماعت کے لیے طلب نہیں کیا جائے گا۔“

الیکشن کمیشن کے ضلع وار اعداد و شمار کے مطابق، مغربی بنگال میں ووٹر فہرست پر خصوصی جامع نظر ثانی (ایس آئی آر) کے دوران ووٹرز کے نام ہٹائے جانے کے سب سے زیادہ معاملات کولکاتہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کے ہیں۔ مغربی بنگال کے کولکاتہ، شمالی 24 پرگنہ، جنوبی 24 پرگنہ اور ہاوڑہ اضلاع مل کر ریاست میں کل نشان زد ووٹرز کے بڑے حصہ کا احاطہ کرتے ہیں۔

ریاست میں کل ووٹرز کی تعداد تقریباً 7.66 کروڑ ہے، جن میں سے تقریباً 58.2 لاکھ نام (7.6 فیصد) ایس آئی آر (ایس آئی آر) کے دوران ناقابل جمع کے طور پر درجہ بندی کیے گئے ہیں، جنہیں اکٹھا نہیں کیا جا سکا ہے۔ ان میں سے تقریباً 22.7 لاکھ نشان زد ووٹرز، جو ریاست کے کل نشان زد ووٹرز کا تقریباً 39 فیصد ہیں، صرف مذکورہ بالا چار اضلاع میں ہیں جو گریٹر کولکاتہ شہری علاقے کا حصہ ہیں۔ ایس آئی آر کے دوران مرتب کردہ اعداد و شمار کے مطابق، صرف کولکاتہ میں 2.16 لاکھ سے زیادہ ناقابل جمع فارم ہیں، جو ضلع کے کل ووٹرز کا تقریباً 24 فیصد ہے اور ریاست میں کہیں بھی سب سے زیادہ فیصد ہے۔ وسطی اور جنوبی کولکاتہ کے کئی اسمبلی حلقوں میں نشان زد ناموں کا حصہ 30 فیصد سے زیادہ ہو گیا ہے، جن میں چورنگی، جوراسانکو اور کولکاتہ پورٹ سب سے زیادہ متاثرہ علاقے ہیں۔

کولکاتہ سے ملحقہ سب سے گنجان آباد اور شہری اضلاع میں سے ایک، شمالی 24 پرگنہ میں بھی یہی رجحان دیکھنے کو ملتا ہے۔ ضلع میں 7.9 لاکھ سے زیادہ فارم جمع نہیں ہوئے ہیں، جو کل ووٹرز کا تقریباً 9.5 فیصد ہے۔ جنوبی 24 پرگنہ میں، ناقابل جمع فارموں کی تعداد 8.18 لاکھ سے زیادہ ہے، جو ووٹرز کا تقریباً 9.5 فیصد ہے، جس سے یہ ضلع ریاست گیر ایس آئی آر میں سب سے زیادہ حصہ ڈالنے والوں میں سے ایک بنا ہوا ہے۔ پڑوسی ضلع ہاوڑہ بھی ایک اہم مرکز بن کر ابھرا ہے، جہاں تقریباً 4.47 لاکھ نام نشان زد کیے گئے ہیں، جو ضلع کے کل ووٹرز کا تقریباً 11 فیصد ہے۔ مجموعی طور پر، یہ چار اضلاع - کولکاتہ، شمالی 24 پرگنہ، جنوبی 24 پرگنہ اور ہاوڑہ - ریاست میں تمام ناقابل جمع فارموں کے ایک تہائی سے زیادہ کے حصے دار ہیں، بھلے ہی وہ ریاست کے کل جغرافیائی رقبے کے ایک چھوٹے حصے کی نمائندگی کرتے ہوں۔ سی ای او دفتر کے ایک سینئر اہلکار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر یو این آئی سے کہا، ”بڑے شہروں اور صنعتی علاقوں میں اکثر لوگ نقل مکانی کرتے ہیں۔ لوگ کام کی تلاش میں کہیں چلے جاتے ہیں، کرایے کے مکان بدلتے ہیں یا اپنی انتخابی تفصیلات کو باقاعدہ اپ ڈیٹ کیے بغیر ہی شہر چھوڑ دیتے ہیں۔“

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام بھوپال میں ”سلسلہ اور تلاش جوہر“ کے تحت ادبی و شعری نشست منعقد

بھوپال۔مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، سنسکرتی پریشد، محکمۂ ثقافت کے زیر اہتمام ضلع ادب گوشہ، بھوپال کے ذریعے ”سلسلہ اور تلاش جوہر“ کے تحت ادبی و شعری نشست کا انعقاد 17 دسمبر، 2025 کو مہادیوی ورما ہال، ہندی بھون، بھوپال میں کیا گیا۔ بھوپال میں منعقدہ ”سلسلہ اور تلاشِ جوہر“ کے لیے مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کی ڈائریکٹر ڈاکٹر نصرت مہدی نے اپنے پیغام میں کہا کہ مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کی یہ کوشش ہے کہ جہاں سینئر شاعروں اور ادیبوں کو مواقع ملیں وہیں نئی صلاحیتیں بھی منظر عام پر آتی رہیں۔ اسی کوشش کا حصہ ہیں پورے صوبے میں منعقد ہونے والے سلسلہ اور تلاش جوہر پروگرام۔ اکادمی سن 2018 سے مسلسل نئی اور ابھرتی ہوئی صلاحیتوں کی تلاش میں سرگرم عمل ہے۔ اسی مقصد کے تحت اکادمی کی جانب سے منعقد کیا جانے والا یہ فی البدیہہ شعری مقابلہ نہ صرف صلاحیتوں کی شناخت کا ذریعہ ہے بلکہ شاعری کی تخلیقی چابک دستی، زبان پر گرفت اور احساسات کی گہرائی کو پرکھنے کا ایک موثر پلیٹ فارم بھی ہے۔

بھوپال ضلع کے کوآرڈینیٹر سید عابد حسین نے بتایا کہ ادبی و شعری نشست دو اجلاس پر مبنی تھی۔ پہلے اجلاس میں دوپہر 2:00 بجے تلاش جوہر منعقد ہوا جس میں ضلع کے نئے تخلیق کاروں نے فی البدیہہ مقابلے میں حصہ لیا۔ حکم صاحبان کے طور پر بھوپال کے استاد شاعر شاہد ساگری اور سینئر شاعر ایاز قمر موجود تھے جنہوں نے نئے تخلیق کاروں کو شعر کہنے کے لیے دو طرحی مصرعے دیے۔ دیے گئے مصرعوں پر نئے تخلیق کاروں کے ذریعے کہی گئی غزلوں اور ان کی پیشکش کی بنیاد پر پرویز سید سرفراز علی نے پہلا، ایس ایم مبشر نے دوسرا، اور ارشد خان نے تیسرا مقام حاصل کیا۔ ساتھ ہی ایشا کو خصوصی انعام سے نوازا گیا۔ پہلا، دوسرا، اور تیسرا مقام حاصل کرنے والے تینوں فاتحین کو اردو اکیڈمی کی طرف سے بالترتیب 3000/-، 2000/-، اور 1000/- روپے کی انعامی رقم اور سرٹیفکیٹ دیے گئے۔

دوسرے اجلاس میں شام 4:00 بجے سلسلہ کے تحت ادبی و شعری نشست کا انعقاد ہوا جس کی صدارت بھوپال کے معروف ادیب و شاعر کوثر صدیقی نے کی۔ اس موقع پر مہمان خصوصی کے طور پر امریکہ سے تشریف لائے معروف شاعر ڈاکٹر عبداللہ اور مہمانان ذی وقار کے طور پر معتبر شاعرات شمیم زہرا اور نفیسہ سلطانہ انا اسٹیج پر جلوہ افروز رہے۔

شعری نشست میں جن شعراء نے اپنا کلام پیش کیا ان کے نام اور اشعار درج ذیل ہیں:

رشتہ ازل سے ہے مرا ہندوستان سے
بھیجا گیا ہے مجھکو یہیں آسمان سے
کوثر صدیقی

ایک سمندر ہے حوادث کا جو گھیرے ہے مجھے
کشتیِ ذات شکستہ ہے بہت
ایسے عالم میں کوئی حرف تسلی تیرا
ایک پتوار سا لگتا ہے مجھے
ایسے عالم میں ترا حرفِ دعا
بادباں کوئی کھلا ہی ہو جیسے
ایسے عالم میں ترا ہاتھ
کہ موسیٰ کا عصا ہو جیسے
راستہ بھی سمندر کے بنا ہو جیسے
ایسے عالم میں ترا ساتھ کہ ہمراہ خدا ہو جیسے
ڈاکٹر عبداللہ

عجب پت جھڑ بھری تنہائیاں ہیں
کئی پل پتہ پتہ جھڑ رہے ہیں
گزرتے وقت کے پاؤں سے دب کر
مسلسل چرمراتے اڑ رہے ہیں۔
اداسی پیلے رنگوں کو پہن کر
درختوں پر ادھر سمٹی ہوئی ہے
شجر سنگ بیل جیسی یاد ماضی
کہیں اس ذہن سے لپٹی ہوئی ہے
شمیم زہرا

تذبذب میں مجھے رکھتی ہیں اکثر
کبھی مائل کبھی کتراتی آنکھیں
نفیسہ سلطانہ انا

میرے دل کی ہے مٹی نم تو میں اس میں
نئے انداز کی دنیا اگاؤں گا
سلیم سرمد

مجھے یہ یاد رکھنا تھا تعلق ختم ہیں سارے
تمہیں کیوں بھول جانے میں زمانے لگ گئے پھر بھی
شفالی پانڈے

اب یہ بتلاؤ کہ نخرے بھی اٹھا پاؤ گے
گھر تو لے آئے اسے عشق کا جھانسا دے کر
مجتبیٰ شہروز

پروگرام کی نظامت کے فرائض رضوان الدین فاروقی نے بحسن خوبی انجام دیے۔ پروگرام کے آخر میں ضلع کوآرڈینیٹر سید عابد حسین نے تمام مہمانوں، تخلیق کاروں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

ملت اسلامیہ کیخلاف پنپتی پر تشدد وارداتیں اور بڑھتی نفرت تشویشناک

مولانا توقیر رضا کیخلاف پولیس کا جبر بھی سیاسی نفرت: محمد علی

سہارنپور (احمد رضا) اگر ہندو شدت پسند مسلم آبادی پر حملے کرے جانی اور مالی نقصان پہنچائے تو جرم نہیں اگر کوئی شدت پسند مسلم افراد پر گھورنے، تھوکنے یا گالی دینے کا الزام عائد کردے تو گھر پر بلڈوزر ایکشن کیا جائے گا اور بیقصور کو جیل بھیج دیا جائے گا یہ سلسلہ دس سالوں سے مسلسل جاری ہے سبھی مہذب شہری پولیس کے خوف سے سچ کا ساتھ دینے سے ڈر رہے ہیں حالات روز بہ روز مزید تشویشناک ہوتے جا رہے ہیں! ملک کا بیشتر ہندو امن پسند ہے اور مسلم آبادی کے ساتھ مل جل کر رہنا اور کاروبار کرنا پسند کرتا ہے مگر مٹھی پر متعصب افراد سیاسی فائدہ اٹھانے کیلئے آج ملک میں ہندو مسلم سیاست کا گندہ کھیل کھیل رہے ہیں اس کھیل کو روکنا سبھی دستور ہند کا احترام کرنے والے افراد کے لئے بہت ضروری ہے، سینئر ایڈوکیٹ محمد علی نے دہلی میں کانگریس کی مہاریلی پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان دنوں متعصب سڑا ہوا حسد اور نفرت سے لبالب گندہ ذہن گندی سوچ اور گندے ایکشن کو پنپ نے میں مدد کرتا ہے اسی گندی ذہنیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ملک کی آزادی کے 78 سال بعد بھی وطن عزیز میں ہندو مسلم اور ذات برادری کی سیاست اپنے سیاسی مفادات کے لئے مسلسل جاری اور حاوی ہے پورا ملک ہندو مسلم اتحاد کا شیرازہ بکھرتے ہوئے کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے سینئر ایڈوکیٹ محمد علی نے بتایا کہ عام خبروں کے مطابق آج ایک سیاسی جماعت اس فراق میں ہے کہ کب ہندو مسلم اتحاد تار تار ہو اور ہم سیاسی فائدہ اٹھا سکیں مگر اتنا سب کچھ ہوجانے کے بعد بھی آپ وطن عزیز کا 85 فیصد ہندو مسلم سکھ اور عیسائی طبقہ امن و امان اور سکون کا مضبوط حامی ہے یہی وجہ ہے کہ شدت پسند حاسد اور خدغرض طاقتیں ملک کا بھائی چارہ ختم نہی کر پا رہی ہیں مگر موقع در موقع دردناک اور شرمناک حرکتیں ضرور انجام دے رہی ہیں واضح رہے کہ بریلی میں ماہ ستمبر میں جو کچھ حادثہ پیش آیا وہ ہندو مسلم نہی تھا صرف اور صرف خدغرض سیاسی جماعتوں کا پولیس کے ساتھ مل کر مسلم آبادی کے خلاف کیا گیا شرمناک کھیل تھا جس میں علمائے کرام اور معصوم لوگوں کو پھنسا دیا گیا ہے اگر واقعی ایمانداری کے ساتھ اس حادثہ کی جانچ کی جائے تو سچائی خدبہ خد عام لوگوں کے سامنے آجائے گی لیکن سرکار خد چاہتی ہے کہ صرف ایک طبقہ کو ملزم بنا کر پیش کیا جائے تاکہ سیاسی فائدہ اٹھایا جاسکے؟ سیاسی مفاد پرستی نے ان دنوں حالات کس قدر پیچیدہ بنا دیئے ہیں وہ آپکو ان واقعات سے معلوم ہوجائے گا کہ کانگریس کی قیادت والی ریاست ہماچل میں سنجولی مسجد پر تنازعہ طوفان کی شکل اختیار کر چکا ہے ٹھیک اسی طرح سے، تلنگانہ ریاست میں اور ریاست کرناٹک میں مسلم ایشوز اور مسجدوں کو لیکر فرقہ وارانہ فضا کو تشویشناک سطح پر موڑ پر لاکر کھڑا کر دیا گیا ہے سرزمین میسور سلطنت کے سری رنگا پٹن میں حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کے عہد کی تاریخی مسجدِ اعلی، جسے ریاست کی تہذیبی اور ثقافتی شناخت میں نمایاں مقام حاصل ہے، ہنومان جینتی کے دوران اچانک شرپسند عناصر کے نشانے پر آگئی چند نوجوان، جن کے ہاتھوں میں مالائیں اور زبان پر اشتعال انگیز نعرے تھے، مسجد کی سمت بڑھتے ہوئے اسے منہدم کرکے مندر تعمیر کرنے کی للکار لگاتے دکھائی دیئے یہ منظر محض ایک لمحاتی اشتعال نہیں تھا؛ بلکہ پچھلے دو برسوں سے منڈیا اور اس کے آس پاس منظم طریقے سے ابھرتی ہوئی مہم کا نیا باب ہے اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ • تاریخی طور پر مسجدِ اعلی صرف ٹیپو سلطان کی حکمرانی کی علامت نہیں بلکہ کرناٹک کی مشترکہ ثقافت، مذہبی ہم آہنگی اور تعمیراتی ورثے کی روشن مثال ہے • ایسے مقدس مقام کو مذہبی تصادم کا مرکز بنانے کی کوشش دراصل تاریخ کو سیاسی ایجنڈوں پر قربان کرنے کے مترادف ہے۔ سری رنگا پٹن وہی سرزمین ہے جہاں ٹیپو سلطان نے استعمار کے خلاف جد وجہد کی بنیاد رکھی، جہاں جنگوں نے ہندوستانی مزاحمت کا ایک طویل باب رقم کیا۔ آج اسی خطے میں نفرت بھڑکانے کی کوششیں، حکومتی اداروں کی خاموشی اور سیاسی طاقتوں کی پس پردہ مداخلت ریاستی امن کے لیے سنگین سوالات کھڑے کرتی ہیں غور طلب بات یہ ہے کہ آج کل ملک کے بیشتر علاقوں میں جہاں جہاں بھاجپا اقتدار میں ہیں ہے وہاں ہر دن مسلم طبقہ پر ظلم وجبر ڈھایا جارہا ہے کہیں ملک دشمنی تو کہیں مسجد مدارس تو کہیں آئی لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسئلہ بنا کر پیش کیا جارہا ہے تاکہ مسلم طبقہ بھڑک اٹھے مگر قرآن حکیم کے علم سے مالا مال مسلمان طبقہ صبر کر رہا ہے اور خالق حقیقی اللہ رب العزت سے مدد طلب کر رہا ہے جبکہ ہندو شدت پسند گروپ کے لوگوں نے آزان دینے، نماز پڑھنے اور بچوں کو گھروں میں دینی تعلیم دینے پر مسلم افراد کے خلاف ہراہم کھڑا کر رکھا ہے سہی معنوں میں ان دنوں ہندو شدت پسند تنظیموں نے پولیس کی مدد سے مسلم آبادی کا چین اور سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے اتراکھنڈ کے چمبہ اور ہماچل کے سنجولی علاقوں میں آج مسلم افراد کا کام کاج کرنا، مزدوری کرنا اور آزان کے ساتھ نماز ادا کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے ہر ہفتہ سنجولی میں جمعہ کی نماز کے وقت شدت پسند تنظیم سے منسلک ہندو خواتین اور مرد مسجد کے باہر جمع ہو کر نماز کے لیے آنے والے افراد کو ڈرا دھمکا کر بگھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسجد غیر قانونی ہے ہم آپکو نماز ادا کرنے نہی دیں گے آج کچھ تنظیمیں ایک خاص مذہب کو فروغ دے رہی ہیں اور ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کو مٹانے کے درپے ہیں ظاہر ہے یہ فضا کسی بھی طرح سے ملک کے لیئے مفید نہیں ہے۔ سرکاروں کے اس رویہ سے ملک میں بدامنی کا راج قائم ہو رہا ہے آپسی محبت اور باہمی تعاون میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ شہریوں میں عدم تحفظ کا احساس پرورش پا رہا ہے نوجوانوں پر ناامیدی اور مایوسی کے بادل منڈرا رہے ہیں! ملک کے سنجیدہ اور مہذب اخبارات بار بار یہ بات لکھتے آرہے ہیں کہ کچھ افراد کا بلاوجہ مسلم آبادی سے نفرت کرنے کا رجحان ملک کے مختلف علاقوں میں مسلسل بڑھتا ہی جا رہا ہے اسی طرح سے مسلم آبادی سے نفرت کے واقعات میں اضافہ قابل مذمت اور شرمناک حرکت اور عمل ہے واضح رہے کہ سیکڑوں سال سے ملک کے ہر حصہ میں مسلم آبادی سکونت پذیر ہے سبھی جگہ نمازیں ہوتی ہیں آزانیں دی جاتی ہیں اور دینی تعلیم کا نظم و نسق بھی مسلم آبادی کے لیئے جاری ہے مگر کہیں دشواری نہیں ہو رہی تھی لیکن کچھ سالوں سے جان بوجھ کر مسلم آبادی کے خلاف اشتعال انگیز واقعات میں اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے شدت پسند تنظیموں کی یہ حرکات ملک کے امن و سلامتی کے لئے کبھی بھی بڑا خطرہ بن سکتی ہیں اس لئے سرکار دستور ہند کے مطابق عملی اقدام کرے تاکہ ملک میں خوشحالی ہمیشہ کی مانند قائم ودائم رہے جو بھی ہو رہا ہے دستور ہند اور جمہوری نظام کے خلاف ہی ہو رہا ہے! پچھلے دس سالوں سے ملک میں جبریہ طور سے سیاسی فائدہ اٹھانے کیلیئے ہندو مسلم کے ایشوز اٹھائے جا رہے ہیں جبکہ حقیقت میں ہندو مسلم کے درمیان نماز پڑھنے، آزان دینے یا مدارس اسلامیہ میں تعلیمی عمل سے کچھ بھی دشواری نہیں ہے مگر یہ مفاد پرستی کی سیاست ہے کہ جو ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارے کو برداشت نہیں کر رہی ہے اسی لیئے ہی شملہ کے قریب واقع مسجد سنجولی کی مسماری، بجلی اور پانی کا کنیکشن کٹوانے کے لئے تھانہ کے باہر ہندو شدت پسند تنظیم کے لوگوں کا دھرنا جاری ہے پچھلے جمعہ میں نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکا اور آج بھی مسلم افراد کو مسجد میں داخل ہونے سے روکا کافی بھیڑ مسجد کے باہر جمع ہوکر نعرے بلند کرنے لگی اور نماز جمعہ ادا کرنے سے روکا جمعہ کے روز یہ مسلسل ہنگامہ دو ہفتوں سے جاری ہے!

اسمارٹ اسٹڈی اور مسلسل رویژن کامیابی کی کنجیاں ہیں: مختار احمد

تناؤ سے بچیں اور خود پر اعتماد رکھیں: پرنسپل شمسہ انصاری

گورکھپور، جمعرات کو بورڈ کے امتحانات کے پیش نظر اسلامیہ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج زاہدہ آباد گورکھ ناتھ میں دوروزہ "پرکشا پر چرچا" کے عنوان سے ایک پروگرام منعقد ہوا، پروگرام کے پہلے روز ہائی اسکول کے امتحانات میں شرکت کرنے والی طالبات کو ٹائم مینجمنٹ اور کامیابی کے بارے میں نہایت اہم ٹپس دی گئیں۔ مہمان خصوصی میاں صاحب اسلامیہ انٹر کالج کے پرنسپل مختار احمد نے کہا کہ اسمارٹ اسٹڈی (کم وقت میں زیادہ پڑھنا) اور باقاعدہ نظر ثانی کامیابی کی کنجیاں ہیں، تناؤ کو کم کرنے اور بہتر نمبرات حاصل کرنے کے لیے ٹائم مینجمنٹ اور خود احتسابی ضروری ہے، امتحانات میں کامیابی کے لیے ایک ٹھوس اسٹڈی پلان بنائیں، ہر مضمون کے لیے وقت مختص کریں، مطالعہ کرتے وقت مثبت سوچیں، ہر مضمون کے لیے مطالعہ کا منصوبہ بنائیں، ہر روز تھوڑا تھوڑا پڑھیں، ہر 45-60 منٹ میں 10-15 منٹ کا وقفہ بھی لے لیں، مطالعہ کے لیے ایک پرسکون اور منظم جگہ کا انتخاب کریں، اپنی صلاحیتوں پر یقین رکھیں اور کامیابی کا تصور کریں، یہ بے چینی کو کم کرتا ہے، جنک فوڈ سے پرہیز کریں، غذائیت سے بھرپور کھانا کھائیں، ہر رات بھرپور نیند حاصل کریں، رات بھر جاگنے سے گریز کریں، امتحان کے لیے اپنا بیگ، کپڑے وغیرہ پہلے سے تیار رکھیں، گھبرائیں نہیں، پرسکون ذہن سے پیپر حل کریں۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اسلامیہ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج کی پرنسپل شمسہ انصاری نے کہا، اپنے تمام مضامین کا احاطہ کرنے کے لیے ایک شیڈیول بنائیں، اہم اور پیچیدہ مضامین کے لیے زیادہ وقت مختص کریں، اپنی تیاری شروع کرنے سے پہلے امتحانی سلیبس اور مارکنگ اسکیم کو اچھی طرح سمجھ لیں، تناؤ سے بچیں اور خود پر اعتماد رکھیں امتحان کے دوران پرسکون رہنے سے آپ کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔ سینیر استاد آصف محمود نے کہا کہ بورڈ امتحان کی تیاری کے لیے ایک منصوبہ بنائیں، نصاب کو سمجھیں، ہر مضمون کے لیے وقت مختص کریں، کمزور حصوں پر زیادہ توجہ دیں، مشکل موضوعات کو کوشش کر کے آسان بنائیں، صرف مطالعہ نہ کریں بلکہ اپنے آپ کو پرکھیں، مختصر نوٹ تیار کریں، خاص طور پر ہندی جیسے مضامین کے لیے، ہجے اور گرامر پر توجہ مرکوز رکھیں۔ استاد قاری محمد انس نقشبندی نے کہا کہ امتحانی وقت کے انتظام کو بہتر بنانے کے لیے خوب پریکٹس کریں، پہلے 15 منٹ سوالیہ پرچہ پڑھنے اور سمجھنے میں صرف کریں، پہلے آسان سوالات کو حل کریں جن کے جواب آپ کو پختگی کے ساتھ آ رہے ہوں، پھر مشکل کی طرف بڑھیں، سارے سوالوں کے جواب لکھیں، جوابات لکھتے وقت صاف اور منظم انداز میں لکھیں، کم غلطیاں کرنے کی کوشش کریں، مثبت سوچ رکھیں کہ یہ خود اعتمادی کو بڑھاتی ہے، جہاں بھی آپ پھنس جائیں اپنے بڑوں یا اساتذہ سے بلا جھجک پوچھ لیں۔ پروگرام میں آصف محمود نقشبندی، منتھا پروین، رودراوتی سنگھ، شیریں سراج، فہمیدہ بانو، نازیہ شگفتہ، محمود عالم، سکینہ بیگم، مسرت جہاں، سونی گپتا، ایڈووکیٹ ایس ایف احمد نقشبندی اور ہائی اسکول کی سبھی طالبات موجود رہیں۔

بیرون ملک بھجوانے کے نام پر ڈھائی لاکھ روپے کا فراڈ

دیوبند: 18/دسمبر (فیروز خان) دیوبند کے نزدیکی گاؤں بڈھیڈی کولی کے رہنے والے محبوب ولد مجید نے وزیر اعلیٰ کے پورٹل پر شکایت درج کرائی ہے، جس میں الزام لگایا گیا ہے کہ اسے بیرون ملک نوکری دلانے کے بہانے اس سے ڈھائی لاکھ روپے کا فراڈ کیا گیا ہے۔ متاثرہ کے مطابق گاؤں کے ہی رہنے والے شاہ رخ نے اس کی ملاقات ایک ایجنٹ سے کرائی تھی جس نے اس کے بیٹے محسن کو ملائیشیا میں گیس اسٹوٹ فٹنگ کی نوکری دلانے کا یقین دلاتے ہوئے اس سے گزشتہ 20 اگست 2025 کو 80 ہزار روپے نقد ایڈوانس لئے اور اس سے ایک اسٹامپ پیپر پر لکھی گئی کچھ شرائط پر دستخط بھی کرائے اس کے بعد مذکورہ ایجنٹ نے اس سے گزشتہ 31 اگست کو بیس ہزار روپے آن لائن لیکر محسن کا بنکاک کا ٹکٹ کرا دیا، دو ستمبر کو بنکاک پہنچنے پر اس سے 29 ہزار پانچ سو روپے مزید لے لئے گئے لیکن ملائیشیا کی فلائٹ نہیں کرائی گئی۔ متاثرہ کا الزام ہے کہ اسے سڑک کے ذریعے غیر قانونی طریقہ سے سرحد پار پہنچایا گیا اور بعد میں مختلف تاریخوں پر اس سے کئی مرتبہ مزید رقم وصول کی گئی۔ بعد ازیں ملائیشیا پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس سیاحتی ویزا ہے جس کی میعاد ختم ہونے والی ہے۔ فریب دہی کا احساس ہونے پر اس نے اپنے بیٹے محسن کو 20 ستمبر کو بھارت واپس بلا لیا۔ متاثرہ کا کہنا ہے کہ کل رقم میں سے ایجنٹ نے اس کو ابھی تک صرف 7000 روپے ہی واپس کئے ہیں۔ محبوب نے پورٹل کے ذریعے اپنی شکایت درج کراتے ہوئے ایجنٹ کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

پاورلوم بنکروں کو فلیٹ ریٹ بجلی سے محروم کرنے کی تیاری؟

2006 کے حکومتی نوٹیفکیشن کے باوجود حکومت کی نیت پر سوالات

ٹانڈہ/امبیڈکر نگر (نامہ نگار) پاورلوم بنکروں کو کسانوں کی طرز پر فلیٹ ریٹ پر بجلی فراہم کرنے سے متعلق حکومت کی نیت اور پالیسی ایک بار پھر شکوک کے دائرے میں آ گئی ہے۔ ماہرین اور بنکروں کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے اٹل بہاری واجپئی پاورلوم بنکر بجلی فلیٹ ریٹ یوجنا کے نام پر بار بار میٹنگیں بلانا دراصل اس بات کی علامت ہے کہ وہ 2006 کے واضح حکومتی نوٹیفکیشن سے پیچھے ہٹنا چاہتی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ 14 جون 2006 کو جاری کردہ حکومتی حکم کے تحت پاورلوم بنکروں کو فلیٹ ریٹ پر بجلی کی فراہمی کی اسکیم کو بجٹ 2006-2007 میں شامل کیا گیا تھا۔ اس اسکیم کے لیے گورنر کی منظوری حاصل کی گئی تھی اور اسے قانون ساز اسمبلی اور قانون ساز کونسل دونوں سے منظور کرایا گیا تھا۔ دراصل یہ ایک باضابطہ نوٹیفکیشن تھا، جس میں صاف طور پر کسانوں کی طرح صرف پاورلوم بنکروں کو فلیٹ ریٹ پر بجلی فراہم کرنے کی ضمانت دی گئی تھی۔ بنکروں کا کہنا ہے کہ اس کے برعکس اٹل بہاری واجپئی پاورلوم بنکر بجلی فلیٹ ریٹ یوجنا کے نام سے جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ ان میں اس نوعیت کی کوئی واضح قانونی ضمانت موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنکروں کو خدشہ ہے کہ حکومت دراصل پاورلوم بنکروں کو کسانوں کے مساوی فلیٹ ریٹ پر بجلی کی سہولت دینے کے حق سے محروم کرنا چاہتی ہے۔ اسی پس منظر میں دفتر اسسٹنٹ کمشنر، ہینڈلوم وٹیکسٹائل صنعت، فیض آباد (ایودھیا ڈویژن) کی جانب سے جاری خط کے مطابق 22 دسمبر 2025 کو کھادی گرامودیوگ بورڈ، لکھنؤ میں ایک اور میٹنگ طلب کی گئی ہے۔ جس میں ضلع امبیڈکر نگر سے ٹانڈہ اور جلال پور کے 11 پاورلوم بنکروں/نمائندوں کو شرکت کے لیے نامزد کیا گیا ہے۔ بنکروں کا کہنا ہے کہ اگر حکومت واقعی نیت صاف رکھتی تو 2006 کے نوٹیفکیشن کو پوری سختی کے ساتھ نافذ کیا جاتا، نہ کہ نئی اسکیموں اور میٹنگوں کے ذریعے معاملے کو الجھایا جاتا۔ ان کے مطابق بار بار میٹنگیں بلانا، واضح فیصلہ نہ لینا اور فلیٹ ریٹ بجلی کی فراہمی کو غیر یقینی بنانا حکومت کی پالیسی میں تضاد کو ظاہر کرتا ہے۔ پاورلوم صنعت سے وابستہ افراد نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت فوری طور پر 2006 کے حکومتی نوٹیفکیشن کو بحال رکھتے ہوئے پاورلوم بنکروں کو کسانوں کی طرح فلیٹ ریٹ پر بجلی کی فراہمی کو یقینی بنائے۔

وارنٹیوں کے خلاف شروع کی گئی مہم کے تحت ایک وارنٹی گرفتار: جیل رسید

دیوبند: 18/دسمبر (فیروز خان) جرائم پیشہ افراد اور وارنٹیوں کے خلاف شروع کی گئی مہم کے تحت دیوبند پولیس نے ایک وارنٹی کو گرفتار کر عدالت میں پیش کر دیا۔ انچارج انسپکٹر امرپال شرما نے بتایا کہ گاؤں راجوپور کے رہنے والے 55 سالہ اقبال حسن ولد احمد حسن کو گاؤں راجوپور میں واقع اس کے مکان سے گرفتار کیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا ملزم کے خلاف 247/24 دفعہ 138 این آئی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج ہے۔ ملزم کافی وقت سے عدالت سے مفرور چلا آ رہا تھا، پولیس نے اقبال حسن کو گرفتار کر عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ملزم کو گرفتار کرنے والی ٹیم میں ان سمیت ایس آئی آنند کمار، ہیڈ کانسٹیبل دھرم پال اور کانسٹیبل روہت وغیرہ شامل تھے۔

پوری دنیا میں مکتک لکھے گئے اور اب بھی لکھے جارہے ہیں: پروفیسر چندر دیو یادو

شعبۂ اردو میں سی سی ایس یونیورسٹی میں ''ادب میں قطعہ کی روایت'' موضوع پر آن لائن پروگرام کا انعقاد

میرٹھ 18 دسمبر 2025، مکتک ایک آزاد صنف ہے۔ پوری دنیا میں مکتک لکھے گئے اور اب بھی لکھے جارہے ہیں۔ وہ خواہ دو لائن، چار لائن یا پھر چھ لائن کی تخلیق ہو اسے مکتک کہتے ہیں، ایک لفظ، دو لفظ تین لفظ وغیرہ کے بھی چھند ہوتے ہیں۔ بھی مکتک میں رس نہیں ہوتا۔ یہ الفاظ تھے پروفیسر چندر دیو یادو کے جو آیوسا اور شعبۂ اردو کے زیر اہتمام منعقد "ادب میں قطعہ کی روایت" موضوع پر اپنی تقریر کے دوران ادا کر رہے تھے۔ اس سے قبل پروگرام کا آغاز سعید احمد سہارنپوری نے کیا۔ پروگرام کی سرپرستی معروف ناقد وافسانہ نگار اور صدر شعبۂ اردو پروفیسر اسلم جمشید پوری اور معروف ادیب و ناقد پروفیسر صغیر افراہیم نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض پروفیسر سی ڈی یادو [شعبۂ ہندی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی] نے انجام دیے۔ مہمان خصوصی کے بطور ہندی کی معروف شاعرہ ڈاکٹر نیلم مشرا 'ترنگ' نے شرکت فرمائی۔ مقالہ نگار کے بطور شعبۂ ہندی، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی، میرٹھ سے ڈاکٹر یگیش کمار نے شرکت کی۔ مقرر کے بطور لکھنؤ سے ایوسا کی صدر پروفیسر ریشما پروین موجود رہیں۔ استقبالیہ اور تعارفی کلمات ڈاکٹر ارشاد سیانوی اور نظامت کے فرائض شعبے کی استاد ڈاکٹر الکا وششٹھ نے انجام دیے۔ اس موقع پر معروف ادیب و ناقد پروفیسر اسلم جمشید پوری نے کہا کہ ہندی میں مکتک کی روایت پر آج کا یہ پروگرام بڑا اہم ہے۔ اردو میں قطعہ کی کوئی خاص روایت یا اہمیت نہیں ہے مگر اس کے ذکر اور اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتے۔ ہمارے مہمان آج اسی موضوع پر آج اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں گے جس سے اسکالرز یقینا مستفیض ہوں گے۔ ڈاکٹر یگیش کمار نے کہا کہ پرانے ویدوں میں بھی مکتک ملتے ہیں۔ ویدک کال میں یا بودھ مذہب میں بھی مکتک کی مثالیں ملتی ہیں۔ عوام کی زندگی میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ سنسکرت میں اس صنف کا خاص تعاون رہا ہے۔ اپ بھرنش مکتک کی روایت پہلی صدی سے سولہویں صدی تک ملتی ہے۔ مکتوں کو گایا بھی جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میرا یا رحیم و کبیر وغیرہ کے دوہے گائے جاتے ہیں اور ان سبھی سے اس صنف کو فروغ دیا۔ ڈاکٹر نیلم مشرا ترنگ نے کہا کہ مکتک ایک ایسی صنف ہے جس میں چار لائن میں اپنی بات کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو وہ بھی ہم سے بے انتہا پیار کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے پیار کی انتہا پر بہت سے مکتک تحریر کیے ہیں۔ پروفیسر ریشما پروین نے کہا کہ مکتک کے تعلق سے آج کا پروگرام بڑا اہم رہا۔ ہمارے طالب علموں کو آج یہ جاننے کا موقع ملا کہ مکتک ہندی میں ایک اہم صنف ہے۔ جن لوگوں نے قطعات پیش کیے ان سے پتہ چلا کہ ہندی یا اردو میں جو مکتک کہے جارہے ہیں ان کی کیا صورت حال ہے۔ فیض، میر اور دیگر شعرا نے بھی بڑے خوبصورت قطعات کہے ہیں۔ پروفیسر صغیر افراہیم نے کہا کہ ہم اردو والے یہ بات مانتے ہیں کہ ہمارے یہاں کوئی صنف ہندی کے بغیر اور ہندی کی کوئی صنف اردو کے بغیر مکمل نہیں، عنبر بہرائچی، ش۔ک نظام وغیرہ نے اس صنف پر کام کیا ہے اور یہ صنف سنسکرت سے آئی ہے۔

دیوبند عدالت میں نوتعمیر کورٹ بلڈنگ اور جدید سہولیات سے مزین رہائش گاہ کا افتتاح

دیوبند: 18/دسمبر (فیروز خان) الہ آباد ہائی کورٹ کے چیف مجسٹریٹ ارون بھنسالی نے دیوبند عدالت میں نوتعمیر کورٹ بلڈنگ اور جدید سہولیات سے آراستہ رہائش گاہ کا فیتہ کاٹ کر افتتاح کیا۔ اس دوران کورٹ احاطہ میں ایک پروگرام کا انعقاد بھی کیا گیا جس میں اپر ضلع جج ونیت کمار واسوانی، اے سی جے ایم پروندر سنگھ، سول جج جونیئر ڈویژن آشیش آنند اور اپر سول جج جونیئر ڈویژن پرنس جندل سمیت سول کورٹ بار ایسوسی ایشن دیوبند کے وکلاء بڑی تعداد میں موجود تھے۔ پروگرام کی لائیو نشریات ایل ای ڈی کے ذریعہ دیکھی گئی۔ اس موقع پر سول بار ایسوسی ایشن کے صدر وریندر پال سنگھ نے بتایا کہ نئی کورٹ بلڈنگ کی تعمیر پرانی عدالت میں جگہ کی قلت کو دور کرنے کے لئے کی گئی ہے تاکہ وکلاء اور (مدعین) عرضی گزار افراد کو بہتر سہولت مل سکے، انہوں نے بتایا کہ اس نئی بلڈنگ میں سینئر ڈویژن کی الگ عدالت ہوگی جہاں نئی تقرریوں کے بعد دیوانی مقدمات کی سماعت ہوگی۔ اس دوران سینئر ایڈوکیٹ محمد تحسین خان، نسیم انصاری ایڈوکیٹ، عبدالہادی خاں، معین صدیقی، محمد عظیم، پرمود کمار، رضوان قاسمی ایڈوکیٹ، راکیش آریہ، راجکمار شرما، محمد مرسلین، دویش دیپک تیاگی، سریندر پال سنگھ، خالد خان، محمد فیروز، امیت شرما، سمینہ راجپوت، اجے کمار، کرن پال سنگھ اور کنور پال سمیت بڑی تعداد میں وکلاء موجود تھے۔

امروہہ میں وکلاء نے مغربی اترپردیش میں ہائی کورٹ کی بنچ کا مطالبہ کرتے ہوئے زبردست احتجاج کیا

امروہہ (اسٹاف رپورٹر) مغربی اتر پردیش میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کے لیے مرکزی سنگھرش کمیٹی کی کال کے بعد امروہہ میں وکلاء نے مغربی اترپردیش میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ کرتے ہوئے زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس احتجاج کے دوران تمام وکلاء نے عدالتی کام کا بائیکاٹ کیا۔ امروہہ کی ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر سلیم خان کی قیادت میں وکلاء جویا روڈ پر جمع ہوئے اور پرامن احتجاج کیا۔ احتجاج کے بعد صدر سلیم خان نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایک میمورنڈم پیش کیا، جس میں مغربی اتر پردیش میں فوری طور پر ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔ احتجاجی مظاہرے میں سینکڑوں وکلاء نے شرکت کی۔ بار ایسوسی ایشن کے سکریٹری ستیش تیاگی سمیت بار کے تمام عہدیداروں اور وکلاء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وکلاء نے متفقہ طور پر کہا کہ مغربی اتر پردیش کے عوام اور وکلاء طویل عرصے سے ہائی کورٹ بنچ کا مطالبہ کر رہے ہیں، لیکن اس سمت میں کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا ہے۔ وکلاء نے خبردار کیا کہ اگر ان کے مطالبات پر فوری توجہ نہ دی گئی تو احتجاج میں شدت لائی جائے گی۔ اس موقع پر اقبال خان، کپل چکارا، سلیم خان، ستیش تیاگی، محمد عظیم، لالو سنگھ، ذیشان پاشا، ڈاکٹر طارق عظیم، اشوک کپور، پلکیت شرما، ساجد روف، مہاراج محمد ارسلان، چودھری قاسم سمیت سینکڑوں وکلاء سمیت دیگر کثیر تعداد میں

مخدوم خواجہ فتح اللہؒ کا سالانہ عرس عقیدت واحترام سے منایا گیا

ایودھیا (نامہ نگار): شہر ایودھیا کے عالم گنج کٹرہ محلے میں واقع مخدوم حضرت خواجہ فتح اللہ کا سالانہ عرس مبارک بدھ کو انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ منایا گیا۔ اس یک روزہ سالانہ عرس کا آغاز صبح قرآن خوانی سے ہوا۔ مزار کو غسل دینے کے بعد گلپوشی کے ساتھ چادر چڑھائی گئی، عرس کمیٹی کے سربراہ محمد اعظم قادری نے بتایا کہ عرس ہمیشہ کی طرح اس سال بھی منایا گیا۔ شام کو نماز مغرب کے بعد لنگر اور عید میلادالنبی کا پروگرام منعقد کیا گیا جس میں پیر سید محمد حسن، سید آصف میاں فردوسی، مولانا حیدر رضا، حافظ محمد اسلم، حافظ معراج احمد، اور حافظ محمد افضل سمیت مقامی علماء کرام نے شرکت کیا۔ واضح ہو کہ دہلی میں اسی مقام پر حضرت مخدوم شاہ فتح اللہ کا مزار واقع ہے جہاں حضرت ناصر الدین چراغ دہلوی اور بڑی بی صاحبہ کی ولادت ہوئی تھی۔ اسی جگہ ایک کنواں ہے، جس کا پانی ایک ہاتھ سے کھینچا جاتا ہے، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تمام بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ عرس کے دوران مزار کے گدی نشین عطاء اللہ اور سجادہ نشین محمد راشد نے بتایا کہ انہوں نے بیک وقت اپنے 17 شاگردوں کی دعوتوں میں شرکت کر کے اپنے کمالات کا مظاہرہ کیا۔ الہ آباد ہائی کورٹ کے ایڈوکیٹ صدام حسین، محفوظ احمد وارثی، محمد عرفان عرف ننھے میاں، کونسلر سلطان انصاری، اجمیر علی، شیرو، حاجی اچھن خان کے علاوہ بڑی تعداد میں زائرین موجود تھے۔

'اسٹیچو آف یونٹی' کے خالق رام سوتار 100 سال کی عمر میں چل بسے

نوئیڈا: 18 دسمبر (پی این ایس) ہندوستان کا فخر اور دنیا کے سب سے اونچے مجسمے 'اسٹیچو آف یونٹی' کو زندہ کرنے والے افسانوی مجسمہ ساز رام ونجی ستار اب ہم میں نہیں رہے۔ انہوں نے 100 سال کی عمر میں نوئیڈا کے سیکٹر 19 میں واقع اپنی رہائش گاہ پر آخری سانس لی۔ ان کا انتقال فن، ثقافت اور فن تعمیر کی دنیا میں ایک دور کے خاتمے کی علامت ہے۔ رام ستار کی پیدائش 1925 میں مہاراشٹر کے ایک عام گھرانے میں ہوئی۔ اپنی محنت اور غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے انہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں اپنی فنی اہمیت قائم کی۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے 182 میٹر اونچے مجسمے کو ان کے کیریئر کی سب سے بڑی کامیابی سمجھا جاتا ہے، اور آج یہ دنیا کا سب سے اونچا مجسمہ ہے۔

مدرسہ تقرری گھپلہ: ''متوفی منحصر'' شخص کو استاد کی بجائے بنا دیا کلرک

تین کے خلاف مقدمہ، ملزمان کی تلاش جاری

بلرام پور: 18 دسمبر (پی این ایس) اترپردیش کے بلرام پور ضلع کے تلسی پور تھانہ علاقے میں واقع مدرسہ جامعہ انوار العلوم میں ایک "متوفی منحصر" شخص کی تقرری میں ہوئی جعلسازی نے نہ صرف مدرسہ انتظامیہ بلکہ محکمہ اقلیتی بہبود کے کام کاج پر بھی سنگین سوالات کھڑے کردیئے ہیں۔ ہائی کورٹ کی سختی اور فارنسک تحقیقاتی رپورٹ کے بعد بالآخر اس معاملے میں پولس نے کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ معلومات کے مطابق مدرسہ جامعہ انوار العلوم میں کام کرنے والے ایک استاد کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد حسن رضا کو "متوفی منحصر" کوٹہ کے تحت تعینات کیا جانا تھا۔ قواعد کے مطابق، "متوفی منحصر" کا اسی سطح کی پوسٹ پر تقرر کیا جاتا ہے جس ملازم کی موت ہوئی ہے۔ چنانچہ حسن رضا کو تدریسی عہدے پر تعینات کیا جانا چاہیے تھا۔ الزام ہے کہ مدرسہ کے پرنسپل معراج احمد اور کلرک عزیز احمد نے انتظامی کمیٹی کے ساتھ مل کر قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی اور 25 مئی 2020 کو حسن رضا کو جونیئر اسسٹنٹ (کلرک) کے عہدے پر تعینات کیا۔ حسن رضا نے اس تقرری پر احتجاج کیا اور بطور استاد بحال کرنے کا مطالبہ کیا لیکن مدرسہ انتظامیہ نے ان کی درخواست کو نظر انداز کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اعلی حکام سے شکایت کی۔ شکایت کے بعد محکمہ جاتی مداخلت کے ذریعے ان کی بطور استاد تقرری ہوئی تاہم سابقہ ؟؟ بے ضابطگیوں کو چھپانے کے لیے مبینہ طور پر ایک اور فراڈ کا ارتکاب کیا گیا۔ تحقیقات کے دوران مدرسہ کی فائل میں 2 جولائی 2020 کا ایک حلف نامہ ملا، جس میں کہا گیا کہ حسن رضا استاد بننے کے اہل نہیں ہیں۔ حسن رضا نے 27 ستمبر 2021 کے بیان حلفی میں مذکورہ بیان حلفی کو مکمل طور پر فراڈ قرار دیا۔ معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے دستاویزات کو فارنسک سائنس لیبارٹری بھیج دیا گیا۔ 21 اکتوبر 2022 کی فارنسک رپورٹ میں واضح کیا گیا کہ حلف نامے پر دستخط حسن رضا کے نہیں تھے بلکہ جعلی تھے۔ جب معاملہ ہائی کورٹ میں پہنچا تو افسران حیران رہ گئے۔ حکومتی ہدایات کے بعد 15 دسمبر 2025 کو ایف آئی آر درج کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔ ضلع اقلیتی بہبود افسر ریشونت موریہ کی شکایت کے بعد تلسی پور پولیس اسٹیشن میں 16 دسمبر 2025 کو پرنسپل، کلرک اور دیگر کے خلاف دھوکہ دہی، جعلسازی اور جعلی دستاویزات کے استعمال کے سنگین الزامات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

یوم اقلیتی حقوق پر مدرسہ عربیہ قرآنیہ میں کرافٹ، لینگویج وسائنس نمائش کا انعقاد

اٹاوہ: 18 دسمبر (پی این ایس) عالمی یوم اقلیتی حقوق کے موقع پر مدرسہ عربیہ قرآنیہ، اٹاوہ میں کرافٹ، لینگویج اور سائنس نمائش کا شاندار انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا افتتاح ضلع اقلیتی فلاح و بہبود افسر مدھی سنگھ نے فیتہ کاٹ کر کیا۔ اس موقع پر مدرسہ انتظامیہ کے اراکین کے ساتھ بڑی تعداد میں طلبہ، سرپرستوں اور معزز شہریوں نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ضلع اقلیتی فلاح و بہبود افسر محترمہ ندھی سنگھ نے کہا کہ موجودہ دور سائنس، ٹکنالوجی اور زبانوں کا دور ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ وہ سائنس اور مختلف زبانوں کا علم حاصل کرکے مہارت پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب طلبہ اپنے فرائض کو دیانت داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں تو وہ اپنے حقوق کو صحیح معنوں میں حاصل کر پاتے ہیں۔ اس طرح کی تعلیمی نمائشیں طلبہ میں خود اعتمادی، تخلیقی صلاحیت اور عملی سوچ کو فروغ دیتی ہیں۔ نمائش میں طلبہ کی جانب سے تیار کردہ سائنس سے متعلق مختلف ماڈلز، دستکاری کے نمونے اور عربی، اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں سے متعلق تعلیمی چارٹس اور پیشکشیں پیش کی گئیں۔ طلبہ نے قرآن اور سائنس کے باہمی تعلق، ماحولیاتی تحفظ، جدید سائنسی نظریات اور زبانوں کی اہمیت کو نہایت سادہ اور دلچسپ انداز میں پیش کیا، جسے حاضرین نے بے حد سراہا۔

یوپی: ماہی پروری کی ترقی کے میدان میں تیزی سے ترقی

ریاستی حکومت نے سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ماحول بنایا ہے: وزیر ماہی پروری ڈاکٹر سنجے کمار نشاد □ اترپردیش ماہی پروری کی ترقی کے میدان میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے

لکھنؤ: 18 دسمبر۔فشریز ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے یوپی 2047 ویژن دستاویز کو تیار کرنے کے لیے، لکھنؤ میں نیشنل بیورو آف فشریز جینیٹک ریسورسز میں 17 اور 18 دسمبر کو دو روزہ اتر پردیش فشریز ڈیولپمنٹ اینڈ انویسٹمنٹ سمٹ کا انعقاد کیا گیا۔ تقریباً 200 افراد بشمول معروف سائنسدانوں اور یونیورسٹیوں اور اداروں کے عہدیداران جن میں ماہی پروری سائنس میں خصوصی علم اور مہارت ہے، اور ماہی پروری کے شعبے میں سرمایہ کاروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر ماہی پروری کی ترقی کے وزیر ڈاکٹر سنجے کمار نشاد نے کہا کہ اس پروگرام کا مقصد ماہی پروری کی ترقی کے میدان میں تیز رفتار ترقی، پیداواری ترقی اور قدر میں اضافے کے لیے اسٹریٹجک مداخلتوں، پالیسی سپورٹ اور سرمایہ کاری کے مواقع پر تبادلہ خیال کر کے ایک وژن تیار کرنا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے سائنسدانوں، عہدیداروں اور سرمایہ کاروں کے ساتھ بات چیت کر کے اور ان کی تجاویز اور تعاون حاصل کر کے ایک ترقی یافتہ یوپی 2047 ویژن دستاویز تیار کیا جائے گا۔ محکمہ ماہی پروری کے ذریعہ منعقدہ سرمایہ کاری سمٹ ترقی یافتہ یوپی 2047 کے لئے ٹھوس روڈ میپ تیار کرنے اور اتر پردیش کو ماہی پروری کی ترقی کے میدان میں ایک سرکردہ ریاست بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ وزیر ماہی پروری نے کہا کہ اتر پردیش میں ماہی پروری کی ترقی کے لیے، مرکزی حکومت کی وزیر اعظم متسیا سمپدا یوجنا اور کسان کریڈٹ کارڈ کے علاوہ، ریاستی حکومت وزیر اعلیٰ متسیا سمپدا یوجنا، نشادراج بوٹ سبسڈی اسکیم، گہری مچھلی کاشت کرنے کے لیے ایریٹرز، اور ماہی گیروں کی فلاح و بہبود کے پروگرام کو بھی نافذ کر رہی ہے۔ ماہی گیروں اور مچھلی کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کے لیے ماہی گیروں کی حادثاتی بیمہ

اسکیم اور ریوررینچنگ اسکیمیں بھی نافذ کی جارہی ہیں۔ ماہی گیر اور مچھلی کاشتکار مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی طرف سے چلائی جانے والی اسکیموں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ حکومتی اسکیمیں اور پروگرام ماہی گیروں اور مچھلی کاشتکاروں کی سماجی اور معاشی ترقی کا باعث بن رہے ہیں۔ مزید برآں، اتر پردیش ماہی پروری کی ترقی کے میدان میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ معزز وزیر نے کہا کہ ماہی گیری کے شعبے کی ترقی کی شرح دیگر تمام شعبوں سے زیادہ ہے۔ دیہی علاقوں میں ماہی گیری کے بے پناہ امکانات اور صارفین کی ایک بڑی منڈی ہے۔ ریاستی حکومت سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ماحول اور دیگر سہولیات بھی فراہم کر رہی ہے۔ تقریب میں موجود سینئر سائنسدانوں اور سرمایہ کاروں سے خاص طور پر زور دیا گیا کہ وہ یوپی 2047 ویژن دستاویز کی ترقی کے لیے قیمتی تجاویز دیں اور ماہی پروری کے شعبے میں سرمایہ کاری کے لیے آگے آئیں۔ اتر پردیش حکومت سرمایہ کاروں کو ہر ممکن تعاون فراہم کرنے کے لیے تیار ہے۔ ہر موسمیاتی زون کے مطابق سرمایہ کاروں کے لیے شفاف اور جامع پالیسیاں تیار کی جائیں اور دیگر محکموں کے ساتھ مل کر بروقت کارروائی کی جائے۔ پرنسپل سکریٹری ماہی پروری مسٹر مکیش میشرم نے کہا کہ ماہی گیری کے استعمال کے لئے ایک تفصیلی حکمت عملی اور ایکشن پلان کی ضرورت ہے۔ معیاری مچھلی کی اقسام اور بروڈرز کی دستیابی کو بڑھانے کی ضرورت ہوگی۔ اتر پردیش کی بڑی آبادی صارفین کی ایک بڑی مارکیٹ فراہم کرتی ہے۔ وژن 2047 کے رہنما اصول ماہرین، سائنسدانوں اور سرمایہ کاروں کے علم اور تجربے کو استعمال کرتے ہوئے تیار کیے جائیں گے۔ نجی شعبے کی حوصلہ افزائی اور پیداوار اور پروسیسنگ کو فروغ دے کر ماہی پروری کی ترقی میں نمایاں پیش رفت کی جاسکتی ہے۔ مسٹر K.V. وزیر اعلیٰ کے مشیر راجو نے بتایا کہ ماہی پروری کے شعبے میں چار گروپ (مچھلی کے بیج کی پیداوار، مچھلی کی پیداوار، مارکیٹنگ اور پروسیسنگ، اور ٹیکنالوجی کی تقسیم اور مداخلت) بنائے گئے ہیں۔ گہرائی سے بات چیت کے ذریعے ایک وژن دستاویز تیار کیا جارہا ہے۔ پچھلے سات سالوں میں، اتر پردیش نے ماہی گیری میں نمایاں ترقی دیکھی ہے۔ ماہی گیری کی ترقی کے لیے بنائے گئے چار گروپوں کو ایک روڈ میپ تیار کرنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ آندھرا پردیش میں بھیماورم، اتر پردیش میں۔ چیئرمین اتر پردیش فشریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن شری رماکانت نشاد، اتر پردیش فشریز کوآپریٹیو یونین کے چیئرمین ویرو ساہنی نے کارپوریشن میں ملازمین کی کمی کے مسئلے کو حل کرنے پر زور دیا، تاکہ کارپوریشن ماہی گیروں اور کسانوں کو اچھے معیار کے بیج فراہم کر سکے۔ ڈائریکٹر جنرل ماہی پروری، Smt. دھنلکشمی کے نے محکمہ ماہی پروری کی موجودہ کامیابیوں اور امکانات کا خاکہ پیش کیا اور ماہی پروری کے میدان میں اتر پردیش کو پہلی پوزیشن پر لانے کے لیے ایک تفصیلی روڈ میپ پیش کیا۔ پہلے تکنیکی سیشن میں مچھلی کے بیجوں کی پیداوار اور دوسرے تکنیکی سیشن میں ٹیکنالوجی کی ترسیل اور مداخلت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ تیسرے ٹیکنیکل سیشن میں، جناب اعجاز احمد نقوی، ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز (پلاننگ) نے مچھلی کی مارکیٹنگ اور پروسیسنگ پر موجودہ اور مستقبل کا منظر نامہ پیش کیا۔ مسٹر اقبال خان، کاروباری شخصیت، فش پروسیسنگ، مسٹر آکاش سنگھ، فش وائٹ پرائیویٹ لمیٹڈ نے تبادلہ خیال کیا۔ لمیٹڈ نے مچھلی کی لائیو ڈلیوری اور سپلائی چین پر تبادلہ خیال کیا، مسٹر سوجیت چودھری، کاروباری شخصیت، نے مچھلی کی پیداوار اور فش مارکیٹ پر تبادلہ خیال کیا، مسٹر ڈی کے۔ رائے، True Aquamarine نے فش پروسیسنگ اور مسٹر پرویز خان نے ڈیجیٹل فش مارکیٹنگ پر تبادلہ خیال کیا۔ چوتھے تکنیکی سیشن میں، مسز سریشتی یادو، ڈپٹی ڈائریکٹر، فشریز، لکھنؤ ڈویژن نے مچھلی کی پیداوار میں اضافہ کا موجودہ اور مستقبل کا منظر نامہ پیش کیا۔ ڈاکٹر رویندر کمار، سربراہ، جینومکس اینڈ کمپیوٹیشنل ڈویژن، NBFGR نے مچھلی کی پیداوار پر تبادلہ خیال کیا، صنعت کار جناب رجنیش کمار نے آبی زراعت کی پیداوار اور ایکو ٹورازم پر تبادلہ خیال کیا، مسٹر رامانند گرویل پرائیویٹ لمیٹڈ نے مچھلی کی پیداوار میں فش فیڈ کے کردار پر تبادلہ خیال کیا، اور مسٹر انش گپتا، شرومنی فارم کے ذریعے مچھلی پروڈکشن ڈی سی اے پر تبادلہ خیال کیا۔ پروگرام میں محکمہ کی جانب سے چلائی جانے والی اسکیموں کو پوسٹرز، بینر اسٹائلز، پمفلٹ اور لٹریچر کی تقسیم کے ذریعے فروغ دیا گیا۔ اس کے علاوہ دیال گروپ فش فیڈ اور پرل کلچر کا ایک اسٹال بھی لگایا گیا اور موبائل لائیو فش وینڈنگ سینٹر کی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔

’بلڈوزر کے تیل-پانی کا انتظام کرے گا اپوزیشن

ملاوٹی چنے پر اکھلیش یادو نے یوگی حکومت کو بنایا نشانہ

لکھنو: 18 دسمبر (پی این ایس) سماج وادی پارٹی کے قومی صدر اکھلیش یادو نے گورکھپور میں بھنے چنے میں خطرناک کیمیکل کی ملاوٹ کے معاملے میں وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ اور یوپی حکومت پر سخت حملہ کیا۔ انہوں نے اس معاملے میں ملی بھگت کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ کیا اب بلڈوزر کا انتظام اپوزیشن کرے گا؟۔ ایس پی صدر نے بھنے ہوئے چنے میں ملاوٹ کے لیے حکمرانوں کی ملی بھگت کا شبہ ظاہر کیا اور کہا کہ اس میں ان کا کچھ حصہ تو رہا ہوگا۔ اکھلیش یادو نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر پوسٹ میں لکھا، ”مکھیہ نگری میں ملاوٹ والے... لگتا ہے آپسی ’ملاوٹی-سلاپ‘ سے ہی ہو رہی ہے یہ ملاوٹ۔ بلڈوزر کے تیل-پانی کا انتظام اب کیا اپوزیشن کرے گا؟ کچھ تو ہے جس میں حصہ داری

ہے؟“ خبر کے مطابق گورکھپور میں فوڈ اینڈ ڈرگ ڈپارٹمنٹ کے حالیہ چھاپے میں اس وقت کھلبلی مچ گئی جب بھاری مقدار میں ملاوٹ شدہ بھنے ہوئے چنے برآمد ہوئے۔ ان چنے کو پیلے رنگ میں چمکانے کے لیے جن خطرناک کیمیکل کا استعمال کیا گیا اسے کھانے سے انسان کی کڈنی اور لیور خراب ہو سکتے ہیں۔ جس کے بعد محکمہ نے فوری طور پر ان کی فروخت پر پابندی لگا دی۔ محکمہ کے مطابق یہ ملاوٹی بھنے چنے مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ سے لائے گئے تھے۔ محکمہ خوراک کو اطلاع ملی تھی کہ گورکھپور کے راج گھاٹ علاقے میں واقع ایک گودام میں ملاوٹی چنا آرہا ہے جس کو بازار میں سپلائی کیا جارہا ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی محکمہ خوراک نے چھاپے ماری کی تو کارروائی میں شامل ٹیمیں حیران رہ گئیں۔ ان چنے کا رنگ کافی تیز اور چمکدار دکھائی دے رہا تھا۔ جب ٹیم نے اس کی جانچ کی تو چنوں نے پیلا رنگ چھوڑنا شروع کر دیا۔ جس کے بعد محکمہ خوراک نے گودام سے 750 بوریوں کو ضبط کر لیا۔ یہ چنے بازار میں بیچنے لائق نہیں تھے اور نہ ہی کھانے کے لائق تھے۔ ان کے کھانے سے کڈنی اور لیور تک فیل ہو سکتے ہیں۔

یوپی میں سرد لہر اور گھنے کہرے کا الرٹ

لکھنؤ 18 دسمبر (یو این آئی) محکمہ موسمیات نے اتر پردیش میں آئندہ تین دنوں تک شدید ٹھنڈ پڑنے کی پیشین گوئی کی ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق 18 دسمبر سے 21 دسمبر تک ریاست کے زیادہ تر حصوں میں سردی کا قہر برقرار رہے گا اور صبح کے وقت حدِ نگاہ (ویزیبلٹی) انتہائی کم ہو سکتی ہے۔ محکمہ موسمیات کے سائنسدان ڈاکٹر اے کے سنگھ نے بتایا کہ نچلی فضا میں پیدا ہونے والے ناموافق حالات، شمال مغربی سرد ہواؤں اور ویسٹرن ڈسٹربنس کے اثر کی وجہ سے ریاست میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت میں گراوٹ درج کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر ترائی اور میدانی علاقوں میں سردی زیادہ محسوس کی جائے گی۔ محکمے کے معیار کے مطابق جب میدانی علاقوں میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 10 ڈگری سیلسیس یا اس سے کم ہو جاتا ہے اور معمول سے 4.5 سے 6.4 ڈگری سیلسیس تک کم رہتا ہے تو اسے کولڈ ڈے کہا جاتا ہے۔ وہیں اگر زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت معمول سے 6.5 ڈگری سیلسیس یا اس سے زیادہ کم ہو جائے تو اسے شدید کولڈ ڈے کی صورتحال مانا جاتا ہے۔ آئی ایم ڈی کے مطابق دیر رات سے صبح کے وقت ریاست کے بیشتر حصوں میں گھنا سے بہت گھنا کہرا چھایا رہے گا۔ کئی مقامات پر حدِ نگاہ 50 میٹر سے بھی کم رہ سکتی ہے۔ اس سے سڑک، ریل اور ہوائی آمدورفت پر اثر پڑنے کا خدشہ ہے۔ محکمہ موسمیات کا کہنا ہے کہ آج پہلے دن مشرقی اور وسطی اتر پردیش کے کئی اضلاع میں گھنے کہرے کے ساتھ کولڈ ڈے کی صورتحال بننے کا امکان ہے۔ کچھ اضلاع میں بہت گھنا کہرا بھی چھا سکتا ہے۔ وہیں دوسرے دن بھی ریاست کے بڑے حصے میں سردی کا اثر جاری رہے گا۔ کئی اضلاع میں کولڈ ڈے اور کہیں کہیں شدید کولڈ ڈے کی صورتحال بنی رہ سکتی ہے۔ صبح کے وقت گھنا کہرا ٹریفک کو متاثر کر سکتا ہے۔ جبکہ تیسرے دن بھی ٹھنڈ اور کہرے سے راحت کے آثار کم ہیں۔ خاص طور پر ترائی کے علاقوں میں بہت گھنا کہرا اور ٹھٹھرن برقرار رہ سکتی ہے۔ محکمہ موسمیات نے عام لوگوں کو صبح اور دیر رات بلا ضرورت باہر نہ نکلنے، گرم کپڑے پہننے، بزرگوں اور بچوں کا خاص خیال رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ گاڑی چلانے والوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ کہرے کے دوران گاڑی کی رفتار دھیمی رکھیں، فوگ لائٹس کا استعمال کریں اور محفوظ فاصلہ برقرار رکھیں۔

انٹگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کو ویمن اِن اسٹیم ایکسیلینس ایوارڈ 2025

لکھنؤ، 18 دسمبر۔انٹگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کو کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (CII) کی جانب سے ویمن اِن اسٹیم ایکسیلینس ایوارڈ 2025 سے نوازا گیا۔ یہ اعزاز سائنس، ٹیکنالوجی، انجینئرنگ اور ریاضی کے شعبوں میں خواتین کی شمولیت، قیادت اور اختراعی سرگرمیوں کے فروغ میں یونیورسٹی کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں دیا گیا ہے۔ یہ باوقار ایوارڈ ممتاز شخصیات نے پیش کیے، جن میں ڈاکٹر آشیش موہن، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (CII)؛ محترمہ ویشالی نگم سنہا، چیئر، CII ویمن اِن اسٹیم انیشی ایٹو اور شریک بانی، رینیو (ReNew) و چیئرپرسن سسٹین ایبلٹی اور ڈاکٹر (مسز) چندریکا کوشک، ممتاز سائنس داں اور ڈائریکٹر جنرل، پروڈکشن کوآرڈی نیشن اینڈ سروسز انٹریکشن، ڈی آر ڈی او، حکومتِ ہند شامل ہیں۔ سخت جانچ کے عمل کے بعد انٹگرل یونیورسٹی کو ملک کے سرفہرست دس اداروں میں منتخب کیا گیا۔ تقریب میں یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹر ندا فاطمہ، ایڈیشنل پرو وائس چانسلر اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر، انٹگرل اسٹارٹ اپس فاؤنڈیشن، اور ڈاکٹر الوینا فاروقی، پروفیسر و سربراہ، شعبۂ بایو انجینئرنگ نے شرکت کی۔ ان کی موجودگی خواتین سائنس دانوں، محققین اور موجدین کی سرپرستی کے لیے یونیورسٹی کے عزم کی عکاس ہے۔ یہ اعزاز STEM کے شعبوں میں صنفی مساوات کے فروغ، خواتین کی قیادت میں تحقیق کی حوصلہ افزائی اور تعلیمی و اختراعی ماحول کی تشکیل کے لیے انٹگرل یونیورسٹی کی مسلسل کاوشوں کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ تمام اقدامات یونیورسٹی کے بانی و چانسلر، پروفیسر سید وسیم اختر کی قیادت اور سرپرستی میں انجام دیے جا رہے ہیں۔ ویمن اِن اسٹیم ایکسیلینس ایوارڈ 2025 انٹگرل یونیورسٹی کے لیے ایک اہم سنگِ میل قرار دیا جا رہا ہے۔

عربی ایک عظیم تہذیبی، فکری اور علمی روایت کی حامل زبان ہے: پروفیسر رضوان رحمان

خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں بین الاقوامی سمینار کا انعقاد

لکھنؤ، 18 دسمبر۔خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی کے شعبۂ عربی کے زیر اہتمام عالمی یومِ عربی زبان کے موقع پر ”ڈیجیٹل عہد میں عربی زبان: چیلنجز اور امکانات“ کے موضوع پر ایک بین الاقوامی سمینار منعقد کیا گیا۔ اس سمینار میں بھارت، قطر اور یمن سمیت مختلف ممالک کے عربی زبان کے ماہرین، محققین اور اساتذہ نے شرکت کی۔ اس سیمینار کے افتتاحی اجلاس میں مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے موضوع کی اہمیت اور موجودہ عہد میں اس کی معنویت پر گفتگو کرتے ہوئے پروفیسر مسعود عالم نے کہا کہ ڈیجیٹل عہد نے عربی زبان کے فروغ کے لیے نئی راہیں بھی کھولی ہیں اور بعض سنجیدہ چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جدید ٹیکنالوجی، مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل لائبریریوں، آن لائن تدریسی پلیٹ فارمز اور سوشل میڈیا نے عربی زبان کو عالمی سطح پر قابلِ رسائی بنا دیا ہے تاہم اس کے ساتھ زبان کی صحت، معیاری اسلوب اور کلاسیکی و جدید عربی کے توازن کو برقرار رکھنا ایک بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے۔ اس سیمینار کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پروفیسر اجے تنیجا نے کہا کہ عربی زبان میں بے پناہ امکانات موجود ہیں اور حکومتِ اتر پردیش نے انجینئرنگ اور پولی ٹیکنک کے طلبہ کے لیے عربی اور فارسی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے۔ انھوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ الجبرا اور کیمیا جیسے علوم عرب علماء کے ذریعے یورپ تک پہنچے۔

اس بین الاقوامی سیمینار کے مہمان خصوصی پروفیسر رضوان رحمان (جواہر لال نہرو یونیورسٹی) نے اپنے خطاب میں کہا کہ ڈیجیٹل دور میں عربی زبان کی تدریس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ناگزیر ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصاب کی تشکیل میں ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال، ڈیجیٹل مواد کی تیاری، آن لائن تحقیقی وسائل اور جدید لسانی اطلاقی علوم کو شامل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے اساتذہ اور طلبہ کو ڈیجیٹل مہارتوں سے آراستہ کرنے کی ضرورت پر بھی روشنی ڈالی۔ انھوں نے مزید کہا کہ عربی زبان محض ایک لسانی وسیلہ نہیں بلکہ ایک عظیم تہذیبی، فکری اور علمی روایت کی حامل زبان ہے جس کے تحفظ اور فروغ کے لیے بین الاقوامی تعاون، مشترکہ تحقیقی منصوبوں اور علمی تبادلے کو فروغ دینا ضروری ہے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ یہ بین الاقوامی سمینار عربی زبان کو ڈیجیٹل عہد کے تقاضوں کے مطابق آگے بڑھانے میں ایک مؤثر علمی پلیٹ فارم ثابت ہوگا اور اس سے نئی فکری جہات اور عملی امکانات سامنے آئیں گے۔ پروفیسر شمس کمال انجم نے کہا کہ مصنوعی ذہانت عربی زبان میں ڈیٹا کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنتی جارہی ہے۔ انھوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ عربی زبان کے ساتھ ساتھ جدید ٹکنالوجی بھی سیکھیں۔ انھوں نے کہا کہ ڈیجیٹل دنیا میں عربی زبان کے فروغ کے لیے جدید نصاب، آن لائن کورسز اور تحقیق و ترجمہ کے منصوبے نہایت ضروری ہیں۔ ڈاکٹر انیس انصاری نے کہا کہ کوئی بھی زبان اسی وقت ترقی کرتی ہے جب اسے روزگار سے جوڑا جائے اور اس سلسلے میں عرب ممالک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے عربی زبان کی تاریخی خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اعداد کی نظام بندی عربوں نے ہندوستان سے حاصل کی، جو بعد میں یورپ تک پہنچی۔ مریم یاسین الحمدانی نے کہا کہ موجودہ دور میں عربی زبان کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے مسلسل محنت اور ٹکنالوجی کے درست استعمال کی اشد ضرورت ہے۔ یمن سے تشریف لائے ممتاز عالم پروفیسر علی مبارک الخمیس نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں موجود اہم تعلیمی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ نہایت ضروری ہے۔ تکنیکی اجلاس کی صدارت ڈاکٹر محمد مدثر نے کی۔ اس اجلاس میں متعدد مقالہ نگاروں نے اپنے مقالے پیش کیے جن سے نئے مباحث روشن و منور ہوئے۔ اس سیمینار کی نظامت ڈاکٹر عائشہ شہناز فاطمہ اور شکریہ کے کلمات ڈاکٹر عبدالحفیظ نے ادا کئے۔ اختتامی اجلاس کے بعد ایک کوئز سیشن بھی رکھا گیا جس میں طلبہ نے مکمل جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیا۔

علم کے بغیر زندگی کا کوئی شعبہ مکمل نہیں: مولانا سید محمد عمار حسنی ندوی

مدرسہ رحمانیہ مکارم نگر میں بچوں کا سالانہ تعلیمی مظاہرہ و جلسۂ اصلاحِ معاشرہ منعقد

لکھنؤ، 18 دسمبر (پریس ریلیز) مدرسہ رحمانیہ مکارم نگر، مکتب شعبۂ دعوت و ارشاد، ندوۃ العلماء میں آج بچوں کے سالانہ تعلیمی مظاہرہ اور جلسہ اصلاح معاشرہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس موقع پر طلبہ و طالبات نے تعلیمی مظاہرہ، تقاریر، نعت، مکالمہ اور نظموں کے ذریعے اپنی دینی، اخلاقی اور تعلیمی صلاحیتوں کا عملی مظاہرہ پیش کیا۔ پروگرام میں طلبہ کے سرپرست، معززینِ علاقہ اور خواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے ناظرِ عام ندوۃ العلماء مولانا سید محمد عمار عبدالعلی حسنی ندوی نے کہا کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں رسول ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو مشعلِ راہ بنانا چاہیے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں زندگی گزارنے کے تمام اصول واضح طور پر موجود ہیں، اس لیے مسلمان کی زندگی میں کوئی ایسا قول و فعل نہیں ہونا چاہیے جو سیرتِ نبوی کے خلاف ہو۔ مولانا عمار ندوی نے زور دیتے ہوئے کہا کہ علم کے بغیر زندگی کا کوئی

بھی شعبہ مکمل نہیں ہو سکتا، خواہ وہ تجارت ہو، ملازمت ہو یا معاشرت اور معاملات کا میدان۔ انہوں نے کہا کہ علم انسان کے لیے زیور کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن علمِ دین کی اہمیت اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ علمِ دین وہ مضبوط بنیاد ہے جو انسان کو قدم قدم پر صحیح رہنمائی فراہم کرتی ہے، اچھے اور برے میں تمیز سکھاتی ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر درست راستہ دکھاتی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ جب علمِ دین مضبوط ہوتا ہے تو دنیاوی علم اور پیشہ ورانہ زندگی بھی سنور جاتی ہے، کیونکہ دینی شعور انسان کو ذمہ داری، دیانت داری اور اعلیٰ اخلاق کا پابند بناتا ہے۔ انہوں نے والدین پر خصوصی زور دیا کہ وہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کو ترجیح دیں، کیونکہ یہی تعلیم انہیں اچھا انسان، باکردار شہری اور معاشرے کے لیے مفید فرد بناتی ہے۔ اس موقع پر مقابلوں میں کامیاب طلبہ و طالبات کو ناظرِ عام کے دستِ مبارک سے انعامات سے بھی نوازا گیا۔ جلسے کے سرپرست مولانا محمد غفران ندوی (انچارج مکاتبِ شہر) اور مولانا آفتاب عالم خیر آبادی نے بھی اپنے خطابات میں دینی تعلیم کی اہمیت، اصلاحِ معاشرہ کی ضرورت اور بچوں کی اخلاقی تربیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پروگرام کے دوران ہندی اور انگریزی تقاریر میں حکم کے فرائض ماسٹر محمد رفیق اور ماسٹر محمد انیس ندوی نے انجام دیے، جبکہ اردو تقاریر، نعت، مکالمہ اور نظم کے مقابلوں میں مولانا عبدالوکیل بارہ بنکوی ندوی اور مولانا آفتاب عالم خیر آبادی نے بطور حکم خدمات انجام دیں۔ اس موقع پر مدرسہ رحمانیہ کے اساتذۂ کرام اور ذمہ داران میں صدر مدرس مسعود عالم ندوی، ضیاء الرحمٰن ندوی، عطاء الرحمٰن ندوی، ماسٹر رفیع الدین، سندیلوی، صبیح الدین ندوی، محمد توقیر ندوی، عبید الرحمٰن ندوی، پروفیسر مولانا ذکی نور عظیم ندوی، عامر بیگ ندوی، مولانا اصطفاء الحسن ندوی، سید عمیر ندوی، ماسٹر جمال رؤف، حافظ حسیب احمد، ماسٹر معید احمد مسلم، مولانا جمال احمد ندوی اور محمد عرفان (میڈیکل اسٹور) وغیرہ موجود رہے۔ پروگرام کی نظامت عماد الدین ندوی نے کی۔ جلسہ کا اختتام دعا پر ہوا۔

اولیاء اللہ کی بارگاہ سے تمام پریشانیوں سے نجات ملتی ہے: مفتی عرفان میاں

شاہ دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ کھدرا کا تین روزہ عرس کا آغاز

لکھنؤ۔حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ روہی بابا رحمۃ اللہ علیہ واقع ٹی جی ہاسپٹل کھدرا لکھنؤ کا سالانہ عرس کا آغاز مفتی ابوالعرفان میاں فرنگی محلی کی سرپرستی میں محفل میلاد النبی کیا گیا۔ محفل کا آغاز قاری شاہ محمد نظامی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ نعت، بہت مخصوص اور پیارے انداز میں قاری شمس تبریز، منیر رضا قادری، قاری عمیر رضا، قاری شمشاد برکاتی، قاری شرف الدین، مولانا مسعود، قاری معین الدین نے پیش کیا۔ نظامت کے فرائض حافظ قاری گلاب الدین صاحب نے ادا کیا۔ درگاہ انتظامیہ کمیٹی کے صدر محمد فاروق عرف بابو نے تمام مہمانوں کی گل پوشی کر خیر مقدم کیا۔ پیرے طریقت حضرت مفتی ابوالعرفان میاں فرنگی محلی قاضی شہر لکھنؤ نے اپنے خطاب میں فرمایا کی انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا ہے، اس کے لئے علم کو ضروری قرار دیا ہے یہ قرآنی پیغام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ رہتی دنیا تک جاری ہے۔ اقرء باسم ربک کے ذریعے تعلیم یافتہ آدمی خدا کو شاہد و موجود جانتا ہے اور

اس کے حرام اور حلال پر عمل کرتا ہے تبھی اچھا معاشرہ بنتا ہے۔ یہی پیغام اللہ کے رسول، صحابہ، اہل بیت، علماء اور اولیاء اللہ ابھی تک دیتے آرہے ہیں۔ مولانا سید انصار میاں نے فرمایا کی قرآنی چیلنج ہے کیا عالم کی برابری جاہل کر سکتا ہے اور آقا کی حدیث مبارکہ ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے کہ چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ علم حاصل کرو اگر چہ وہ چین میں ملے۔ اس روشنی میں مسلمان کیا خدا اور رسول کے کلاموں کی نافرمانی کرتے ہوئے کیا اشرف المخلوقات بن پا رہے ہیں جب کی سارا معاشرہ طرح طرح کی خرابیوں کا شکار ہے۔ حضرت شاہ دوست محمد عرف شاہ روہی کی درگاہ سے لوگ ابھی بھی فیض یاب ہو کر طرح طرح کی پریشانیوں سے نجات پا رہے ہیں یہی کام اولیاء اللہ اور بزرگوں نے حتی الامکان کوشش کی کے پریشان لوگوں کی پریشانیاں دور کی جہاں ضرورت ہوئی دینی تعلیم دی اور جہاں ضرورت ہوئی روحانیت سے لوگوں کی پریشانیاں دور کر اللہ کے پیغام کو عام طریقے سے عام لوگوں تک پہنچایا۔ مولانا محمد اعظم قادری نے کہا کہ مومن کی زندگی اس شعر کا عکس ہے، زندگی نام خدا ہے، مردہ دل دنیا میں ڈوبا ہوا انسان ہے۔ اور خصوصاً اولیاء اللہ اور علامہ ربانی اپنی زندگی کا کوئی گوشہ غلط فہمیوں میں نہیں گزارتے تھے اور حصول علم کے بعد دنیا میں عمل آوری بقدر ضرورت کرتے تھے۔ مولانا مبارک علی مسعودی نے اپنی تقریر میں کہا کی آج دنیا تعلیمات رسول سے غافل ہو کر آخرت کی جنت کے بجائے دنیا کو جنت بنانے میں مصروف ہے، حقیقت کو قبول کریں اور خوف خدا میں آنسو بہائیں تاکہ دل نرم ہو جائے اور اخروی زندگی کی تیاری کریں۔ اور اپنی قبروں کو عذاب سے بچائیں۔ محفل میلاد النبی کا اختتام مفتی ابوالعرفان میاں فرنگی محلی کی خصوصی دعا جس میں ملک و ملت کی سلامتی اور معاشرے کی بھلائیوں اور تمام بیمار، آزار لوگوں کی پریشانیوں کو دور کرنے اور ان کی صحت یابی اور بھائی چارہ، محبت کو بڑھاوا اور قائم دائم رکھنے کے لیے کی گئی۔ محفل میں شرکت کرنے والوں میں حضرت مولانا عفان عتیق فرنگی محلی، محمد صغیر خان سابق بارشد، محمد فاروق عرف بابو، محمد سلیم، محمد اشتیاق حافظ شکیل نظامی، وارث علی، سید عاصم میاں نیوتانی شریف، سلیم آزادی، مولانا وحید قلندری، ایڈوکیٹ عامر رسول احمد، ایڈوکیٹ فیضان فرنگی محلی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

دودھ یونینوں کو مضبوط کرنے کے لیے 1347.58 لاکھ روپے کی رقم منظور

لکھنؤ: 18 دسمبر۔اتر پردیش حکومت نے ریاست میں دودھ کی ترقی کے لیے دودھ یونینوں کو مضبوط اور بحال کرنے کی اسکیم کے تحت رواں مالی سال میں دودھ یونینوں کو گرانٹ کے لیے 13 کروڑ 47 لاکھ 58 ہزار روپے کی رقم منظور کی ہے۔ یہ رقم دوسری قسط کے طور پر منظور کر لی گئی ہے۔ یہ رقم آگرہ، مین پوری، میرٹھ، جھانسی، جالون (اورئی)، ہمیر پور، مہوبہ، باندہ، لکھنؤ، لکھیم پور کھیری، بریلی، پیلی بھیت، شاہجہاں پور، رام پور، وارانسی، مرزا پور، سون بھدرا، گورکھپور، مہاراج گنج، مہاراج گنج، پریاگ راج، پرتاپ گڑھ، کانپور، ایودھیا، امبیڈکر نگر، بہرائچ، اور گونڈا وغیرہ اضلاع کے لیے منظور کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں، محکمہ دودھ ترقیات نے سرکاری حکم نامہ جاری کیا ہے، جس میں متعلقہ اضلاع کے ڈیری ڈولپمنٹ آفیسرز/ ڈپٹی ڈیری ڈولپمنٹ آفیسرز کو اسکیم کے نفاذ کے لیے ضروری رہنما خطوط فراہم کیے گئے ہیں۔ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ یہ رقم درج فہرست ذات کے استفادہ کنندگان کے لیے معیارات کے مطابق خرچ کی جائے گی۔ منظور شدہ فنڈ صرف ان کمیٹیوں کے لیے استعمال کیے جائیں گے جو درج فہرست ذات کے اراکین کے ساتھ تشکیل دی گئی ہیں۔

یوپی میں ریکارڈ 3.75 لاکھ پکے مکانات مستحقین کو الاٹ کیے گئے

لکھنؤ: 18 دسمبر (یو این آئی) اتر پردیش حکومت نے وزیر اعلیٰ رہائشی منصوبہ (دیہی) کے تحت قبائلیوں، قدرتی آفات کے متاثرین، معذور افراد اور معاشرے کے سب سے نچلے پائیدان پر کھڑے محروم طبقات کو ریکارڈ 3.75 لاکھ پکے مکانات الاٹ کیے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ وزیر اعلیٰ رہائشی منصوبہ (دیہی) کا آغاز فروری 2018 میں کیا گیا تھا۔ اس منصوبے کا مقصد دیہی علاقوں میں رہنے والے بے گھر اور انتہائی ضرورت مند خاندانوں کو باوقار پکا گھر فراہم کرنا ہے۔ سرکاری ذرائع نے جمعرات کو بتایا کہ یوگی حکومت نے مکانات کی الاٹمنٹ میں واضح طور پر ضرورت اور حساسیت کو بنیاد بنایا ہے۔ قدرتی آفات کے متاثرین کو سب سے زیادہ 93,300 پکے مکانات، جبکہ معذور افراد کو 91,062 مکانات الاٹ کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسہر برادری کو 50,000 سے زائد مکانات اور بے سہارا بیوہ خواتین کو 41,000 سے زائد مکانات الاٹ کیے گئے۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی قیادت میں ونٹانگیا، مسہر، تھارو، کول، سہریہ، چیرو، بیگا، نٹ اور بنجارہ جیسی انتہائی پسماندہ اور محروم برادریوں کو پہلی بار بڑے پیمانے پر پکے مکانات فراہم کیے گئے ہیں۔ یہ وہی طبقات ہیں جو پہلے صرف اعداد و شمار میں تھے، لیکن منصوبوں میں شامل نہیں تھے۔